باب ۲۲۵

نبی کریم ﷺ کے پاس صُرد بن عبداللہ کی آمد بنو اسد کے ایک وفد میں

اور اس کا مسلمان ہونا اور اس کا واپس جانا جرش کے پاس اور جُرش سے دو آمیوں کی آمد رسول اللہ ﷺ کے پاس اور حضور ﷺ کا ان دونوں کو یہ خبر دینا کہ صرد اسی لمحے اپنی قوم کے اندر پہنچ گیا ہے جس ساعت میں وہ ان کے پاس پہنچا تھا۔ اور اس سارے معاملے میں جو آثارِ نبوّت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ صُرد بن عبداللہ ازدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور وہ مسلمان ہو گئے تھے وفد بنو ازد کے ساتھ آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو امیر مقرر کیا تھا ان لوگوں پر جو مسلمان ہو گئے تھے ان کی قوم میں سے۔ اور حضور ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ان لوگوں کے ساتھ جہاد کرنے کا بھی حکم دیا تھا جو ان کے قریب اہلِ شرک یمن کے قبائل تھے۔ چنانچہ صرد بن عبداللہ روانہ ہوئے وہ چل رہے تھے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے ساتھ حتی کہ مقام جُرش پر اُترے۔ یہ اس وقت ایک بند شہر تھا، اس میں قبائل تھے یمن کے قبائل میں سے۔ ان کے پاس خثعم داخل ہو رہا تھا یہ لوگ بھی اس کے ساتھ جڑ گئے پس وہ اس شہر میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ قبائل نے جب ان کی طرف مسلمانوں کی آمد کے بارے میں سنا اور ان کو جا کر اس کے اندر ہی گھیر لیا ایک مہینے تک محاصرہ کئے رکھا۔ وہ اس میں رُکے رہے اس کے بعد اس نے رجوع کیا ان سے واپس ہونے والا۔ حتی کہ جب ان لوگوں کے ایک پہاڑ میں پہنچا جس کو کشر کہتے تھے۔ اس وقت اہل جرش نے یہ گمان کیا کہ وہ تو اب شکست کھا کر واپس لوٹ گیا ہے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے حتی کہ جب ان لوگوں نے اسے پا لیا تو اس نے بھی پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا اور ان کے ساتھ اس نے شدید قتال کیا۔

اُدھر سے اہلِ جرش نے اپنے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ بھیجے وہ جب وہاں پہنچے افطار کے بعد شام کا وقت تھا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ شکر کے کون سے شہر سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا جرشی ہیں ہم لوگ یا رسول اللہ ﷺ۔ دراصل ہمارے شہروں کے پاس ایک پہاڑ ہے اس کو کشر کہا جاتا ہے اور اسی طرح اہلِ جرش اس کو یہی نام دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کشر نہیں ہے بلکہ شکر ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کی کیا بات ہے (یعنی کیا وجہ ہے؟)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے بُدُن البتہ اس وقت اس کے پاس ذبح کے لئے جا رہے ہیں۔ وہ دونوں آدمی بیٹھ گئے حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان کے پاس ان دونوں نے کہا ان دونوں سے افسوس ہے تم دونوں پر۔ بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں موت کی خبر دے رہے تھے تمہاری قوم کے بارے میں۔ وہ دونوں کھڑے ہوئے اور درخواست کی کہ اللہ سے دعا فرمائیں کہ تمہاری قوم سے اس حالت کو اٹھا لے۔ لہٰذا وہ دونوں اُٹھے انہوں نے یہی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے دعا کی اے اللہ! ان سے یہ حالت اُٹھا لے۔ لہٰذا وہ دونوں رسول اللہ ﷺ سے روانہ ہو کر اپنی قوم کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو پالیا کہ ان پر واقعی قتل و غارت کی مصیبت پڑی تھی۔ جس دن صرد بن عبداللہ نے ان پر حملہ کیا تھا اُسی دن جس دن رسول اللہ ﷺ نے ان کو بتایا تھا بالکل اسی ساعت میں جس کا ذکر کیا تھا۔ اس کے بعد جرش کا وفد روانہ ہوا وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان کی بستی کے گرد حفاظتی نشان لگوا کر ان کی بستی کو محفوظ کروا دیا گھوڑوں سے اور سواروں سے اور ان کے کھیت کو مویشیوں وغیرہ سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۹۷)

☆☆☆

باب ۲۲۶

رسول اللہ ﷺ کے پاس ضِمام بن ثعلبہ ؓ[1] کی آمد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو محمد بن ولید نے کریب مولیٰ ابن عباس سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بنوسعد بن بکر سے ضمام بن ثعلبہ وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے مسجد کے دروازے پر اونٹ بٹھایا اور اس کے پیروں میں رسی باندھی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے پوچھا کہ تم میں سے ابن عبدالمطلب کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا میں ابن عبدالمطلب ہوں۔ اس نے پوچھا کیا تم محمد ہو؟ فرمایا کہ جی ہاں میں ہوں۔ اس نے کہا اے ابن عبدالمطلب میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اور میں سوال سخت قسم کے کروں گا آپ نے اپنے دل میں غصہ بالکل نہیں کرنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے میں دل میں ناراض نہیں ہوں گا جو چاہو سوال کر سکتے ہو۔

اس نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں تیرے الٰہ اور معبود کی اور ان کے الٰہ کی جو تم میں سے پہلے گذرے اور ان کے الٰہ کی جو تیرے بعد ہونے والے ہیں۔ کیا واقعی تجھے اللہ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ گواہ ہے اس بات کا بالکل اس نے بھیجا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں تیرے اللہ کی اور تیرے معبود کی اور تم میں سے پہلے لوگوں کے معبود کی اور تیرے بعد آنے والے معبود کی۔ کیا اس بات کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور تم اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرو۔ اور یہ کہ تم ان بتوں سے الگ تھلگ رہو جن کی عبادت ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بالکل اللہ گواہ ہے۔

اس کے بعد اس نے اسلام کے فرائض ذکر کئے اور ایک ایک طریقہ ذکر کیا نماز، زکوٰۃ، حج اور تمام فرائض اسلام۔ ہر ہر طریقہ پر وہ ان کو قسم دیتا گیا جیسے پہلی مرتبہ قسم دی تھی۔ جب وہ فارغ ہو گیا تو اس نے کہا: اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و ان محمداً عبدہٗ و رسولہ۔ عنقریب میں یہ سارے فرائض پورے کروں گا اور ان چیزوں سے اجتناب کروں گا جس سے انہوں نے منع کیا ہے نہ اس سے کم کروں گا نہ اس سے زیادہ کروں گا۔ پھر وہ واپس لوٹتا ہوا اپنے اونٹ کی طرف گیا جب وہ واپس لوٹا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر ذوالعقیصہ سچ کہتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا (یہ اس لئے فرمایا کہ ضمام مضبوط آدمی تھا زیادہ بالوں والا۔ دو حصوں میں بانٹی ہوئی زلفوں والا تھا)۔

اس کے بعد وہ اپنے اُونٹ کے پاس آیا اس کے پیروں سے رسی نکالی پھر وہ روانہ ہو گیا اور اپنی قوم کے پاس پہنچا۔ وہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے جو اس نے کلام کیا وہ یہ تھا لات وعزّیٰ بدتر ہیں۔ لوگوں نے کہا ٹھہر و ٹھہر و کیا کہہ رہے ہو اے ضمام۔ ڈرو ڈرو کیا کہہ رہے ہو؟ کس کی توہین کر رہے ہو۔ تمہیں جذام ہو جائے گا، برص ہو جائے گا، تمہیں جنون ہو جائے گا۔ اس نے جواب دیا ہلاکت ہو تمہارے لات وعزّیٰ نہ کوئی نقصان کر سکتے ہیں نہ ہی کوئی نفع کر سکتے ہیں بے شک اللہ نے رسول بھیج دیا ہے اور اس پر کتاب اُتار دی ہے۔ میں تمہیں اس میں سے بچانا چاہتا ہوں تم جس میں پھنسے ہوئے ہو۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اور میں تمہارے پاس اس کی طرف سے وہ پیغام لے کر آیا ہوں جس کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے۔ پس اللہ کی قسم نہیں شام کی تھی اسی دن اس کی موجودگی میں کسی مرد نے اور نہ کسی عورت نے مگر وہ شام ہونے سے پہلے پہلے سارے مسلمان ہو گئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۸۴/۴۔۱۸۶۔ تاریخ ابن کثیر ۷۰/۵)

---

[1] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۱۸۴/۴۔ طبقات ابن سعد ۲۹۹/۱۔ عیون الاثر ۲۹۷/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۶۰/۵)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی قوم کے پاس پیغام لے کر جانے والے کونہیں سنا جوضمام بن ثعلبہ سے افضل ہو۔

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتاہوں کہ تحقیق روایت کی ہے انس بن مالک ﷺ نے ضمام بن ثعلبہ کے قصے میں وہ روایت کچھ کمی بیشی کرتی ہے اسی وجہ سے بخاری مسلم نے اس کونقل کیا ہے۔(بخاری۔کتاب الایمان ۳۲/۱۔مسلم۔باب بیان الصلوات ۶۶/۱)

باب ۲۲۷

معاویہ بن حیدۃ قشیری کی آمد

اوراس کا حضور ﷺ کے پاس داخل ہونا اوراللہ تعالیٰ کارسول اللہ ﷺ کی دعاقبول کرنا حتی کہ اس کوآپ ﷺ کی طرف آنے پرمجبورکردیا

(۱)　ہمیں خبردی ابوطاہرفقیہ نے اپنی کتاب سے، ان کوخبردی ابوبکرمحمد بن حسین قطان نے، ان کواحمد بن یوسف نے، ان کوعمر بن عبداللہ بن رزین نے، ان کوسفیان نے لفظاًداؤدراق سے۔اس نے سعد بن حکیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادامعاویہ بن حیدۃ قشیری سے۔وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیاجب میں ان کے پاس پہنچاتوانہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی تھی کہ وہ تمہارے مقابلے میں میری مددکرے قحط سالی کے ساتھ جوتم لوگوں کوجڑ سے اکھیڑدے۔اورمددکرے رعب اورخوف کے ساتھ کہ وہ اسے تمہارے دلوں میں ڈال دے۔کہتے ہیں کہ انہوں نے اشارہ کیادونوں ہاتھوں کے ساتھ اکھٹے۔خبردار بے شک میں تحقیق پیدا کیا گیاہوں یہ اوراسی طرح یہ کہ نہیں ایمان لاؤں گاآپ کے ساتھ اورنہ ہی آپ کی اتباع کروں گا۔نہ ہی قحط ختم ہوگا جومجھے جڑ سے اکھاڑتا ہے اور نہ ہی خوف اوررعب زائل ہوگا جومیرے دل میں ڈال دیا گیا ہے حتی کہ میں آپ کے سامنے آکر رہوں۔کیا آپ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جس نے آپ کوبھیجا ہے، کیاواقعی اس نے آپ کوبھیجا ہے اس دین کے ساتھ جوآپ کہتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔کہا کیا اس نے آپ کوحکم دیا ہے اس کے ساتھ جوآپ کہتے ہیں اورامرکرتے ہیں؟ فرمایا کہ جی ہاں۔اس نے پوچھا کہ آپ ہماری عورتوں کے بارے میں ہمیں کیاحکم دیتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ :

نِسَاءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۔ (سورۃ بقرہ : آیت ۲۲۳)

وہ تمہاری کھیتی ہیں اپنی کھیتی میں آؤجیسے تم چاہو۔

اوران کواسی میں سے کھلاؤجس میں سے تم خودکھاؤ۔اوراسی طرح پہناؤجس میں سے تم پہنو۔اورانہیں مارونہیں اورانہیں برانہ کہو۔

اس نے پوچھا کہ کیاہم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی شرم گاہ کودیکھ سکتاہے جس وقت دونوں اکھٹے ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔اس نے پوچھا کہ جب دنوں جداہوں یعنی اکیلے میں۔کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک ران کودوسری پرملادیاپھرفرمایا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدارہے اس سے کہ اس سے شرم کرو۔کہتے ہیں کہ اس نے سناآپ کہہ رہے تھے لوگ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اس حال میں کہ ان کے مونہوں پربندش لگی ہوگی۔بس پہلی چیزانسان کی جوبولے گی اس کے ہاتھ اوراس کی رانیں ہوں گی۔(مسنداحمد ۳/۵)

☆☆☆

باب ۲۲۸

طارق بن عبداللہ اوراس کے احباب کی آمد نبی کریم ﷺ کے پاس

اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اس عورت کی بات جو اُن کے ساتھ تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو اسماعیل بن محمد الصفار نے، ان کو محمد بن جہم نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو ابو جناب کلبی نے، ان کو جامع بن شداد محاربی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ایک آدمی نے ان کی قوم میں سے اسے کہا جاتا تھا طارق بن عبداللہ۔ وہ کہتے ہیں کہ بے شک میں کھڑا ہوا تھا بازار مجاز میں۔ اچانک ایک آدمی آیا اس نے جُبہ پہن رکھا تھا اور وہ کہہ رہا تھا : اے لوگو کہو لا الہ الا اللّٰہ تفلحوا، لا الہ پڑھو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور ایک دوسرا آدمی اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا وہ اسے پتھر مار رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا اے لوگو یہ کذاب ہے اس کو سچا نہ سمجھنا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس آدمی نے بتایا کہ یہ بنو ہاشم کا ایک نوجوان ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہے یہ جو پتھر مار رہا ہے؟ بتایا کہ یہ اس کا چچا ہے عبدالعزّیٰ (ابولہب)۔ کہتے ہیں کہ جب لوگ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے ہجرت کی۔ ہم مقام ربذہ کی طرف سے نکلے ہم لوگ مدینہ جانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ ہم اس کی کھجوریں حاصل کریں گے۔

جب ہم مدینے کے باغات کے اور کھجوروں کے قریب ہوئے ہم نے سوچا کہ اگر ہم اتر پڑیں اور کپڑے بدل لیں تو بہتر ہوگا۔ اچانک ایک آدمی سامنے آیا جس نے دو پرانی یمنی چادریں پہن رکھی تھیں، اس نے سلام کیا اور کہا کہ یہ قوم یعنی آپ لوگ کہاں سے آئے ہو؟ ہم نے کہا کہ مقام ربذہ سے۔ اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا کہ اسی شہر کا ارادہ ہے۔ اس نے پوچھا کہ اس شہر میں تمہارا کیا کام ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم اس کی کھجوریں لینے آئے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہم لوگوں کی ایک عورت بھی تھی اور اس کے پاس سرخ اُونٹ تھا جس کو نکیل ڈالی ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا کیا تم لوگ یہ اُونٹ بیچو گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، اتنے اتنے صاع کھجوروں کے بدلے میں۔ کہتے ہیں کہ اس شخص نے ہم سے کم نہ کروایا اس سے جو کچھ ہم نے کہا تھا۔ اس نے اُونٹ کی مہار تھام لی اور چل دیا۔ جب وہ وہاں سے چھپ گیا مدینے کے باغات میں اور کھجوروں میں ہم نے کہا کہ ہم نے کیا کیا۔ اللہ کی قسم اُونٹ ایسے آدمی کو دے دیا جس کو ہم جانتے بھی نہیں۔ اور نہ ہی ہم نے اس سے قیمت وصول کی ہے۔

کہتے ہیں کہ اس عورت نے کہا جو ہمارے ساتھ تھی، اللہ کی قسم میں نے اس آدمی کو دیکھا ہے مجھے ایسے لگا جیسے اس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے چودھویں رات کا۔ میں ضامن ہوں تمہارے اُونٹ کی قیمت کی۔

اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا نمائندہ ہوں تمہاری طرف یہ تمہاری کھجوریں ہیں۔ پس کھاؤ اور خوب پیٹ بھر و اور ناپ کر لو اور اچھی طرح پورا پورا لے لو۔ ہم نے کھجوریں کھائیں حتیٰ کہ پیٹ بھر گیا اور ہم نے ناپ تول کر پوری پوری وصول کر لیں۔ اس کے بعد ہم مدینے میں داخل ہوئے۔ پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے کیا دیکھا کہ وہ شخص منبر پر کھڑا ہوا ہے اور لوگوں کو خطبہ دے رہا ہے۔ ہم نے اس کا خطبہ سنا وہ یہ کہہ رہا تھا :

''صدقہ کیا کرو کیونکہ صدقہ کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے۔اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہے۔اپنی ماں کو اپنے باپ کو اپنی بہن کو، اپنے بھائی کو اور اپنے قریبی کو۔''

اچانک ایک آدمی آیا کچھ لوگوں کے ساتھ بنی یربوع میں سے۔یا کہا تھا کہ ایک آدمی انصار میں سے۔اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کا ان آنے والوں کے ذمہ خون ہے جاہلیت کے دور سے۔آپ ﷺ نے فرمایا میں تاوان وصول نہیں کرتا ولد پر، تین بار فرمایا۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو یزید بن زیاد بن ابوالجعد نے جامع بن شداد سے، اس نے طارق سے، اس نے ذکر کی ہے یہی حدیث اسی مفہوم کے ساتھ۔اور اس نے اس میں کہا ہے کہ عورت نے کہا تھا تم ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو میں نے اس آدمی کا چہرہ پڑھ لیا تھا وہ تمہارے ساتھ دھوکہ نہیں کرے گا۔میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی جو چودھویں رات کے چاند سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو اس شخص کے چہرے سے۔

باب ۲۲۹

وفد نجران[۱] اور بڑے بڑے پادریوں کا شہادت دینا

ہمارے پیارے نبی ﷺ کے بارے میں کہ وہ وہی نبی ہیں جن کا وہ لوگ انتظار کرتے آرہے تھے اور امتناع اس کا جوان میں سے ملاعنۃ سے رک گئے اور ان تمام امور میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مدینے نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس، مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر ندی نے، وہ کہتے ہیں کہ جب نجران کا وفد آیا تھا رسول اللہ کے پاس وہ لوگ حضور کے پاس داخل ہوئے تھے آپ ﷺ کی مسجد میں عصر کی نماز کے بعد۔چنانچہ ان عیسائیوں کی نماز کا بھی وقت ہو گیا تھا۔لہٰذا وہ کھڑے ہو گئے تھے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے۔لہٰذا لوگوں نے ان کو منع کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ رہنے دو۔لہٰذا انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی نماز پڑھی تھی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو بریدہ بن سفیان نے ابن البیلمانی سے، اس نے کُرز ابن علقمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا تھا۔یہ ساٹھ سواروں پر مشتمل قافلہ تھا جن میں سے چوبیس افراد ان کے معزز اور معتبر ترین لوگ تھے اور چوبیس دیگر عیسائی تھے۔

---

[۱] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۷۵۔طبقات ابن سعد ۱/۳۵۷۔فتوح البلدان ۷۰۔البدایۃ والنہایۃ ۵/۵۲۔نہایۃ الارب ۱۸/۱۲۱۔شرح المواہب ۴/۴۱)

ان میں سے جو بیس میں سے تین افراد وہ تھے جو ان کے معاملات کو ذمہ داری سے چلاتے تھے۔ اور نگران اور امیر قوم تھے۔ اور ان میں صاحب رائے اور صاحب مشورہ تھے۔ اور اُس شخص کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا تھا۔ اس کا نام عبدالمسیح تھا اور بڑے سردار ثمال القوم جو ان کے اجتماعی امور اور معاملات کے مالک تھے ان کا نام ایہم تھا اور ابو حارثہ بن علقمہ بنی بکر بن وائل میں سے تھے وہ ان کے بڑے تھے۔

ان عیسائیوں میں اُسقف (عظیم نصاریٰ) اور ان کے بڑے عالم اور ان کے امام اور ان کے صاحب مدارس وہی تھے اور ابو حارثہ ان میں بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ اس نے ان کی تمام کتب پڑھ رکھی تھیں حتیٰ کہ اس کا عمل بھی ان کے دین کے مطابق عمدہ تھا۔ نیز شاہان روم بھی اہل نصرانیت میں سے تھے، انہوں نے بھی ابو حارثہ کو شرف وعزت دے رکھی تھی اور اس کو مالدار اور امیر بنا دیا تھا اور اس کو کئی کئی خادم دے رکھے تھے اور اس کے لئے کئی کنیسے تعمیر کرار کھے تھے۔ اور اس پر عنایات وافر کر رکھی تھیں۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ وہ انتہائی باعمل ہے اور ان کے دین میں مجتہد ہے۔

جب وہ لوگ (وفد نجران) نجران سے رسول اللہ ﷺ کی طرف آنے کا رُخ کرنے لگے تو ابو حارثہ بھی ساتھ تھے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کے لئے اپنے خچر پر سوار ہوئے تو ان کے پہلو میں ان کا بھائی بھی تھا، اس کو کوز بن علقمہ کہتے تھے۔ وہ اس کی معاونت کر رہے تھے سفر میں۔

اچانک ابو حارثہ کا خچر پھسل پڑا تو کوز بن علقمہ نے کہا ہلاک ہو بُرا ہو ابعد کا، اس کی مراد اس جملے سے رسول اللہ تھے۔ چنانچہ ابو حارثہ نے اس کو کہا بلکہ تو ہی ہلاک ہو جائے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیوں بھائی جان؟ اس نے بتایا کہ اللہ کی قسم وہ (محمد ﷺ) نبی ہے جس کا ہم لوگ انتظار کیا کرتے تھے۔ لہٰذا کوز نے اس سے کہا پھر کیا چیز آپ کو مانع ہے حالانکہ آپ یہ سب کچھ جانتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ آپ نے دیکھا نہیں کہ اس قوم (نصاریٰ) نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ انہوں نے ہمیں سب کچھ دیا ہے ہمیں عزت وشرف سے نوازا ہے ہمیں مالدار کر دیا ہے اور ہمارا اکرام کیا ہے یہ لوگ اس نبی کی مخالفت کے سوا کچھ بھی نہیں مانیں گے، اگر میں ایسا کرلوں (یعنی اس کا دین قبول کرلوں) تو یہ لوگ یہ سب کچھ ہم سے چھین لیں گے جو کچھ تم دیکھ رہے ہو۔ چنانچہ اس کے بھائی کوز نے یہ باتیں دل میں چھپالیں۔ کوز بن علقمہ حتیٰ کہ وہ بعد میں مسلمان ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۰۴۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۶۵)

حضرت ابراہیم کے متعلق قرآن کا فیصلہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابو محمد مولیٰ زید بن ثابت سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن جبیر نے یا عکرمہ نے ابن عباس سے، انہوں نے کہا نجران کے نصاریٰ اکٹھے ہوئے تھے اور یہود کے علماء، رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے تنازعہ کیا۔ یہود کے احبار وعلماء نے کہا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صرف اور صرف یہودی المذہب تھے اور کچھ نہیں تھے اور نصاریٰ (عیسائیوں کے علماء نے) کہا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام نصرانی (عیسائی) تھے اس کے سوا کچھ نہیں تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا اور فرمایا:

یا اهل الكتاب لم تحاجون فی ابراهيم ـ وما انزلت التوراة والانجيل الا من بعده افلا تعقلون ها انتم هؤلاء حاججتم فی مالكم به علم فلم تحاجون فيما ليس لكم به علم والله يعلم وانتم لا تعلمون ماكان ابراهيم يهوديا ولا نصرانيا ولكن كان حنيفا مسلما وماكان من المشركين ـ ان اولى الناس بابراهيم للذين اتبعوه وهذا النبی والذين آمنوا والله ولی المؤمنين ـ

(آل عمران : آیت ۶۵۔۶۸)

(مفہوم ومطلب) اے اہل کتاب! تم لوگ ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں کر مباحثہ ومجادلہ کررہے ہو۔ حالانکہ توراۃ وانجیل توان کے کافی بعد اُتریں تھیں تم سمجھتے کیوں نہیں۔ تم وہی لوگ ہو جو اس چیز میں اُلجھ رہے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ اس میں بات کرو جس کا تمہیں علم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر حقیقت جانتا ہے تم وہ نہیں جانتے۔ (سنو) ابراہیم علیہ السلام یہودی نہیں تھے نہ ہی وہ عیسائی تھے بلکہ وہ تو سب سے الگ تھلگ موحد مسلمان تھے اور وہ مشرک بھی نہیں تھے۔ بے شک ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ حقیقی اور رسمی نسبت بنانے کے سب سے زیادہ حق دار یہ نبی (محمد ﷺ) ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کا دوست ہے۔

حضور ﷺ کا یہود ونصاریٰ کے احبار ورہبان یعنی ان کے علماء اور پادریوں اوراساقف کو اسلام کی دعوت دینا

ابورافع قرظی نے کہا کہ جب حضور ﷺ کے پاس نصاریٰ احبار ورہبان جمع ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ جس پر ایک یہودی عالم نے کہا، اے محمد (ﷺ) کیا آپ ہم سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں جیسے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی عبادت کرتے ہیں؟ (چنانچہ اس کے جواب میں) اہل نجران کے ایک نصرانی نے کہا اس کو الـدِّبِّیس کہتے تھے بلکہ یہ یہودی چاہتا ہے کہ آپ اے محمد (ﷺ) اس کے دین یہودیت کی دعوت دیں؟ یا جیسے بھی کہا۔

رسول اللہ ﷺ کا یہود ونصاریٰ کے علماء کو جواب

رسول اللہ نے فرمایا معاذ اللہ (اللہ کی پناہ) اس بات سے کہ میں اللہ کے سوا غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے سوا کسی اور کی عبادت کا حکم کروں۔ اللہ نے مجھے اس کے لئے نہیں بھیجا ہے اور نہ ہی مجھے اس کا حکم دیا ہے، لہٰذا اس پر اللہ نے قرآن نازل فرمایا:

ما کان لبشر ان یؤتیه اللّٰه الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللّٰه ولکن کونوا ربّانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون ولا یامرکم ان تتخذوا الملائکة والنبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون۔

(مفہوم) کسی فرد بشر کے لئے یہ ب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب وحکمت عطا کرے اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ میرے بندے یعنی میری عبادت وبندگی کرنے والے بن جاؤ اللہ کے سوا۔ بلکہ وہ تو یہ کہے گا کہ تم ربّ والے بن جاؤ۔ اس کے مطابق جو تم کتاب کی تعلیم دیتے اور جو تم خود پڑھتے ہو وہ انسان (نبی) تمہیں یہ بھی کہتا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو ربّ بنالو، کیا بھلا وہ تمہیں کفر کرنے کا حکم دے گا۔ اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو گئے ہو۔

عہد ومیثاق جو اہل کتاب اور آباؤ اجداد سے لیا گیا تھا حضور ﷺ کی تصدیق کے بارے میں جب وہ آجائیں ان کے پاس اوران کا خود اقرار کرنا اور ان کے نفسوں کا گواہ ہونا

واذ اخذ اللّٰه میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمة ثم جآء کم رسول مصدق لما معکم۔ لتؤمنن به ولتنصرنه قال أاقررتم واخذتم علی ذلك اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانامعکم من الشّٰهدین۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۸۱)

یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے انبیاء کرام کا عہد لیا تھا کہ میں نے جب آپ کو کتاب وحکمت دی ہے پھر تمہارے پاس ایک رسول آجائے گا وہ تمہاری کتابوں کو سچا قرار دے گا، البتہ تم ضرور اس کی نصرت کرنا اس کے ساتھ ضرور ایمان لانا۔ اللہ نے فرمایا کیا تم سارے نبی اس بات کا قرار کرتے ہو اور اس پر میرے ساتھ پکا عہد کرتے ہو؟ سب نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ اللہ نے فرمایا کہ تم سب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے، ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن سہل بن امامہ نے، وہ کہتے ہیں جب نجران کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، وہ آپ سے سوال کر رہے تھے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں۔ اس کے بعد ان کے بارے میں۔ (سورہ آل عمران، آغاز سے اسی آیات نازل ہوئی تھیں)

نجران کے پادریوں اور اہل نجران کی طرف رسول اللہ ﷺ کا خط

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو سلمہ بن عبدیشوع نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ یونس نے کہا وہ نصرانی تھا اور مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کی طرف خط لکھا تھا سورہ نمل (طس) کے نزول سے قبل۔

خط کی عبارت یہ تھی:

بسم اله ابراهيم واسحاق ويعقوب من محمد النبى رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اسقف نجران، واهل نجران ان اسلمتم فانى احمد اليكم الله اله ابراهيم واسحاق ويعقوب، اما بعد: فانى ادعوكم الى عبادة الله من عبادة العباد وادعوكم الى ولاية الله من ولاية العباد، فان ابيتم فالجزية، فان ابيتم فقد اٰذنتكم بحرب والسلام۔

(مفہوم) ابراہیم علیہ السلام ویعقوب علیہ السلام کے الہ کے نام کے ساتھ محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خط ہے نجران کے پادریوں کے نام اور اہل نجران کے نام۔ اگر تم اسلام قبول کرتے ہو تو میں تمہاری طرف اللہ کی حمد کرتا ہوں جو کہ ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہ السلام کا معبود ہے۔ امابعد! میں تمہیں بلاتا ہوں اللہ کی عبادت کی طرف بندوں کی عبادت سے، اور میں تمہیں بلاتا ہوں اللہ کی حکومت کی طرف بندوں کی حکومت سے، اور اگر تم انکار کرتے ہو تو پھر جزیہ اور ٹیکس دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اگر تم جزیہ سے بھی انکار کرتے ہو تو پھر میں تمہیں سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ والسلام

یہ خط جب نجران کے پادریوں اور مذہبی پیشواؤں کے پاس پہنچا اور انہوں نے اسے پڑھا تو وہ اس سے خوف زدہ ہو گئے اور کپکپی سے لرزہ براندام ہو گئے تھے۔ تو اسقف نے وہ خط اہل نجران میں سے ایک آدمی کی طرف بھیجا جس کو شرحبیل بن وداعہ کہتے تھے، وہ اہل ہمدان میں سے تھا۔ اس سے قبل کسی کو نہیں بلایا جاتا تھا جب کوئی پریشانی آن پڑتی تھی اس بندے سے قبل۔ نہ ہی ایہم کو، نہ ہی سید کو، نہ ہی عاقب کو۔ لہٰذا اسقف نے رسول اللہ کا خط شرحبیل کے پاس بھیج دیا۔

اس نے پڑھا اور اسقف سے کہا، اے ابومریم! آپ کی کیا رائے ہے؟ شرحبیل نے کہا تحقیق میں جانتا ہوں اللہ نے ابراہیم سے جو وعدہ کیا تھا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں نبوت کا، مجھے خوف ہے کہ یہ وہی آدمی نہ ہو۔ میری نبوت کے بارے میں کوئی رائے نہیں ہے اگر کوئی دنیا کا معاملہ ہوتا تو میں اس بارے میں کوئی مشورہ بھی دیتا اور آپ کے لئے کوشش بھی کرتا۔ اسقف نے اس سے کہا کہ آپ تھوڑا سا علیحدہ اور ایک طرف ہو جائیں۔ شرحبیل الگ ہو کر ایک کونے میں جا بیٹھا۔ اسقف نے اہل نجران کے ایک آدمی سے مشورہ کیا اس کو عبداللہ بن شرحبیل کہتے تھے، وہ حمیر میں باعزت آدمی تھا اس نے اس کو حضور کا خط پڑھوایا اور اس بارے میں اس کی رائے دریافت کی اس نے شرجیل کی طرح جواب دیا۔ اسقف نے اس سے کہا کہ آپ الگ ہو جائیے وہ الگ جا بیٹھا۔

اسقف کا اہل نجران کے ایک آدمی سے مشورہ

• اسقف نے اہل نجران کے ایک آدمی سے مشورہ کیا، اس کا نام جبار بن فیض تھا بنو حارث بن کعب بنو حماس میں سے ایک تھا۔ اس نے خط پڑھوایا اور اس بارے میں اس کی رائے پوچھی۔ اس نے بھی اسی طرح کی بات کی جو شرحبیل کی تھی اور عبداللہ کی تھی۔ اسقف نے اس کو حکم دیا وہ الگ ہو کر ایک کونے میں جا بیٹھا۔ اب جب ان سب کی رائے متفق ہوگئی ایک ہی رائے پر تو اسقف نے حکم دیا کہ ناقوس بجایا جائے اور معبد خانہ (گرجے میں) پردے اُٹھا دیئے جائیں۔ اور وہ اسی طرح کیا کرتے تھے جب کبھی دن میں گھبرا جاتے تھے۔ اور جب کبھی رات کے وقت خطرہ محسوس کرتے تو وہ ناقوس بجاتے تھے۔ اور گرجا گھروں میں آگ کے الاؤ بلند کئے جاتے تھے۔

چنانچہ جب ناقوس بجائے گئے اور پردے اُٹھا دیئے گئے تو تمام اہل وادی نیچے اور اُوپر والے جمع ہوگئے۔ وادی کی وسعت اس قدر تھی کہ ایک سوار تیز رفتار دن بھر بمشکل اس کو طے کر سکتا تھا۔ اس میں تہتر بستیاں تھیں اور اس میں ایک لاکھ دس ہزار جنگجو تھے۔ اسقف نے ان سب لوگوں کے سامنے رسول اللہ کا خط پڑھ کر سُنایا اور ان سے رائے پوچھی۔ لہٰذا تمام اہل وادی کی رائے متفقہ طور پر یہ تھی کہ شرحبیل بن وداعہ ہمدانی کو اور عبداللہ بن شرحبیل اصبحی کو اور جبار بن فیض حارثی کو بھیجا جائے۔ وہ جا کر رسول اللہ کی خبر لے آئیں ان کے پاس۔

چنانچہ وفد روانہ ہوا حتیٰ کہ جب وہ مدینہ میں پہنچے تو انہوں نے سفر والے کپڑے بدلے اور صاف ستھرے حلّے پہنے جنہیں وہ حبرہ سے لائے تھے اور سونے کی انگوٹھیاں۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے سلام کیا حضور ﷺ پر، حضور نے سلام کا جواب نہ دیا۔ دن بھر وہ حضور سے بات کرنے کے درپے رہے مگر حضور ﷺ نے ان سے کلام نہ کیا جبکہ ان پر وہ ریشمی حلّے اور سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔ واپس ہٹ کر وہ حضرت عثمان بن عفان اور عبدالرحمن بن عوف کے پاس گئے۔

ان دونوں کی ان سے جان پہچان تھی وہ اس طرح کہ جاہلیت کے دور میں نجران کی طرف قربانی کے بکرے کے کان چیر کر لے جاتے تھے جن کو نجران والے بتوں کے چڑھاوے کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اور وہ ان کے لئے وہاں سے پھل اور چاول وغیرہ خرید کرتے تھے۔ ان کو تلاش کیا تو وہ مہاجرین وانصار کی ایک مجلس میں مل گئے۔ انہوں نے کہا، اے عثمان، اے عبدالرحمن! تمہارے نبی نے ہماری طرف خط لکھا تھا ہم نے ان کی بات مانی۔ ہم اس کے پاس آئے، ہم نے اس پر سلام پیش کیا ہے اس نے تو ہمارے سلام کا جواب بھی نہیں دیا۔ ہم دن بھر ان سے بات کرنے کے درپے رہے، اس نے تو ہمیں تھکا دیا ہے بات نہیں کی۔ تم دونوں کی کیا رائے ہے، کیا ہم دوبارہ ان کے پاس جائیں یا واپس لوٹ جائیں؟

ان دونوں نے علی بن ابوطالب سے کہا وہ لوگوں میں بیٹھے تھے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں اے ابوالحسن ان لوگوں کے بارے میں؟ حضرت علی نے حضرت عثمان اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہم سے کہا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ یہ ریشمین چوغے اُتار دیں اور سونے کی انگوٹھیاں اُتار دیں اور اپنے سفر والے کپڑے پہنیں پھر دوبارہ آپ ﷺ کے پاس جائیں۔ لہٰذا وفد نجران نے یہی کچھ کیا۔ انہوں نے اپنے حُلّے اُتار دیئے سونے کی انگوٹھیاں اُتار دیں پھر دوبارہ رسول اللہ کے پاس گئے، جا کر سلام کیا حضور ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے البتہ تحقیق پہلی مرتبہ جب یہ لوگ آئے تھے تو ابلیس ان کے ساتھ تھا۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے ان سے سوال جواب کئے اور انہوں نے حضور ﷺ سے سوال جواب کئے۔ کافی دیر ان کے مابین سوال جواب ہوتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ہم اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ جائیں گے۔

ہم عیسائی ہیں ہمیں خوشی ہوگی اگر آپ نبی ہیں یہ کہ ہم جان لیں کہ آپ کیا کہتے ہیں اس کے بارے میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس آج کے دن ان کے بارے میں کوئی بات نہیں ہے۔ تم قیام کرو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ میں تمہیں خبر دوں جو کچھ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بتایا جائے گا۔

پس آئندہ کل جب صبح ہوئی تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون ـ الحق من ربك فلا تکن من الممترین ـ فمن حاجك فیه .... فنجعل لعنة اللّٰہ علی الکاذبین ـ

(سورہ آل عمران : آیت ۵۹ـ۶۱)

بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کی سی ہے۔اس کو اللہ نے مٹی سے بنایا تھا (پھر فرمایا تھا)۔ ہو جا وہ ہو گیا۔ سچ اور حق تیرے ربّ کی طرف سے۔ شک کرنے والوں میں نہ ہو الخ۔

مگر عیسائیوں کے وفد نے حضور ﷺ کے اس جواب اور اللہ کی طرف سے آنے والی آیت کا اقرار کرنے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے آئندہ کل صبح کی ان کو خبر دینے کے بعد تو حضور ﷺ آئے۔ آپ نے اپنے اُوپر اور حسن حسین پر ایک چادر یا کمبل لپیٹی ہوئی تھی اور سیدہ فاطمہ ان کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی ایک دوسرے کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے، ان دنوں حضور ﷺ کی متعدد عورتیں تھیں۔ شرحبیل نے اپنے ساتھیوں سے کہا، اے عبداللہ بن شرحبیل، اے جبار بن فیض کہ جب پوری وادی والے لوگ جمع ہوئے تھے اُوپر والے بھی اور نیچے والے بھی تو سب کی ایک ہی رائے تھی اور بے شک میں اللہ کی قسم دیکھتا ہوں ایک امر کو آنے والا ہے کہ یہ شخص (محمد ﷺ) بادشاہ ہے مبعوث ہوتا تو ہم لوگ پہلے عرب ہوتے جو اس کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتے اور اس کا اسی پر واپس لوٹا دیا جاتا ہمارے لئے نہ جاتا اس کے سینے سے، نہ اس کی قوم کے سینے سے، حتیٰ کہ وہ ہمیں پہنچائے ہلاکت۔

بے شک ہم عرب میں سے ان کے قریب تر ہیں جوار و ہمسائیگی کے اعتبار سے اور اگر ہے وہ آدمی نبی مرسل تو ہم اس کو مشقت میں نہیں ڈال سکتے۔ اگر ہم اس سے مباہلہ کریں گے تو نہیں باقی رہے گا رُوئے زمین پر ہم میں سے کوئی انسان، اور نہ ہی کوئی جانور مگر ہلاک ہو جائے گا اگر ہم نے اس کی مخالفت کی۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا، اے ابومریم آپ کی رائے کیا ہے؟ معاملات آپ کے سامنے ہیں۔ بس آپ اپنی رائے دیں۔ اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اس بارے میں، میں ان کو (محمد ﷺ) ہی حکم اور فیصل بناتا ہوں۔ بے شک میں ان کو ایسا آدمی سمجھتا ہوں جو غلط اور جھوٹ پر مبنی فیصلہ نہیں کرے گا۔ دونوں ساتھیوں نے اس سے کہا آپ جانیں اور وہ جانے۔

لہٰذا شرحبیل رسول اللہ ﷺ سے ملا اور کہا کہ میں نے آپ کے ساتھ مباہلہ اور ملاعنہ کرنے سے بہتر ایک اور تجویز سوچی ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ شرحبیل نے کہا میں آپ کو فیصلہ کرنے کا اختیار آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ آج کا دن بھی اور رات بھی کل صبح تک، جو کچھ آپ ہمارے بارے میں فیصلہ کریں گے وہ جائز ہوگا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ شاید تیرے پیچھے والے تجھے ملامت کریں گے۔ شرحبیل نے جواب دیا آپ میرے دونوں ساتھیوں سے پوچھیں۔ حضور نے ان سے پوچھا، انہوں نے بتایا کہ ہماری وادی میں جو کوئی آتا ہے یا جاتا ہے وہ شرحبیل کی رائے کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کافر ہیں یا فرمایا تھا کہ منکر موفق ہیں۔ لہٰذا حضور ان کو مباہلہ کی بات کہتے رہے۔ جب دیکھا کہ وہ مباہلہ کے لئے نہیں آ رہے ہیں حتیٰ کہ جب اگلی صبح ہوئی تو وہ حضور ﷺ کے پاس آئے، آپ نے ان کے ساتھ معاہدہ کی تحریر لکھ دی۔

نجران کے عیسائیوں کے ساتھ حضور ﷺ کا تحریری معاہدہ برائے ادائیگی جزیہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

''یہ تحریر ہے جو لکھی ہے محمد نبی رسول نے اہل نجران کے لئے کہ ان پر حضور ﷺ کا یہ حکم اور فیصلہ نافذ ہوگا ہر پھل (ہر پیداوار زمین) میں۔ اور ہر زرد اور سفید اور سیاہ اور باریک میں (سونا، چاندی، لوہا، کھجور، آٹا وغیرہ)۔ یہ زیادہ افضل و بہتر ہو ان پر (اگر یہ دینا چاہے (اور یہ سب کچھ چھوڑ دیا جائے گا اگر وہ باقی صورت دیگر ادائیگی کریں دو ہزار حلّہ (پوشاک) اواقی کے حلّوں میں سے ادا کرنے ہوں گے ہر رجب کے مہینے میں ایک ہزار حُلّے (پوشاک) دینا ہوگی۔ اور ہر ماہ صفر میں ایک ہزار حلّے اور ہر حُلّہ و پوشاک کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی۔

جو کچھ زیادہ ہوگا خراج (محصول حاصل مال) پر یا کم ہوگا۔ اوقیوں سے بس وہ حساب کے مطابق لیا جائے گا۔ اور جو کچھ ادائیگی کریں گے زرہیں یا گھوڑے یا اُونٹ یا نقدی وہ ان سے لئے جائیں گے حساب کے ساتھ۔ اور اہل نجران کے ذمہ اخراجات میرے نمائندوں کے اور ان کی ضرورتوں کا پورا کرنا بیس دنوں کی درمیانی مدت اور اس سے کم۔ نیز یہ کہ میرے نمائندوں کو ایک ماہ سے زیادہ نہیں روکا جائے گا۔ اور اہل نجران کے ذمہ ہوگا ادھار دینا۔ تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اُونٹ جب جنگ ہوگی اور بدی۔ اور جو چیز ضائع ہو جائے گی اس میں سے جو اُدھار دیں گے میرے نمائندوں کو زرہیں یا گھوڑے یا اُونٹ ان کی ضمانت میرے نمائندوں کے ذمہ ہوگی، حتیٰ کہ وہ اس چیز کو پہنچائیں گے ان کے پاس اور اہل نجران کے لئے، اور وہاں کے رہنے والوں کے لئے اللہ کی طرف سے پناہ ہوگی اور نبی محمد ﷺ کی ذمہ داری ہوگی ان لوگوں کی جانوں کی، ملت کی، ان کی اراضی کی اور ان کے مالوں کی، ان کے موجود اور غیر موجود لوگوں کی، ان کے خاندانوں کی، اور ان کی عبادت گاہوں (گرجوں کنیسوں) کی۔ یہ تحریر معاہدہ اس شرط پر ہے کہ وہ لوگ اس میں تغیر اور تبدیلی نہ کریں جس پر وہ قائم ہیں، اور نہ کوئی حق تبدیل کیا جائے ان کے حقوق میں سے، اور نہ ہی ان کی ملت میں اور کوئی اسقف اپنی اسقفیت میں تغیر و تبدیلی کرے، اور نہ ہی کوئی راہب اپنی رہبانیت میں تبدیلی کرے، اور نہ ہی ولی عہد اپنی ولی عہدی میں (یعنی پورا نظام ان کا اسی طرح رکھا جائے جیسے جاری ہے۔ اور ہماری طرف سے یہ ضمانت ان کو حاصل ہوگی کہ پرانی یعنی دور جاہلیت کی نہ ان پر کوئی دیت ہوگی نہ ہی کوئی دم اور خون کا بدلہ کیا جائے گا۔ اور جزیہ کی وصولی کے لئے نہ ہی پکڑے اور اکھٹے کئے جائیں گے، اور نہ ہی ان سے آبادی کا دسواں حصہ (عشر) وصول کیا جائے گا، نہ ہی کوئی لشکر ان کی سرزمین کو روندے گا (یعنی ان پر حملہ نہیں کیا جائے گا)۔ جو ان سے حق سچ کے مطابق سوال کرے گا ان کے مابین نصف ہوگا نہ وہ ظالم بنیں نہ ہی ان پر ظلم کیا جائے گا نجران میں (یعنی پُر امن رہیں گے)۔ جو شخص سود کھائے گا سابقہ مال ہی کیوں نہ ہو میرا ذمہ اس سے بری ہے اور اہل نجران میں سے کوئی شخص دوسرے شخص کے ظلم کے بدلے میں نہیں پکڑا جائے گا۔ اس صحیفے میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے اس کی اللہ کی طرف سے منادی کی گئی ہے اور ہمیشہ کے لئے محمد ﷺ کا ذمہ اور ضمانت ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کوئی اپنا حکم لے آئے جب تک خیر خواہ رہیں اور ٹھیک ٹھیک عمل کریں اس پر جو ان کے ذمہ ہے بغیر تھوڑے سے بھی ظلم کے''۔

(معاہدہ کی تحریر کا ترجمہ ختم ہوا)

شرحبیل اور اس کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کی تحریر لے کر نجران روانہ ہو گئے

ابوسفیان بن حرب اور غیلان بن عمرو اور مالک بن عوف بنو نصر ہی سے اور اقرع بن حابس حنظلی اور مغیرہ شہادت دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تحریر لکھی اور جب انہوں نے تحریر وصول کر لی فوراً نجران کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں ان کو اسقف مل گیا (مذہبی پیشوا عیسائی) انہوں نے اس کو نجران بھیج دیا، وہ نجران سے ایک رات کی مسافت پر تھے اس مذہبی عیسائی پیشوا کے ساتھ اس کا ماں کی طرف سے بھائی تھا وہ نسب میں اس کا چچا زاد تھا اس کو بشر بن معاویہ کہتے تھے، کنیت اس کی ابوعلقمہ تھی اس وفد شرحبیل نے رسول اللہ ﷺ کی تحریر اسقف کو دے دی تھی۔ راستے میں وہ اور اس کے بھائی ابوعلقمہ نے اس تحریر کو پڑھا، وہ چلتے جا رہے تھے۔

اچانک اس نے گھوڑے کا رُخ موڑ دیا اور کہا کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ مگر اس نے رسول اللہ ﷺ کا اشارہ نہ دیا۔ چنانچہ اسقف نے اس سے کہا اللہ کی قسم تم نے نبی مرسل کی ہلاکت کی بات کہی ہے۔ لہٰذا بشر نے کہا، اللہ کی قسم میں لامحالہ اس عقدے سے باہر نہیں آؤں گا جب تک کہ میں اس رسول کے پاس خود نہ جاؤں۔ لہٰذا اس نے اُونٹنی کا رُخ مدینے کی طرف موڑ دیا۔ اور اسقف نے بھی اپنی اُونٹنی اس کے پیچھے موڑ لی۔ اس نے کہا میری بات سمجھ لو، یہ بات میں نے اس لئے کہی تھی تاکہ میری طرف سے عربوں کو پہنچ جائے اس خوف کے مارے کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ہم نے اس کا حق لے لیا ہے یا یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے نصرت کرنے کو پسند کر لیا ہے یا یہ سوچیں کہ ہم نے اس شخص کے لئے وہ کچھ مان کر جھک گئے ہیں جو عرب نے نہیں مانا اور نہیں جھکے، حالانکہ ہم دیگر عربوں سے زیادہ مضبوط ہیں اور ان سے زیادہ مجتمع ہیں یعنی اپنے مقام پر۔ مگر بشر نہ مانا، اس نے کہا اللہ کی قسم میں وہ باتیں قبول نہیں کروں گا جو آپ کے دماغ سے نکلی ہیں۔

چنانچہ اس نے اپنی اُونٹنی کو چابک مارا اور اس نے اسقف کی طرف سے اپنی پیٹھ پھیر لی اور وہ کہہ رہا تھا :

اليك تعدو قلقا وضينها　　معترضاً في بطنها جنينها

مخالفا دين النصارىٰ دينها

(اے محمد ﷺ) تیری طرف دوڑے گی یہ اُونٹنی درآنحالیکہ حرکت کرتی ہوئی جاتی ہے۔ اس کی جُل اس حال میں کہ اس کے پیٹ کا بچہ بھی سامنے آ رہا ہے (پیٹ میں اُبھر کر)۔

اس کا دین عیسائیوں کے دین کے مخالف ہے حتیٰ کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور جا کر مسلمان ہو گیا۔ پھر وہ اس کے بعد شہید ہو گیا تھا یعنی ابوعلقمہ۔

وفد نجران کا مدینے سے واپس آ کر نجران میں داخل ہونا اور بڑے پادری کو رُوداد سُنانا

داخل ہوا وفد نجران۔ اور آتے ہی وفد پہلے بڑے راہب کے پاس گیا۔ اس کا نام لیث بن ابوشمر زبیدی تھا۔ وہ اپنے معبد اور گرجے کے اُوپر تھا یا بڑے معبد میں تھا۔ وفد نے اس کو جا کر بتایا کہ بے شک ایک نبی تہامہ میں مبعوث ہو گیا ہے اور اس نبی نے ہمارے اسقف کے پاس ایک تحریر لکھ دی ہے۔ اہل وادی کی متفقہ یہ رائے بنی تھی کہ اس نبی کے پاس شرحبیل بن وداعہ اور عبداللہ بن شرحبیل اور جبار بن فیض جائیں اور اہل نجران کے پاس اس کی اطلاعات لے آئیں۔

چنانچہ یہ لوگ وہاں گئے تھے نبی کریم کے پاس۔ اس نے ان کو مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا تھا۔ اس وفد نے اس کے ساتھ مباہلہ کرنے کو ناپسند کیا، مناسب نہ سمجھا۔ اور شرحبیل نے اسی نبی کریم کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا۔ اس نے نجران والوں پر اپنا فیصلہ ان کے خلاف دیا اور اس فیصلے کی اس نے تحریر لکھ دی ہے۔ اس کے بعد یہ وفد وہ تحریری معاہدہ لے کر آ گیا ہے۔ وفد نے وہ تحریر اسقف کو دی تھی اسقف اس کو پڑھ رہا تھا۔ اس کے ساتھ بشر بھی تھا۔ اچانک اس نے اُونٹنی کو بٹھایا اور اس نے اس نبی کے لئے لفظ تعس ہلاکت استعمال کیا۔ لہٰذا اسقف نے بشر کو ٹوکا کہ وہ شخص نبی مرسل ہے، لہٰذا بشر یعنی ابوعلقمہ اس نبی کی طرف پھر گیا وہ اسلام کو چاہ رہا تھا۔

بڑے پادری و راہب کا جواب

راہب نے یہ ساری رُوداد سُن کر کہا کہ مجھے جلدی سے اس معبد سے نیچے اُتار دو وگرنہ میں اپنے آپ کو معبد کے نیچے گرا دوں گا۔ لہٰذا انہوں نے راہب کو نیچے اُتارا۔

بڑے راہب کی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضری اور اسلام سے محرومی

چنانچہ وہ راہب ہدیے وغیرہ ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہو گیا۔ ان میں سے وہ چادر تھی جس کو خلفاء پہنتے تھے اور قعب (گہرا بڑا پیالہ) اور عصا وغیرہ۔ راہب کئی برس تک ٹھہرا رہا، وہ سُنتا رہا کہ وحی کیسے نازل ہوتی ہے اور سنن، فرائض، حدود سب سُنتا رہا مگر اللہ نے راہب کے لئے انکار کر دیا اسلام، پس وہ مسلمان نہ ہوا (یعنی مسلمان ہونا مقدر میں ہی نہیں تھا)۔

اس کے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، اے راہب اسلام لانے سے تو تم نے انکار کر دیا ہے اب بتاؤ تمہاری کوئی حاجت وضرورت ہو تو؟ راہب نے بتایا بے شک میری ایک حاجت ہے، اللہ کی پناہ اگر اللہ چاہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیری حاجت واجب ہے لازمی ہے اے راہب۔ آپ اس کو مانگئے جب وہ محبوب اور پسندیدہ ہے تیرے نزدیک۔ لہٰذا وہ اپنی قوم کی طرف واپس چلا گیا۔ اس کے بعد واپس نہ آیا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ قبض کر لئے گئے یعنی آپ کی وفات ہو گئی۔

عیسائیوں کے اسقف ابوالحارث اوراس کے ساتھیوں کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آمد یعنی پناہ نامہ

بے شک اسقف ابوالحارث آیا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس اوراس کے ساتھ سید اور عاقب اور وجوہ قوم (قوم کے سربرآوردہ) لوگ تھے (مذکورہ نام اس قوم کے اہم لوگوں کے اہم منصب تھے۔ وہ لوگ حضور کے پاس ٹھہرے رہے، سنتے رہے، اللہ عزوجل ان پر جو کچھ اُتار رہا تھا۔ لہٰذا اسقف ابوالحارث کے لئے یہ تحریر لکھ دی اور نجران کے دیگر تمام اساقف کے لئے۔

اسقف ابوالحارث اور دیگر اساقف کے لئے رسول اللہ ﷺ کا تحریری معاہدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’یہ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ اوراس کے رسول کا پناہ یا حفاظت نامہ ہے (جوار اللہ ورسول) اسقف ابوالحارث کے لئے اور نجران کے تمام اساقف (مذہبی پیشواؤں کے لئے) اور تمام کاہنوں، تمام راہبوں، تمام کنیسوں اور تمام اہل کنیسہ کے لئے اور ان کے رفیقوں کے لئے اور ان کی ملت کے لئے اور ان کے تمام متواطؤں کے لئے اور ہر اس کے لئے جو ان کے ماتحت ہیں، خواہ قلیل ہوں یا کثیر کہ کوئی اسقف (مذہبی پیشوا اپنی مذہبی پیشوائی سے تبدیل نہیں کیا جائے گا، نہ ہی کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے بدلا جائے گا، نہ ہی کسی کاہن کو اس کی کہانت سے، اور نہ ہی کوئی حق تبدیل کیا جائے گا ان کے حقوق میں سے، نہ ہی ان کا بادشاہ تبدیل ہوگا اور نہ ہی کچھ اس میں سے تبدیل ہوگا جس طریقے پر وہ چل رہے ہیں۔ اس عہد پر اللہ اوراس کے رسول کا جوار ذمہ ہے ہمیشہ کے لئے، جب تک وہ خیر خواہ رہیں اللہ کے لئے اور اپنی اصلاح کرتے رہیں خوشی سے بوجھل ہو کر نہیں، مظلوم ہو کر نہیں اور نہ ہی ظالم بن کر۔ یہ لکھا تھا مغیرہ بن شعبہ نے‘‘۔

جب اسقف (ابوالحارث) نے یہ تحریر حاصل کرلی تو اس نے واپس جانے کی اپنی قوم کی طرف اجازت طلب کی اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو اجازت دے دی وہ واپس چلے گئے۔ پھر واپس نہ آئے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ قبض کر لئے گئے یعنی آپ کی وفات ہوگئی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۱۷۵۔۲۰۴۔ تاریخ ابن کثیر ۵/ ۵۴۔۵۶)

عیسائیوں کا حضور ﷺ سے امین آدمی طلب کرنا
حضور ﷺ کا حضرت ابوعبیدہ کو اُمت کا امین قرار دینا

(۴) ہمیں خبر دی ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی کوفہ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے صلہ سے، اس نے ابن مسعود سے، یہ کہ سید اور عاقب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے ساتھ ملاعنۃ کا یعنی مباہلہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ دو میں سے ایک نے کہا دوسرے سے تم اس سے مباہلہ نہ کرنا، اللہ کی قسم اگر وہ نبی ہوا اور تم نے ان پر لعنت کر دی (مباہلہ کرلیا) ہم کامیاب نہیں ہوں گے، نہ ہمارے پیچھے والے ہمارے بعد۔ لہٰذا ان لوگوں نے حضور ﷺ سے کہا ہم آپ کو سب کچھ دیں گے جو آپ ہم سے مانگیں گے۔ آپ ہمارے ساتھ کوئی امین آدمی بھیجئے اور ہمارے ساتھ امین آدمی کے سوا کسی کو نہ بھیجئے۔ نبی کریم نے فرمایا، البتہ میں ضرور تم دونوں کے ساتھ امین آدمی بھیج دوں گا جو سچا امین ہوگا۔

اصحاب رسول نے نظر اُٹھا اُٹھا کر اس آدمی کو دیکھنے کی کوشش کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کھڑے ہو جاؤ اے ابوعبیدہ بن جراح۔ وہ جب کھڑے ہوگئے تو حضور نے فرمایا :

هٰذَا اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ۔ (ترجمہ) یہ ہیں اس اُمت محمد رسول اللہ کے امین

اسی طرح کہا ہے عبیداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے اور اسی طرح روایت کیا ہے یونس بن ابواسحاق سے، اس نے ابواسحاق سے۔
اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن عباس بن حسین سے۔ (بخاری۔المغازی۔حدیث ۴۳۸۰۔فتح الباری ۸/۹۳)

اس نے یحییٰ بن آدم سے، اس نے اسرائیل سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے جابر سے، اس نے حذیفہ بن یمان سے، اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے سفیان نے اور شعبہ نے اور ان دونوں کے ماسوا نے ابواسحاق سے مختصر طور پر۔ (ابن ماجہ۔حدیث ۱۳۵ ص ۱/۴۸)

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حسین بن محمد القبانی نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن ادریس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف السوسی نے، ان کو ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے ابن اصفہانی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن ادریس نے ان کو ان کے والد نے سماک بن حرب سے، اس نے علقمہ بن وائل سے، اس نے مغیرہ بن شعبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا نجران کی طرف۔ انہوں نے کہا کس چیز کے بارے میں؟

کہ ان عیسائیوں نے کہا آپ کیا سمجھتے ہیں یا تم پڑھتے ہوا ے ہارون کی بہن (یا اُخت ہارون)۔ حالانکہ موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان اس قدر فاصلہ زمانی تھا جو تم خود جانتے ہو۔ (مغیرہ بن شعبہ) کہتے ہیں کہ میں حضور کے پاس گیا، میں نے ان کو خبر دی کہ عیسائی یہ اعتراض کر رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا آپ نے ان کو بتایا نہیں کہ وہ لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کے ناموں کے ساتھ نام رکھتے تھے جو ان سے پہلے گزر چکے ہوتے تھے۔

یہ الفاظ حدیث سوسی کے ہیں، اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔
(مسلم۔کتاب الاداب۔حدیث ۸۔باب النہی عن التکنی بابی القاسم ص ۳/۱۶۸۴)

باب ۲۳۰

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اہل نجران کی طرف بھیجنا۔

۲۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجنا خالد بن ولید کے بعد۔

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو اہل نجران کے پاس بھیجا تھا تا کہ وہ ان کے صدقات کو جمع کرے اور ان کا جزیہ وصول کر کے حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۱۲)

حضرت علی کی تکلیف سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو ابان بن صالح نے عبداللہ بن دینار اسلمی سے، اس نے اپنے ماموں عمرو بن شاس اسلمی سے، وہ اصحاب حدیبیہ سے میں سے تھے، وہ کہتے ہیں میں علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اس گھڑ سوار دستے میں جس کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تھا۔ حضرت علی نے مجھ پر تھوڑی سی زیادتی کر لی تھی۔ لہٰذا میں دل میں ان پر ناراض ہو گیا۔ جب میں مدینے واپس آیا تو میں نے اس کی شکایت کی مدینے کی بعض مجالس میں اور جس سے ملا۔

ایک دن میں آیا تو رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے جب انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں ان کی نگاہوں کی طرف دیکھ رہا ہوں تو انہوں نے میری طرف دیکھا حتیٰ کہ میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ جب میں بیٹھ گیا تو فرمایا بے شک شان یہ ہے اللہ کی قسم اے عمرو بن شاس البتہ تحقیق تم نے مجھے ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے۔ میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور اسلام کی بھی اس بات سے کہ میں رسول اللہ کو ایذا پہنچاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا :

مَنْ اٰذَی عَلِیًّا فقد آذَانِیْ۔ (ترجمہ) جس نے علی کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو احمد بن عمرو اور ابوجعفر نے، ان کو عبدالرحمن بن مغراء نے محمد بن اسحاق سے، اس نے ابان بن صالح سے، اس نے فضل بن معقل بن سنان سے، اس نے عبداللہ بن بیان سے یا نیار سے، اس نے اپنے ماموں عمرو بن شاس سے، اس نے اس مذکورہ روایت کا مفہوم اس سے بھی زیادہ مکمل ذکر کیا ہے۔ (مسند احمد ۳/۴۸۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے تنہا، ابوالعباس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، ان کو یحییٰ بن عبداللہ بن ابوعمرہ نے یزید بن طلحہ بن یزید رکانہ سے، وہ کہتے ہیں کہ سوا اس کے نہیں کہ ابورکانہ نے پالیا تھا علی بن ابوطالب کے لشکر کو جوان کے ساتھ یمن میں تھے کیونکہ وہ لوگ جیسے روانہ ہوئے تھے ان کے پیچھے حضور ﷺ نے ایک آدمی مقرر کیا تھا جو واپس مڑ کر حضور کو ان کے بارے میں آگاہی دیتا رہے۔ وہ آدمی لوٹا تو اس نے بتایا کہ ان میں سے ہر آدمی نے ایک حُلہ یعنی پوشاک پہن رکھا تھا۔ جب وہ لوگ قریب آ گئے تو علی بن ابوطالب نکلے ان کے ساتھ آئے تو کہا کہ ان پر حُلّے اور پوشاک تھیں۔ علی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمیں فلاں نے پہنائے ہیں۔ حضرت علی نے اس سے پوچھا کہ آپ کو اس کی کیا ضرورت تھی۔ اس سے قبل کہ تم رسول اللہ کے پاس پہنچتے وہ کرتے جو چاہتے۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان سے وہ حُلّے دوبارہ اُتروا لئے۔

جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے علی کی شکایت کی اس اُتروانے کی۔ اور وہ لوگ حضور ﷺ سے صلح کر چکے تھے سوائے اس کے نہیں کہ علی بھیجے گئے تھے طے شدہ جزیہ وصول کرنے کے لئے۔ یہ ہے وہ بات جو ہمیں پہنچی محمد بن اسحاق یسار سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۱۳)

حضرت علی کی دعوت قبیلہ ہمدان کا قبول کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے مزکی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ احمد بن علی جوزجانی نے، ان کو ابوعبیدہ بن ابوالسفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابراہیم بن یوسف بن ابواسحاق سے، اس نے ان کے والد سے، اس نے ابواسحاق نے براء سے، یہ کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید کو اہل یمن کے پاس بھیجا تھا ان کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے۔ حضرت براء کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جو خالد بن ولید کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، وہ ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ ہم لوگوں نے چھ ماہ تک وہاں قیام کیا، ہم ان کو اسلام کی طرف بلاتے رہے مگر ان لوگوں نے خالد کی بات نہ مانی۔

اس کے بعد آپ نے علی بن ابوطالب کو بھیجا اور اس کو حکم دیا تھا کہ خالد کو واپس بھیج دیں اس آدمی کے پاس جو خالد کے ساتھ گیا تھا اور جو شخص علی کے ساتھ واپس آنا چاہے وہ اس کے ساتھ آئے۔

حضرت براء کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو پیچھے رہ گئے تھے حضرت علی کے ساتھ۔ جب ہم قوم کے قریب پہنچے وہ ہمارے لئے نکلے اور حضرت علی نے ہم لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر ہم نے ایک صف بنائی پھر وہ ہمارے سامنے آئے اور ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا۔ لہٰذا قبیلہ ہمدان پورا مسلمان ہو گیا۔ لہٰذا حضرت علی نے رسول اللہ کی طرف ان کے مسلمان ہونے کی خبر لکھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ خط پڑھا تو حضور ﷺ سجدے میں گر گئے۔ پھر سر اُٹھایا اور دعا کی ہمدان پر سلامتی ہو، ہمدان پر سلامتی ہو۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں مختصراً دوسرے طریق سے ابراہیم بن یوسف سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۴۹۔ فتح الباری ۸/۶۵)

رسول اللہ کا حضرت علی سے محبت کا حکم .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابن خزیمہ نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم دورقی نے اور محمد بن بشار نے، ان کو رُوح بن عبادہ نے، اس کو علی بن سوید بن منجوف نے عبداللہ بن بریدہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو خالد بن ولید کے پاس بھیجا تھا یمن میں خمس لینے کے لئے۔ علی نے اس سے ایک لڑکی لی جب صبح کی تو اس کا سر پانی کے قطرے ٹپکا رہا تھا۔ خالد نے بریدہ سے کہا کیا تم دیکھتے نہیں جو کچھ یہ کرتا ہے؟

بریدہ نے کہا میں علی سے ناراض رہتا تھا، میں اللہ کے نبی کے پاس آیا اور میں نے ان کو اس بات کی خبر دی جو کچھ علی نے کیا تھا۔ جب میں نے ان کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم علی سے بغض وغصہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اس سے محبت کرو، بے شک اس کے لئے خمس میں اس سے بھی زیادہ حق ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن بشار سے۔ (کتاب المغازی۔ باب بعث علی الی الیمن، ۴۳۵۰ حدیث فتح الباری، ج ۸۔۶۶)

حضرت علی کا صاحب حکم وقضاء ہونا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو محمد بن علی بن دُحیم شیبانی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو یُعلی بن عبید نے، ان کو اعمش نے، ان کو عمرو بن مُرّہ نے، ان کو ابوالبختری نے، حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نوعمر ہوں، میں ان کے درمیان فیصلہ کروں گا مگر میں تو جانتا بھی نہیں ہوں کہ فیصلہ کیا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَھْدِ قَلْبَہٗ وَثَبِّتْ لِسَانَہٗ

اے اللہ! اس کے دل میں راہنمائی فرما (ہدایت دے دے) اور اس کی زبان کو ٹھہراؤ عطا فرما۔

پس قسم ہے اس ذات کی جو دانے کو چیر کر اُگاتی ہے میں نے اس کے بعد سے آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی شک اور تردد نہیں کیا۔ (طبقات ابن سعد ۲/۳۳۷۔ ابن ماجہ ۲/۲۶۔ مسند احمد ۱/۸۳)

حضور کا حضرت علی کے خلاف بات کرنے سے روکنا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو ان کے بھائی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن بلال نے، ان کو سعید بن اسحاق بن کعب بن عجرہ نے، ان کی پھوپھی زینب بنت کعب بن عجرہ نے ابوسعید خدری سے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابوطالب کو یمن بھیجا تھا۔

ابوسعید کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو ان کے ساتھ ہی واپس آئے تھے۔ جب انہوں نے صدقہ کے اُونٹ لے لئے تو ہم نے ان سے سوال کیا کہ ہم ان میں سے کسی اُونٹ پر سوار ہو جائیں اور ہم اپنے اُونٹ کو چھوڑ دیں، کیونکہ ہم اپنے اُونٹ میں کوئی نقص دیکھ رہے تھے۔ مگر حضرت علی ﷺ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تمہارے لئے ان میں سے ایک متعین حصہ ہے جیسے دیگر مسلمانوں کے لئے ہے۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت علی فارغ ہو گئے اور یمن سے واپس چلے تو انہوں نے ایک انسان کو ہمارے اُوپر امیر بنا دیا تھا اس نے جلدی کی۔ لہٰذا اس نے حج کو پالیا اور اس نے جب حج کر لیا تو نبی کریم نے آپ کو حکم دیا کہ اپنے اصحاب کی طرف واپس لوٹ جا جیسے تو ان کے پاس گیا تھا۔

ابوسعید کہتے ہیں کہ تحقیق ہم نے پوچھا تھا اس شخص سے جس کو اس نے اپنا نائب بنایا تھا، کیا وجہ تھی کہ حضرت علی نے ہمیں منع کیا تھا ویسا کرنے سے کہ ہم ایسا کریں۔ جب حضرت علی آ گئے اور اس نے صدقہ کے اُونٹوں میں پہچان لیا کہ ان میں سے کسی پر سواری ہوئی تو اس نے سوار کا نشان لیا۔ انہوں نے اس شخص کی مذمت کی جس کو امیر مقرر کیا تھا اور اس کو بُرا بھلا کہا۔ میں نے کہا (دل میں) کہ انشاء اللہ میں اگر مدینے میں آیا تو ضرور ذکر کروں گا رسول اللہ ﷺ سے۔ اور ان کو ضرور خبر دوں گا۔ ہم نے جو سختی اور تنگی پائی ہے۔

کہتے ہیں کہ جب ہم مدینے میں آ گئے تو میں صبح صبح رسول اللہ کے پاس جا پہنچا۔ میں ارادہ کر رہا تھا کہ میں وہی کچھ کروں گا جس کی میں نے قسم کھا رکھی تھی تو پہلے میں حضرت ابوبکر صدیق سے باہر ملا رسول اللہ سے الگ۔ وہ میرے پاس رک گئے، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہی۔ انہوں نے مجھ سے حال پوچھا میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے پوچھا کب آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ آج رات کو آیا ہوں۔ لہٰذا وہ میرے ساتھ ساتھ واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ گئے۔ اندر گئے اور کہا کہ یہ سعد بن مالک ہے شہید کا بیٹا۔ آپ نے فرمایا کہ آنے دیجئے اس کو۔

میں اندر داخل ہوا اور میں نے سلام کیا رسول اللہ ﷺ کو۔ حضور تشریف لائے، مجھ پر سلام کیا اور مجھ سے میری ذات کے بارے میں اور میرے گھر والوں کے بارے میں پوچھا اور میرے سوال کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ہم کو تو اتنی سختی پہنچی ہے اور بُرا ساتھ اور انتہائی تنگی حضرت علی سے۔ رسول اللہ تھوڑا الگ ہو کر بیٹھ گئے۔ میں بار بار اعادہ کرنے لگا اس سلوک کا جو ہمیں ان سے ملا تھا حتیٰ کہ جب میں بیچ کلام میں تھا رسول اللہ ﷺ نے میری لات پر ہاتھ مارا میں چونکہ قریب تھا، فرمایا سعد بن مالک شہید روک دے اپنی کچھ بات اپنے بھائی علی کے خلاف۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ اللہ کی راہ میں زیادہ ہی سخت اور درشت ہے۔ (مسند احمد ۳/۸۶)

سعد کہتے ہیں میں نے سوچا تیری ماں تجھے گم پائے اے سعد بن مالک کیا میں جانتا نہیں ہوں کہ میں تو تھا ہی اس کیفیت میں کہ ناپسند کرتا تھا ان کو آج کے دن تک۔ میں جانتا ہی نہیں اس حقیقت کو۔ اللہ کی قسم میں آج کے بعد ان کا تذکرہ کبھی بُرائی کے ساتھ نہیں کروں گا نہ خفیہ اور نہ ہی اعلانیہ۔ کسی طرح بھی ان کی بُرائی دل میں نہیں لاؤں گا۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو وہیب بن خالد نے، ان کو جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے حجۃ الوداع کے قصے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن سے واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نے سے پوچھا کہ تم نے کس چیز کا احرام باندھا تھا۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا تھا :

اللھم انی اھل بما اھل به رسولك

اے اللہ! احرام باندھتا ہوں اس کا جس کا تیرے رسول نے احرام باندھا ہے۔

فرمایا کہ میرے ساتھ تو قربانی کا جانور بھی ہے، پس احرام نہ کھولا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث عطاء سے، اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے۔

(مسلم ۲/۸۸۸۔ فتح الباری ۸/۶۹۔۷۰)

☆☆☆

باب ۲۳۱

رسول اللہ ﷺ کا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنا۔ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے خواب میں جو براہین شریعت ظاہر ہوئے

اب دعوت وتبلیغ

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سعید بن ابوبردہ نے اپنے والد سے، اس نے ابوموسیٰ اشعری نے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور حضرت معاذ بن جبل کو یمن روانہ کیا اور ان دونوں سے فرمایا تھا :

تطاوعا ویسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا

بشارت وخوشخبریاں دینا نفرتیں نہ دلانا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ اور بخاری استشہاد لائے ہیں ابوداؤد طیالسی کی روایت کے ساتھ۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب الاشربۃ)

حضور ﷺ نے عہدے طلب کرنے والوں کو دینے سے منع فرمادیا تھا

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے۔ ان کو ابوبکر احمد بن سلمان فقیہ نے، ان کو ابوداؤد دسلیمان بن اشعث سجستانی نے، ان کو احمد بن حنبل نے اور مسدد نے۔ ان دونوں حضرات نے کہا کہ ان کو یحییٰ بن سعید نے ان کو قرہ بن خالد نے، ان کو حمید بن ہلال نے، ان کو ابوبردہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میرے ساتھ اشعریوں میں سے دو آدمی بھی تھے۔ ایک میرے دائیں طرف تھا دوسرا میرے بائیں طرف تھا۔ ان دونوں نے حضور ﷺ سے اپنے آپ کو عامل مقرر کرنے کا مطالبہ کیا۔ اُس وقت نبی کریم ﷺ مسواک کررہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کیا کہتے ہو اے ابوموسیٰ؟ یا یوں فرمایا تھا اے عبداللہ بن قیس؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے انہوں نے مجھے اس سے آگاہ نہیں کیا تھا کہ ان کے دل میں کیا ہے؟ اور نہ ہی میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ یہ دونوں عامل بنائے جانے کا مطالبہ کریں گے۔ (وہ منظر مجھے اچھی طرح یاد ہے) گویا کہ میں حضور ﷺ کے مسواک کو دیکھ رہا ہوں۔ (آج بھی) حضور ﷺ کے ہونٹ کے نیچے (اس طرح کہ) ہونٹ اُوپر اُٹھا ہوا ہے۔ حضور ﷺ فرمایا کہ ہم اس شخص کو عامل نہیں بناتے عامل مقرر نہیں کرتے اپنے عمل پر کام پر، جو شخص اس کو چاہتا ہے اس کا ارادہ رکھتا ہے۔ بلکہ تم جاؤ اے ابوموسیٰ یا فرمایا تھا اے عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ کنیت تھی ان کی اور عبداللہ بن قیس نام تھا ان کا)۔ ان کو بھیجا حضور ﷺ نے یمن میں۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے حضرت معاذ بن جبل کو بھیجا تھا۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت معاذ، حضرت ابوموسیٰ کے پاس پہنچے تو ابوموسیٰ نے ان سے کہا اُتریں آپ یعنی بیٹھئے۔ اور اس کے لئے انہوں نے تکیہ بھی ڈال دیا مگر حضرت معاذ نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا تھا جس کے ہاتھ اوپر گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ معاذ نے پوچھا

کہ اس کا کیا جرم ہے؟ ابوموسیٰ نے کہا کہ یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہوگیا تھا اس کے بعد یہ اپنے دین اسلام سے دین سُوء کی طرف واپس ہوگیا (یعنی مرتد ہوگیا ہے)۔ معاذ نے کہا میں نہیں بیٹھوں کا جب تک یہ قتل نہ کر دیا جائے۔ یہی اللہ کا فیصلہ ہے اور اللہ کے رسول کا فیصلہ ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا ٹھیک ہے آپ بیٹھیں تو سہی۔ مگر انہوں نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا جب تک یہ قتل نہ کر دیا جائے یہ اللہ کا فیصلہ اور رسول کا فیصلہ ہے۔ تین بار انہوں نے کہا اور تین بار معاذ نے یہی جواب دیا۔ چنانچہ ابوموسیٰ نے حکم دیا، اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد دونوں نے قیام لیل کے بارے میں باہم مذاکرہ کیا۔ معاذ نے کہا میں تو سو جاتا ہوں پھر اُٹھتا ہوں، قیام کرتا ہوں۔ یا اس طرح کہا تھا کہ پہلے قیام کرتا ہوں پھر سوتا ہوں اور میں اپنی نیند میں اسی طرح ثواب کی امید کرتا ہوں جس طرح اپنے قیام وعبادت میں کرتا ہوں۔

(بخاری۔ کتاب استتابۃ المرتدین۔ فتح الباری ۱۲/ ۲۶۸۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوقدامہ وغیرہ سے، اس نے یحییٰ قطان سے۔

آدابِ ضیف

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو عبدالرحمٰن بن محمد حارثی نے، ان کو یحییٰ بن سعید قطان نے، اس نے اس کو مذکورہ روایت کی طرح ذکر کیا ہے مگر اس نے کہا ہے کہ مروی ہے ابوموسیٰ سے۔ اور آپ نے فرمایا تھا کہ: اِنَّا لَا نَسْتَعْمِلُ۔ اور کہا ہے کہ جب معاذ آئے تو ابوموسی نے ان کے لئے تکیہ ڈال دیا اور کہا کہ بیٹھئے۔ اور یہ بھی کہا تھا وہ شخص اپنے دین (اسلام سے) دین سوء (یہودیت کی طرف) لوٹ گیا ہے اور یہودی ہوگیا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو عبداللہ بن عبدالوہاب حجبی نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو عبدالملک بن عمیر نے ابو بردہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو اور ابوموسیٰ کو یمن بھیجا تھا۔ ہر ایک کو یمن کی الگ الگ تعلیم میں بھیجا تھا۔ یمن کی دو تعلیم تھیں اور دونوں کو نصیحت کی تھی کہ تم آسانی کرنا مشکل نہ کرنا، بشارت دینا نفرت نہ دلانا۔ چنانچہ ہر ایک اپنے کام میں چلا گیا۔ جب دونوں ارضِ یمن میں چلتے اور ایک دوسرے کے قریب پہنچتے تھے تو عہد کو تازہ کرتے اور سلام بھیجتے۔

ابوموسیٰ نے کہا ہے کہ معاذ بن جبل اپنی زمین (طے شدہ) پر چل رہے تھے اور ابوموسیٰ کے قریب تھے۔ لہٰذا ملنے کے لئے چلے آئے اپنے خچر پر سوار تھے۔ ان کے پاس پہنچے تو لوگ ان کے پاس جمع ہوگئے۔ انہوں نے دیکھا ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے لگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ اے عبداللہ بن قیس یہ کیا ماجرا ہے؟ ابوموسیٰ نے کہا کہ میں نے کہا تھا یہ ایسا آدمی ہے جو اسلام لانے کے بعد پھر کافر ہوگیا ہے۔ معاذ نے فرمایا میں نہیں بیٹھوں گا حتی کہ یہ قتل کر دیا جائے۔ ابوموسیٰ نے کہا آپ بیٹھیں تو، اس کو تو لایا ہی اس غرض کے لئے گیا ہے مگر انہوں نے بیٹھنے سے انکار کر دیا لہٰذا وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت معاذ بیٹھے۔ اس کے بعد معاذ نے ابوموسیٰ سے پوچھا آپ قرآن پڑھ رہے ہیں اے عبداللہ؟ اس نے بتایا کہ جیسے پیالہ میں دودھ نکالتے ہیں ایک ایک دھار وقفہ وقفہ سے۔ پھر انہوں نے پوچھا آپ کیسے پڑھتے ہوا ے معاذ؟ انہوں نے بتایا کہ اول شب میں سو جاتا ہوں پھر اُٹھ کر قیام کرتا ہوں۔ میں نیند کا حصہ پورا کر چکا ہوتا ہوں پھر پڑھتا ہوں جو اللہ نے میرے مقدر میں لکھا ہوتا ہے۔ اور میں اپنی نیند میں بھی ثواب کی نیت کرتا ہوں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے ابوعوانہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۴۱۔ فتح الباری ۸/ ۶۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، ان کو ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو عبدالواحد نے، ان کو ایوب بن عائذ نے، ان کو قیس بن مسلم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا طارق بن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں

حدیث بیان کی ابوموسیٰ اشعری نے۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا میری قوم کی سرزمین کی طرف۔میں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس وقت آپ ﷺ وادی ابطح میں سواری بٹھارہے تھے۔میں نے ان پر سلام کیا۔حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے حج کرلیا ہے اے عبداللہ بن قیس؟ میں نے کہا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔آپ ﷺ نے فرمایا کیسے کیا تھا آپ نے؟(احرام باندھتے وقت)۔کہتے ہیں کہ میں نے یوں کہا تھا: لَبَّیْكَ اِهلالاً کَاَهْلاَلِك ،میں حاضر ہوں اور میں نے احرام باندھا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے۔آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم قربانی کا جانور چلا کر لائے ہو؟ میں نے بتایا کہ نہیں، میں قربانی کا جانور نہیں لایا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرو اس کے بعد تم احرام کھول دو۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا حتیٰ کہ میرے بالوں میں کنگھی کی تھی بنوقیس کی ایک عورت نے۔کہتے ہیں کہ ہم لوگ پس اسی جگہ ٹھہرے رہے۔حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ خلیفہ بنائے گئے۔اور راوی نے آگے حدیث ذکر کی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عباس بن ولید سے۔(بخاری۔فتح الباری ۸/۶۳)

امام بیہقی فرماتے ہیں اس مذکورہ روایت میں اس بات پر دلالت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری مکہ میں لوٹ آئے تھے حجۃ الوداع میں۔بہر حال باقی رہے حضرت معاذ بن جبل، تو زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ (وہ یہیں رہے تھے) واپس نہیں لوٹے تھے۔حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا، آپ وفات پاگئے۔

انه لم یرجع حتی تُوفِّی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو عثمان بن احمد نے، ان کو حدیث بیان کی عبدالکریم بن ھثیم نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو صفوان بن عمرو نے، ان کو راشد بن سعد نے، ان کو عاصم بن حمید سکونی نے۔یہ کہ حضرت معاذ بن جبل کو جب نبی کریم ﷺ نے یمن بھیجا تو نبی کریم ﷺ اس کو وصیت کرنے کے لئے (اور معاذ کو رخصت کرنے کے لئے) نکلے اُس وقت حالانکہ معاذ سوار ہو چکا تھا اور رسول اللہ ﷺ اس کی سواری کے ساتھ ساتھ نیچے پیدل چل رہے تھے۔جب بات کر کے فارغ ہوئے تو فرمایا:

یا معاذ انَّكَ عَسٰی ان لا تلقانی بعد عامی هذا و لعلك ان تَمُر بمسجدی وقبری فَبَکیٰ معاذٌ خشعًا لفراق النبی فقال له النبی ۔ لا تبك یا معاذ البکآء اوانّ البکآء من الشیطٰن

(مسند احمد ۵/۲۳۵)

اے معاذ بے شک تو شاید اس سال کے بعد مجھ سے نہ مل سکے اور شاید تو گذرے گا میری مسجد کے ساتھ اور میری قبر کے ساتھ۔(یہ سن کر) حضرت معاذ رو پڑے نبی کریم ﷺ کے فراق اور جدائی کے خوف سے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا مت روا اے معاذ۔بے شک رونا شیطان کے کام میں سے ہے۔

(۷) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو زید بن مبارک صنعانی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابن ثور نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے۔وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل سخی آدمی تھے، نوجوان تھے حلیم و بردبار تھے، اپنی قوم کے افضل نوجوانوں سے میں سے تھے حتیٰ کہ جب فتح مکہ کا سال آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو یمن کے ایک طائفہ پر امیر بنا کر بھیجا تھا۔

فَمَکث حتیّٰ قبض النبی ثم قدم فی خلافة ابی بکر رضی اللّٰه عنه

وہ وہیں یمن میں ہی رہ گئے تھے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ فوت ہوگئے تھے۔اس کے بعد وہ حضرت ابوبکر ؓ کی خلافت میں آئے تھے اور شام کی طرف نکلے تھے۔

اسی طرح ہے اس روایت میں۔تحقیق اسی کتاب میں یہ بات گذر چکی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو خلیفہ اور نائب مقرر کیا تھا مکہ پر فتح مکہ والے سال عتاب بن اُسید کے ساتھ تا کہ وہاں کے رہنے والوں کو تعلیم دے۔اس کے بعد وہ حضور ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں بھی تھے تو زیادہ مناسب اور قرین قیاس بات یہی ہے کہ حضور ﷺ نے اس کو یمن کی طرف اس کے بعد ہی بھیجا تھا۔

(۸) اور تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، اس نے ابن کعب بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل خوبصورت نوجوان تھے، سخی تھے، اپنی قوم کے بہترین نوجوانوں سے میں سے تھے۔ جو بھی چیز ان سے مانگی جاتی تھی وہ دے دیتے تھے حتی کہ اس طرح ان پر قرض ہو گیا تھا جس نے ان کے پورے مال کا احاطہ کر لیا تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے بات کی کہ آپ ان کے قرض خواہوں سے بات کریں۔ حضور ﷺ نے بات کی مگر انہوں نے اس کے لئے کمی نہ کی۔ (قرض پھر قرض ہوتا ہے) اگر وہ کسی کے بات کرنے پر چھوڑا جاتا تو حضرت معاذ کے لئے حضور ﷺ کے بات کرنے پر چھوڑا جاتا۔ کہتے ہیں کہ پھر دعا فرمائی نبی کریم ﷺ نے۔ لہٰذا وہ ایسا کرنے سے بھی نہ ٹلے کہ انہوں نے اپنا سارا سامان بیچ دیا اور اس کو اپنے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا۔ کہتے ہیں کہ معاذ اس طرح دامن جھاڑ کر کھڑے ہوئے کہ ان کے پاس کوئی مال وغیرہ نہیں تھا۔ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو انہوں نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف روانہ کیا۔ اس کو اجرت پر لیا تھا یا تجارت کروانا چاہتے تھے۔ پس پہلا شخص جس نے اس مال میں تجارت کی وہ حضرت معاذ تھے۔

فقدم علی ابی بکر رضی اللہ عنہ من الیمن وقد توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

معاذ بن جبل یمن سے جب آئے تو حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اس وقت رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے تھے۔

اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ میری بات مانو گے کہ تم یہ مال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دو اگر وہ آپ کو دیں تو آپ اس کو قبول کر لیجئے گا۔ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ نے کہا کہ نہیں میں یہ مال ان کو نہیں دوں گا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس لئے بھیجا تھا تاکہ وہ مجھے بچائیں، میری حفاظت کریں۔ جب انہوں نے انکار کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور جا کر ان سے کہا کہ آپ اس شخص (معاذ) کو بلائیں اور اس سے مال لے لیں اور کچھ اس کے لئے چھوڑ دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ یقینی بات ہے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا تاکہ اس کو اُجرت دیں یا اس کو پناہ دیں، سہارا دیں۔ میں اس سے کوئی چیز لینے والا نہیں ہوں۔

کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو وہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور جا کر بتایا کہ میں تو ایسا کرنے کو تیار نہیں تھا جو آپ نے کہا تھا مگر میں نے گذشتہ رات ایک خواب دیکھا ہے (میرا خیال ہے کہ عبدالرزاق نے کہا ہے) کہ مجھے آگ کی طرف گھسیٹا جا رہا ہے اور آپ میری کمر سے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ سارا مال لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے تھے کچھ بھی نہیں چھوڑا حتی کہ چابک بھی لے گئے اور اس نے جا کر قسم کھائی کہ اس نے اس میں سے کوئی چیز نہیں چھپائی۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سب کچھ تیرا ہے، میں اس میں سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔ اسی طرح ہے اس روایت میں۔

پس جب اس نے حج کیا اور احتمال ہے کہ اس نے ارادہ کیا ہو۔ جب اس نے حج کرنے کا ارادہ کیا۔ واللہ اعلم۔

(حلیۃ الاولیاء ۱/۲۳۱۔ مستدرک حاکم ۲۷۳)

اور البتہ معاذ بن جبل کا خواب ایک دوسرا شاہد ہے۔

حضرت معاذ نے غلاموں کو نماز پڑھتے دیکھ کر آزاد کر دیا

(۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالقاسم حسن بن محمد سکونی نے کوفے میں، ان کو عبید بن غنام بن حفص بن غیاث نخعی نے، ان کو ان کے والد نے اپنے والد سے، انہوں نے اعمش سے، اس نے ابووائل سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ :

لما قُبِضَ النبِی وَاستَخلفوا ابَا بَکر رضی اللہ عنہ

جب نبی کریم قبض کئے گئے (وفات ہوئی) اور صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ مقرر کیا تو اس وقت صورت یہ تھی کہ حضور ﷺ معاذ کو یمن بھیج چکے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمر کو عامل مقرر کیا اس حج پر، وہ جا کر ملے حضرت معاذ سے مکہ میں (یعنی وہ حج کے لئے مکہ میں آئے ہوئے تھے)۔ اور اس کے ساتھ کوئی غلام تھا۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ یہ کیسے غلام ہیں تیرے ساتھ۔ اس نے کہا یہ میرے لئے ہدیہ کے طور پر دیئے گئے ہیں اور یہ دوسرے حضرت ابوبکرؓ کے لئے (یعنی بیت المال کے لئے)۔ حضرت عمر نے کہا میں تیرے لئے بہتر سمجھتا ہوں کہ تم حضرت ابوبکرؓ کے پاس جاؤ۔

کہتے ہیں کہ وہ اگلی صبح پھر حضرت عمر سے ملے اور کہنے لگے، اے ابن خطاب میں نے گذشتہ رات اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں آگ کی طرف جا رہا ہوں اور آپ میری کمر سے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں آپ کی بات مان لوں۔ کہتے ہیں پھر وہ ان کو لے کر حضرت ابوبکر کے پاس گئے اور کہا کہ یہ میرے لئے ہدیہ کئے گئے ہیں اور یہ آپ کے لئے ہیں (یعنی بیت المال کے ہیں)۔ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ ہم نے تیرا ہدیہ تیرے سپرد کیا ہے۔

اس کے بعد حضرت معاذ نماز کے لئے نکلے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ غلام ان کے پیچھے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے۔ حضرت معاذ نے پوچھا کہ تم لوگ کس کے لئے نماز پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کے لئے۔ لہٰذا انہوں نے کہا کہ پھر تم بھی اللہ کے لئے ہو، انہوں نے ان کو آزاد کر دیا۔ (حلیۃ الاولیاء ۲۳۲/۱)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوسعد احمد بن یعقوب بن احمد ثقفی نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو شعبہ نے حبیب بن ابوثابت سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے عمرو بن میمون سے یہ کہ حضرت معاذ جب یمن میں آئے تو ان لوگوں کو انہوں نے صبح کی نماز پڑھائی اور انہوں نے نماز میں یہ آیت پڑھی:

و اتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلا ۔ (ترجمہ) کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا تھا۔

چنانچہ نمازیوں میں سے ایک نے کہا، البتہ تحقیق ابراہیم علیہ السلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۶۵/۸)

اور تحقیق ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے معاذ بن جبل کے یمن کی طرف خروج کا وقت۔ دو باب اس میں سے جو گزر چکے ہیں۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس شاہان حمیر کا خط پہنچا حضور کی جنگ تبوک سے واپسی کے وقت اور ان کے نمائندے ان کے اسلام کی خبر لے کر جو کہ مندرجہ ذیل تھے، حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، اور نعمان قیل ذی رعین اور ہمدان اور معافر اور بھیجا زرعہ ذی یزن کی طرف مالک بن مُرّہ رہاوی کو ان کے اسلام کی خبر کے ساتھ اور ان کی شرک سے مفارقت کی خبر کے ساتھ اور اہل شرک کی خبر کے ساتھ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نامۂ مبارک لکھا:

نامۂ رسول اللہ ﷺ بجانب ملوک حمیر بواسطہ ان کے نمائندگان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

"من محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی الحارث بن عبد کلال والی نعیم بن عبد کلال، والی النعمان قیل ذی رعین، ومعافر وھمدان، اما بعد! ذلکم فانی احمد اللّٰہ الذی لا الہ الا ھو"۔

''یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تحریر ہے حارث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان قیل ذی رعین ۔ اور معافر اور ہمدان والوں کی طرف ۔ امابعد! بے شک میں اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں ہے ۔ نماز کا حکم دینا اور زکوۃ کا وغیرہ (احکامات کا) اور تحریر کے اندر ذکر کیا ہے ۔ معاذ بن جبل کو بھیجنا اور عبداللہ بن زید اور مالک بن عبادہ اور مالک بن مُرّہ کا ۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کا امیر معاذ بن جبل ہوگا (تحریر کے آخر میں کہا ہے کہ) ۔ بے شک میں نے بھیجا ہے تمہاری طرف اپنے اہل کے نیک صالح لوگوں کو اوران میں سے دینداروں کو، ان میں سے علم والوں کو اور میں تمہیں حکم کرتا ہوں، ن کے ساتھ خیر و نیکی کرنے کا کہ تم لوگ ان کا خیال کروگے'' ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نوٹ : پورے نامہ مبارک کا متن سیرت ابن ہشام، جلد چہارم صفحہ ۱۹۹ پر یا پھر دلائل النبوۃ جلد پنجم کے صفحہ ۴۰۸ کے حاشیہ پر اسی روایت کے تحت ملاحظہ فرمائیں ۔ (مترجم)

باب ۲۳۲

فروہ بن عمرو جُذامی[1] کا تذکرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ فروہ بن عمرو بن نافرہ جُذامی نے اپنے مسلمان ہونے کی خبر دینے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نمائندہ بھیجا تھا ۔ اور حضور ﷺ کے لئے ایک سفید خچر ہدیہ کے طور پر بھیجا تھا اور فروہ اہل روم کے لئے عامل تھا ان لوگوں پر جو ان کے پاس عربوں میں سے آتے تھے ۔ اس کی منزل ٹھکانہ) مقام معان اور اس کا اردگرد ارض شام تھا ۔

جب رومیوں کو ان کے مسلمان ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اس کو طلب کیا اور اس کو پکڑ کر انہوں نے اپنے پاس قید کرلیا اور اس کو پھانسی دینے کا فیصلہ کرلیا ۔ جب سارے رومی اس کو پھانسی دینے کے لئے اپنے پانی کے گھاٹ پر جمع ہوئے فلسطین میں، اس مقام کو عفری کہتے تھے تو اس نے شعر کہا تھا :

الا هـل اتـى سـلـمـى بان حليلها　　　علی ماء عفری فوق احدی الرواحل

عـلى بكرة لم يضرب الفحل امها　　　مشـذبة اطـرافهـا بـالـمـنـاجـل

ابن اسحاق کہتے ہیں زہری کا خیال ہے کہ جب وہ اس کو قتل کرنے کے لئے آگے لائے تو اس نے کہا تھا :

بـلـغ سـراة الـمـؤمـنـيـن بـانـنـي　　　سـلـم لـربـي اعـظـمـي ومـقـامـي

خاموشی اور مخفی مسلمانوں کو میرا پیغام دے دو کہ میں اپنے ربّ کا فرمانبردار ہوں میری ہڈیاں بھی میرا اسارا وجود بھی ۔

اس کے بعد انہوں نے اسی گھاٹ پر اس کی گردن اُڑادی تھی ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۰۱۔۲۰۲)

☆☆☆

---

[1] دیکھئے : سیرۃ ہشام ۴/۲۰۱۔ طبقات ابن سعد ۱/۳۵۴۔ عیون الاثر ۲/۳۱۱۔ نہایۃ الارب ۱۸/۲۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۸۶۔ شرح المواہب ۴/۴۳)

باب ۲۳۳

رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد بن ولید (سیف اللہ) کو بنو حارث بن کعب کی طرف بھیجنا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو ماہ ربیع الثانی میں جمادی اولیٰ ۱۰ھ میں بنو حارث بن کعب کی طرف بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ وہ جا کر اسلام کی دعوت دیں، ان سے قتال کرنے سے پہلے۔ اگر وہ تیری اجابت کرلیں، بات مان لیں تو ان کی بات قبول کرلیں اور انہیں میں قیام کرلیں اور انہیں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت اور اسلام کی تعلیمات سکھائیں اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو پھر ان سے قتال کریں۔ لہٰذا خالد بن ولید روانہ ہوئے ان کے پاس پہنچے۔

ابن اسحاق نے حدیث ذکر کی ہے ان کے اسلام کے بارے میں۔ اور خالد بن ولید کا اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس خط لکھنا اور نبی کریم کا جواب دینا۔ اور خالد کو حکم دینا کہ ان کو بشارت اور خوشخبری سنائیں اور ان کو ڈرائیں بھی۔ اور یہ کہ جب آئیں تو ان کا وفد بھی ساتھ لے کر آئیں۔ اور وہ اسی طرح ان کے وفد کو لے گئے تھے۔ ان میں قیس بن حصین ذوالغصہ تھے۔

جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، تم وہ لوگ ہو کہ جب تمہیں ڈانٹ پڑتی ہے تب آتے ہو۔ آپ نے تین بار یہ بات کہی۔ اس کے بعد آپ کو جواب دیا یزید بن عبدالمدان نے، کہ جی ہاں، پھر فرمایا کہ اگر خالد میری طرف سے نہ لکھتا کہ تم مسلمان ہوگئے ہو اور تم قتال نہیں کرتے ہو تو میں تمہارے سر تمہارے قدموں تلے گرادیتا۔ یزید بن عبدمدان نے کہا، اللہ کی قسم ہم آپ کی تعریف نہیں کرتے ور نہ ہی خالد کی کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کس کی تعریف کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم صرف اللہ کی حمد اور شکر کرتے ہیں جس نے ہمیں آپ کی راہ دکھائی۔ حضور نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے۔ پھر پوچھا کہ تم لوگ جاہلیت میں کیسے غالب آجاتے تھے اس سے جو تم سے قتال کرتا تھا۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم غالب آجاتے تھے اس سے جو ہم سے لڑتا تھا، ہم ہاتھ سے چھین لیتے تھے۔ اور ہم متفق ہوتے اور اکٹھے ہوتے تھے جدا جدا نہیں ہوتے تھے۔ اور ہم ابتداء سے کسی کے ساتھ ظلم نہیں کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے امیر مقرر کردیا تھا بنو حارث بن کعب پر قیس بن حصین کو، پھر وہ لوٹ گئے تھے اپنی قوم کے اندر بقیہ ماہ شوال میں یا ابتداء ذیقعدہ میں۔

فلم یمکثوا الا اربعۃ اشھر حتی توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ صرف چار ماہ ٹھہرے تھے (یعنی گئے ہوئے ان کو) کہ رسول اللہ وفات پاگئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۰۲-۲۰۴)

☆☆☆

باب ۲۳۴

عمرو بن حزم کے نام رسول اللہ ﷺ کا تفصیلی تحریری ہدایت نامہ یمن کی طرف روانگی کے وقت

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے، وہ کہتے ہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کی تحریر ہے ہمارے پاس جو حضور ﷺ نے عمرو بن حزم کے لئے لکھی تھی جب اس کو یمن بھیجا تھا کہ وہ جا کر اہل یمن کو دین کی فہم دیں اور ان کو سنت کی تعلیم دیں اور ان کے صدقات بھی وصول کریں۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے ایک تحریر لکھی تھی اور عہد لکھا تھا اور اس میں اس کا معاملہ تحریر کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی تحریر کا متن اور اس کے اہم نکات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هذا کتاب من اللہ ورسوله

یا ایها الذین آمنوا واوفوا بالعقود، عهد من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لعمرو بن حزم حین بعثه الی الیمن

یہ تحریر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔

اے اہل ایمان! عقد اور معاہدے پورے کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے عہد کیا ہے عمرو بن حزم کے لئے، جب اس کو یمن کی طرف بھیجا ہے۔

۱۔ اس کو حکم دیا ہے کہ اپنے ہر معاملے میں اللہ سے ڈرنا اور تقویٰ اختیار کرنا، اس لئے کہ۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم محسنون (ارشاد باری تعالیٰ ہے) بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو محسن و نیکوکار ہیں۔

۲۔ اور اس کو حکم دیا کہ وہ حق وصول کرے جب اس کو حکم دیا جائے۔

۳۔ اور یہ کہ لوگوں کو خیر کی بشارت دے۔

۴۔ اور ان کو خیر کا حکم دے۔

۵۔ اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے۔

۶۔ اور ان کو قرآن میں فقہ و فہم سکھائے۔

۷۔ اور لوگوں کو روکے اور منع کرے کہ قرآن کو کوئی ہاتھ نہ لگائے مگر صرف جو پاک ہو۔

۸۔ اور لوگوں کو خبر دے بتائے جو چیز ان کے لئے ہے جو ان کے فائدے والی ہے اور وہ جو ان کے اُوپر وبال ہے۔

۹۔ اور حق میں ان کے لئے نرمی کرے۔

۱۰۔ اور ظلم اور ناحق کے معاملے میں ان پر سختی کرے کیونکہ بے شک اللہ عزوجل ظلم کو ناپسند کرتا ہے اور اس نے ظلم سے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے الا لعنة اللہ علی الظالمین خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

۱۱۔ اور لوگوں کو جنت کی بشارت دے اور جنت والے اعمال بتائے۔

۱۲۔ جہنم سے ڈرائے اور جہنم والے اعمال سے۔

۱۳۔ اور لوگوں سے اُلفت رکھے یہاں تک کہ وہ دین میں فقاہت اور سمجھ پیدا کرلیں۔

۱۴۔ اور لوگوں کو حج کے احکامات کی تعلیم دے اور حج کی سنتیں اور فرائض کی تفصیل سمجھائے۔ نیز اللہ نے اس بارے میں جو کچھ حکم دیا ہے اور حج اکبر اور اصغر (عمرہ) سکھائے۔ پس حج اصغر عمرہ ہے۔

۱۵۔ اور لوگوں کو منع کرے کہ وہ صرف ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھیں جو چھوٹا پڑے، ہاں اگر وہ کپڑا بڑا ہو اور دونوں طرف پھیل سکے اور دونوں کندھوں پر بھی تو درست ہے۔

۱۶۔ اور لوگوں کو منع کرے کہ وہ احتباء نہ کریں گھٹنے کھڑے کرکے اس طرح اردگرد کپڑا لپیٹا کہ اُوپر آسمان کی طرف کھلا رہے اور انسان اُوپر سے ننگا ہوتا ہو۔

۱۷۔ اور منع کرے کہ کوئی اپنے بال اپنی گدی میں نہ باندھے۔

۱۸۔ اور منع کرے جس کو ان کے درمیان کشیدگی ہو قبائل اور خاندانوں کو نہ بلائے بلکہ اللہ سے دعا کریں کہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

۱۹۔ جو شخص اللہ کی طرف نہ بلائے بلکہ کنبے اور قبائل کی طرف پکارے تو اس میں تلوار کی طرف مائل ہو حتیٰ کہ ان کی دعا اور پکار وحدہ لا شریك له کی طرف ہو جائے۔

۲۰۔ اور لوگوں کو وضو کامل کرنے کا حکم دیں کہ وہ اپنے منہ پورے دھوئیں، اور ہاتھ اپنی کہنیوں تک دھوئیں، اور پیر اپنے ٹخنوں تک دھوئیں، اور اپنے سروں کا مسح کریں جیسے اللہ نے حکم دیا ہے۔

۲۱۔ اور انہیں نمازوں کو ان کے اوقات پر پڑھنے کا حکم دیا جائے۔

۲۲۔ اور رکوع اور خشوع کو پورا کرنے کا۔

۲۳۔ اور صبح جلدی اُٹھنے کا (یعنی منہ اندھیرے) اور ظہر پڑھیں اس وقت دوپہر کو سورج جب ڈھل جائے۔

۲۴۔ اور نماز عصر اس وقت تک کہ جب سورج ابھی زمین کے اُوپر ہو۔

۲۵۔ اور مغرب پڑھیں جب رات شروع ہونے لگے۔ زیادہ تاخیر نہ کریں کہ آسمان پر ستارے ظاہر ہو جائیں۔

۲۶۔ اور عشاء پڑھیں اول حصہ رات میں۔

۲۷ اور ان کو حکم دیں جمعہ کی طرف دوڑنے کا جب اذان ہو جائے۔

۲۸۔ اور جمعہ کے غسل کرنے کا جانے سے قبل۔

۲۹۔ اور یہ حکم دیا غنیمتوں میں سے پانچواں حصہ اللہ کے واسطے لیں۔

۳۰۔ جو مؤمنوں پر فرض کیا گیا ہے صدقہ غیر منقولہ جائداد یعنی زمین کی آبادی میں سے اس زمین میں جو چشمے سے سراب ہوتی ہو اور جو بارش سے سیراب ہوتی ہو اس میں سے دسواں حصہ ہے۔ اور جو زمین مشکوں سے پانی بھر کر سراب ہوتی ہو اس میں دسویں کا نصف پانچواں حصہ ہے۔

۳۱۔ اور ہر دس اُونٹوں میں سے دو بکریوں کا حساب لیا جائے اور بیس میں چار۔

۳۲۔ اور ہر تیس گائے میں ایک بچھڑا یا ایک بچھیا یعنی تبیع یا تبیعہ یا جذع یا جزعہ لیا جائے۔

۳۳۔ اور ہر چالیس بکریوں میں جو جنگل میں چر کر پلتی ہیں ایک بکری، یہ سب فرائض میں جو اللہ نے مؤمنوں پر فرض کئے ہیں صدقہ ہیں۔

۳۴۔ جو شخص متعین مقدار سے زیادہ دے اس کے حق میں بہتر ہے۔

۳۵۔ اور جو شخص یہودی یا عیسائی ہو پھر مسلمان ہو جائے اپنے خالص دل سے اور دین اسلام کو اپنا دین بنالے، بے شک وہ مؤمنوں میں سے ہے۔ اس کو وہی فوائد حاصل ہوں گے جو دیگر مؤمنوں کو ہیں۔ اور اس کا وہی امور لازم ہوں گے جو دیگر مؤمنوں پر لازم ہیں۔

۳۶۔ اور جو شخص یہودیت پر یا عیسائیت پر قائم ہے اس کو اس سے زبردستی نہیں لیا جائے گا۔

۳۷۔ اور ہر بالغ انسان پر خواہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام ایک دینار لازم ہوگا یا اس کے عوض کپڑے، جو شخص یہ ادا کرتا رہے گا اس کے لئے اللہ کا ذمہ ہے اور اللہ کے رسول کا ذمہ ہے۔

۳۸۔ اور جو شخص اس چیز کو منع کرے بے شک وہ اللہ کا دشمن ہے اور اس کے رسول کا دشمن ہے اور سارے مؤمنوں کا دشمن ہے (یعنی جو شخص اس پر پورے عہد پر عمل کرے اس کے لئے اللہ رسول کی ذمہ داری ہے جو اس کو تسلیم نہ کرے اس کے لئے نہیں ہے) اللہ کی رحمتیں محمد ﷺ پر اور سلام ہو اس پر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۰۵۔۲۰۶)

تحقیق روایت کیا ہے سلیمان بن داؤد نے زہری سے، اس نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے یہی حدیث بطور موصول روایت کی کثیر اضافوں کے ساتھ زکوۃ میں اور دیات وغیرہ میں۔ اور بعض چیزوں میں کمی بھی ہے اس سے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ تحقیق ہم نے اس کو ذکر کیا ہے کتاب السنن الکبریٰ میں۔ (سنن کبریٰ ۱/۸۸۔۳۰۹۔۸/۱۸۹۔۱۰/۱۲۸)

باب ۲۳۵

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

اور اس کا حضور ﷺ کو جسّاسہ کی خبر بتلانا۔ اور اس نے دجال سے جو کچھ سُنا تھا نبی کریم ﷺ کی آمد کے بارے میں۔ اور اس شخص کے ایمان کے بارے میں جو ان کے ساتھ ایمان لے آئے گا

(۱) ہمیں خبر دی ابوسہل محمد بن نصر ویہ مروزی نے نیشاپور میں، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حبیب نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن ابو طالب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں کو خبر دی ابوسہل احمد بن زیاد قطان نے، ان کو یحییٰ بن جعفر مروزی نے، ان کو خبر دی وہب بن جریر نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا غیلان بن جریر سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں شعبی سے، اس نے فاطمہ بنت قیس سے، وہ کہتی ہے کہ تمیم داری رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اس نے رسول اللہ کو خبر دی کہ وہ سمندری سفر میں روانہ ہوئے تھے۔ ان کی کشتی بھٹک گئی اور چلتے چلتے ایک جزیرے میں جا پہنچی۔ وہ لوگ کشتی والے پانی کی تلاش میں کشتی سے باہر جزیرے میں نکل گئے۔

تمیم داری ایک ایسے انسان سے ملے جس کے بال لمبے ہونے کی وجہ سے وہ نیچے گھسیٹ رہا تھا۔ تمیم داری نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں جساسہ (ایک قسم کا جانور نما انسان) ہوں۔ ان لوگوں نے اس سے کہا کہ ہمیں کوئی خبر دے۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں کوئی خبر نہیں دوں گا۔ لیکن تم لوگ اس جزیرے میں ہی رہ جاؤ۔

کہتے ہیں کہ ہم اس میں داخل ہوگئے۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اس جزیرے میں ایک آدمی جکڑا ہوا ہے (اس کو بیڑیاں ڈالی ہوئی ہیں)۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ہم نے بتایا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ اس نبی کا کیا حال ہے جو تم لوگوں سے نکلا ہے؟ ہم نے بتایا کہ اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں۔ اور انہوں نے اتباع کر رکھی ہے اور اس کو سچا مان چکے ہیں۔ اس نے کہا یہی بات ان کے حق میں بہتر ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم مجھے چشمۂ زغر کے بارے میں خبر نہیں دوگے؟ (عین زغر معروف شہر تھا ملک شام کی طرف)۔ کہ اس کا کیا حال ہے۔

تمیم داری کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو اس کے بارے میں خبر دی۔ لہٰذا وہ یہ خبر سنتے ہی (خوشی سے اس قدر) زور سے اُچھلا کہ قریب تھا کہ وہ دیوار سے باہر نکل جاتا۔ پھر اس نے پوچھا کہ نخل بیسانی کا کیا حال ہے؟ کیا وہ پھل دے رہے ہیں۔ ہم نے اس کو بتایا کہ وہ پھل دے رہے ہیں۔ پھر وہ دوبارہ پہلی بار کی طرح زور سے اُچھلا۔ پھر اس نے کہا کہ خبردار اگر مجھے نکلنے کی اجازت دے دی جاتی تو میں تمام شہروں میں گھوم جاتا یا ان کو روندڈالتا سوائے طیبہ کے۔

فاطمہ بنت قیس کہتی ہے، تمیم داری کو رسول ﷺ نے نکالا اس نے لوگوں کو یہ بات بیان کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کہ یہی طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حسن بن علی حلوانی سے اور دیگر نے وہب بن جریر سے۔

(مسلم۔ کتاب الفتن۔ باب قصۃ الجساسۃ۔ حدیث ۱۲۱ ص ۲۲۶۵/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوطارق محمد بن احمد عطار نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو اسباط بن محمد قرشی نے شیبانی سے، اس نے عامر سے، اس نے فاطمہ بنت قیس سے، اس نے اس حدیث کو منکر سمجھا اس میں اضافہ الفاظ کو۔ شعبی کہتے ہیں کہ میں محرر بن ابوہریرہ سے ملا تھا، میں نے اس کو یہ حدیث بیان کی تو اس نے کہا آپ نے سچ کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت ابوہریرہ نے بھی مجھے یہ حدیث بیان کی تھی۔ پھر میں عبدالرحمن بن ابی بکر سے ملا، میں نے اس کو یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہ اس نے مجھے یہ حدیث بیان کی تھی سوائے اس کے کہ انہوں نے اس میں یہ الفاظ زیادہ کئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ بھی اسی کی مثل ہے یعنی وہ مکہ میں بھی نہیں جاسکے گا۔ (مسلم۔ کتاب الفتن)

(امام بیہقی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ روایت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے، اس نے فاطمہ بنت قیس سے بھی روایت کی گئی ہے۔

باب ۲۳۶

وہ روایت جو ہامۃ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس کے نبی کریم ﷺ کے پاس آنے اور اس کے مسلمان ہوجانے کے بارے میں مروی ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد حسین بن داؤد علوی نے، ان کو خبر دی ابونصر محمد بن حمدویہ بن سہل غازی مروزی نے، ان کو عبداللہ بن حماد آملی نے، ان کو محمد بن ابومعشر نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی میرے والد نے، ان کو نافع نے ابن عمر سے، اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں

کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تہامہ کی پہاڑی میں سے ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے یکا یک ایک شیخ سامنے آیا۔اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔اس نے نبی کریم ﷺ پر سلام کہا،حضور ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

حضور نے فرمایا یہ لہجہ تو جن کا ہے اور آواز بھی وہی ہے۔تم کون ہو؟اس نے بتایا کہ میں ہامه بن هيم بن لاقيس بن ابليس ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو باپوں کا فاصلہ ہے۔تیرے اُوپر کتنے زمانے (یا صدیاں گذر چکی ہیں)۔ اس نے جواب دیا کہ میں دنیا کی پوری عمر فنا کر چکا ہوں مگر تھوڑی سی راتیں۔جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا میں اُس وقت لڑکا تھا کچھ سالوں کا، بات چیت کو سمجھ سکتا تھا اور ٹیلوں پر اچھلتا کودتا پھرتا تھا۔اور طعام کو یعنی کھانے پینے کی اشیاء کو خراب کرنے کا امر کرتا تھا اور قطع رحمیوں کا (یعنی رشتوں ناتوں کو خراب کرنے کا) امر کرتا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا :

بئس عمل الشيخ المقوسم والشاب المتلوم

برا کام ہے شیخ مقوسم کا اور جوان متلوم کا (ملامت گر)۔

قال ذرني من الترداد اني تايب الى الله عزوجل

اس نے کہا آپ مجھے خالی نہ بھگائیں میں اللہ کی بارگاہ میں تائب ہو چکا ہوں۔

میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ تھا اس کی مسجد میں ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے تیری قوم میں سے (یعنی انسانوں میں سے)۔میں ہمیشہ اس کی دعوت پر اس کو برا بھلا کہتا رہا جب وہ اپنی قوم کو دعوت دیتے تھے۔یہاں تک کہ وہ خود بھی روئے اور مجھے بھی رُلا دیا۔

لا جرم اني على ذلك من النادمين ، واعوذ بالله ان اكون من الجاهلين

لامحالہ میں اس سارے عمل پر نادم ہوا اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔

میں نے کہا تھا اے نوح میں ان میں سے ہوں جو شریک تھا خون سعید،شہید ہابیل بن آدم میں۔کیا آپ اپنے رب کے ہاں میری توبہ کی گنجائش پاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اے ہام تو خیر کے کام کا عزم کر لے اور اس کو کرنا شروع کر دے حسرۃ اور ندامت کے وقت سے قبل ہی۔ میں نے پڑھا ہے اس میں جو اللہ نے نازل کیا ہے کہ :

انه ليس من عبد تاب الى الله بالغ امره ما بالغ الا تاب الله عليه

بیشک شان یہ ہے کہ کوئی ایسا بندہ نہیں جو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے اس کا معاملہ خرابی کی کسی بھی حد تک پہنچ چکا ہو مگر اللہ اس پر توبہ قبول کرتا ہے۔

قم فتوضأ واسجد لله سجدتين ۔ (ترجمہ) اُٹھو پس وضو کرو اور اللہ کی بارگاہ میں دو سجدے کر۔

ففعلت من ساعتي ما امرني به ۔ (ترجمہ) میں نے اسی لمحے وہی کچھ کیا جو انہوں نے فرمایا پھر انہوں نے کہا سر اُٹھا۔

قد نزلت توبتك من السمآء ۔ (ترجمہ) بے شک تیری توبہ آسمان سے اُتر چکی ہے۔

قال فخررت لله ساجد اجزلا ۔ (ترجمہ) کہتے ہیں کہ میں اللہ کے لئے سجدے میں گر گیا اس بڑی بات پر۔

اور میں حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ بھی اس کی مسجد میں ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے اس کی قوم میں سے۔میں ہمیشہ غصہ کرتا رہا اس کی دعوت پر اس کی قوم پر حتی کہ رو پڑے ان پر اور مجھے بھی رُلا دیا۔اس نے کہا لامحالہ میں اس پر نادم ہوں اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔

اور میں حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ تھا اس کی مسجد میں ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے اس کی قوم میں سے۔میں ہمیشہ ان کو ملامت کرتا رہا اس کی دعوت پر اس کی قوم پر حتی کہ رو پڑے ان پر اور مجھے بھی رُلا دیا۔کہتے ہیں میں اس پر نادم ہوں اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔اور میں یعقوب علیہ السلام کی زیارت کرنے والا ہوں اور میں یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھا مکان امین میں۔

اور میں حضرت الیاس علیہ السلام سے ملتا رہتا تھا وادیوں میں اور میں ابھی اس سے ملا ہوں۔ اور بے شک میں ملا ہوں حضرت موسیٰ بن عمران سے انہوں نے مجھے توراۃ سکھائی تھی۔ اور ھامہ نے کہا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا ہوں یعنی ابن مریم سے، میں نے ان کو پڑھ کر سنائی موسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے۔ یا یہ کہ میں نے ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام دیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا اگر تم کبھی محمد ﷺ سے ملو تو میرے سلام کو ان پر پڑھنا۔ اس پر حضور ﷺ نے دونوں آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا اور رو پڑے۔ پھر فرمایا عیسیٰ علیہ السلام پر جب تک دنیا قائم ہے اور تجھ پر سلام ہو اے ھام تیری امانت پہنچانے کے سبب۔ ھام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ آپ وہی کچھ کریں جو موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا۔ اس نے مجھے توراۃ سکھائی تھی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کو سورۃ اذا وقعت الواقعہ اور سورہ والمرسلات اور عمّ یتساء لون اوراذا الشمس کورت اور معوذتین اور قل ھو اللہ احد سکھائی اور فرمایا کہ تیری کوئی حاجت ہو تو ہمارے آگے پیش کیجئے اے ھامہ اور ہمیں ملنا نہ چھوڑنا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا :

فقبض رسول اللہ ولم ینعہ الینا فلسنا ندری احی ام میت

کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا مگر تا حال ھامہ کی موت کی خبر نہیں آئی ہمارے پاس۔ ہم نہیں جانتے کیا زندہ یا مر چکا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابو معشر انی سے روایت کیا ہے کبار محدثین نے مگر اہلِ علم بالحدیث اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ تحقیق یہ حدیث روایت کیا ہے دوسرے طریق سے جو اس طریق سے زیادہ قوی ہے۔ واللہ اعلم (عقیلی ۸۹/۱)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی اہلِ علم کے توسط سے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (مترجم)

باب ۲۳۷

وہ روایت جو نبی کریم ﷺ کے حضرت الیاس علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کے بارے میں مروی ہے

اور اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس احمد بن سعید بغدادی نے بخارا میں۔ ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن محمود نے، ان کو عبدان بن سنان نے، ان کو احمد بن عبداللہ نے، ان کو یزید علوی نے، ان کو ابو اسحٰق فزاری نے اوزاعی سے، اس نے مکحول سے، اس نے انس بن مالک ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کسی سفر میں۔ حضور ﷺ ایک منزل پر اُترے یکا یک دیکھا کہ وادی میں ایک آدمی ہے جو کہہ رہا ہے کہ اے اللہ مجھے اُمتِ محمد علیہ السلام میں کر دے جو کہ اُمت مرحومہ مغفورہ ہے جن کو ثواب دیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے نظر اُٹھا کر وادی میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک آدمی ہے جس کی لمبائی تین سو ہاتھ سے زیادہ ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ میں انس بن مالک ہوں خادم رسول اللہ ﷺ۔ اس نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہ یہ رہے، آپ کی بات سن رہے ہیں۔ اس نے کہا آپ ان کے پاس جایئے اور ان پر سلام کہئے اور ان سے کہئے کہ آپ کے بھائی الیاس سلام کہتے ہیں۔

لہٰذا میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کو خبر دی۔ حضور ﷺ آئے ان سے ملے، ان سے معانقہ کیا اور ان پر سلام کیا۔ پھر دونوں بیٹھ گئے باہم باتیں کیں۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے ان سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں سال بھر تک نہیں کھاتا مگر سال میں صرف ایک بار

www.ahlehaq.org

(یعنی سال بھر روزے سے رہتا ہوں) آج یہ میرا یوم افطار ہے میں آج کھاؤں گا اور آپ بھی۔ انس ﷺ کہتے ہیں کہ ان پر آسمان سے دسترخوان اُترا۔ اس پر روٹی تھی اور مچھلی تھی اور کرفس، (کانسی) تھی دونوں نے کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔ اور ہم لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی پھر حضور ﷺ نے ان کو الوداع کیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ گذرے بادل میں سے آسمان کی جانب۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ ہے وہ روایت جو اس حدیث کے بارے میں روایت کی گئی ہے۔ اللہ کی قدرت میں تو یہ جائز ہے اور اس (دستور و سنت اللہ) کے ساتھ جس کے ساتھ اللہ نے مخصوص کیا ہے اپنے رسول کو معجزات میں سے۔ یہ ممکن ہے اور ہو سکتا ہے مگر اسناد اس حدیث کی ضعیف ہیں۔ (میزان للذہبی ۴/۴۴۱)

اور ان معجزات میں جو صحیح معجزات ہیں ان میں کفایت ہے (یعنی وہی کافی ہے اور ضرورت پورا کرتی ہے) اور توفیق ارزانی اللہ کی عنایت ہے اور عصمت اور بچنا بھی اسی کی عنایت سے ہے۔

باب ۲۳۸

وہ روایت جو مروی ہے حضور ﷺ کے سماعِ کلام خضر کے بارے میں

اور اس کی اسناد ضعیف ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ہے ابوسعد مالینی نے، ان کو خبر دی ہے ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو محمد بن یوسف بن عاصم نے، ان کو احمد بن اسماعیل قرشی نے، ان کو عبداللہ بن نافع نے کثیر بن عبداللہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے دادا سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ انہوں نے ایک کونے سے آواز سنی کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے:

اللّٰھم اَعِنِی علی ما یُنجنی ممّا حوَّفتنی

اے اللہ میری مدد فرما اس عمل پر جو مجھے نجات دے دے اس سے جو تو نے مجھے ڈرایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ قول سنا تو فرمایا کیا تم اس دعا کے ساتھ اس کی بہن یعنی اس کے جیسی اور نہیں ملا لیتے۔ انہوں نے کہا:

اللّٰھم ارزقنی شوق الصادقین الی ما شو قتھم الیه

اے اللہ مجھے صادقین کا شوق عطا کر دے جس چیز کی طرف تو نے ان کو شوق عطا کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس ﷺ سے فرمایا کیونکہ وہ ساتھ تھے، جا تو اے انس اس سے کہو تمہیں رسول اللہ کہتے ہیں کہ آپ میرے لئے استغفار کریں۔ حضرت انس ﷺ آئے انہوں نے پیغام پہنچایا ان کو۔ اس آدمی نے کہا اے انس تم رسول اللہ ﷺ کے نمائندے ہو میری طرف؟ تو حضرت انس نے کہا کہ ذرا ٹھہریئے پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور حضور سے یہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس سے کہو کہ ہاں میں نمائندہ ہوں، تو حضرت انس نے کہا: کہ ہاں میں نمائندہ ہوں۔ اس شخص نے کہا تم جاؤ رسول اللہ ﷺ سے کہو اللہ نے ان کو انبیاء کرام پر فضیلت عطا کی ہے جیسے اس نے فضیلت دی ہے ماہِ رمضان کو سارے مہینوں پر۔ اور تیری اُمت کو فضیلت دی ہے تمام اُمتوں پر جیسے اس نے فضیلت دی ہے جمعہ کو سارے ایام پر۔ سب لوگ دیکھتے چلے گئے پس وہ خضر علیہ السلام تھے۔

مترجم کہتا ہے کہ گذشتہ تینوں ابواب کی روایات کے تحت ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی نے تحقیق درج کی اہلِ علم اصل کتاب میں۔ ضرور جلد ملاحظہ کریں کیونکہ یہ روایات غیر مستند ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (اللالی المصنوعة ۱/۱۵۴)

☆☆☆

باب ۲۳۹

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے وصی کے قصہ کے بارے میں

جو روایات آئی ہیں اور اس کا ظہور زمانۂ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں ۔ اگر روایت صحیح ہو

(۱)　ہمیں خبر دی ابوسھل محمد بن نصروی مروزی نے ، ان کو ابوبکر محمد بن حبیب نے ، ان کو ابوبکر یحییٰ بن ابوطالب نے ۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوعمرو عثمان بن احمد بن سماک نے بغداد میں بطور املاک کے ۳۴۱ھ شوال میں ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوطالب نے ان کو عبدالرحمٰن بن ابراہیم راسبی نے ، ان کو انس بن مالک بن نے نافع سے ، اس نے ابن عمر سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے سعد بن ابووقاص کی طرف خط لکھا تھا وہ اس وقت قادسیہ میں تھے کہ تم نضلہ بن معاویہ انصاری کو مقام حلوان عراق میں بھیجو وہ حلوان کے اطراف پر حملہ کرے ۔

وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حملہ کیا انہیں بہت ساری غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے ۔ چنانچہ واپس مالِ غنیمت اور قیدیوں کو ہانک کر لا رہے تھے حتیٰ کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا اور سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا ۔ نضلہ نے تمام قیدیوں کو پہاڑ کے دامن میں ایک طرف کر دیا اور کھڑے ہو کر اذان پڑھنے لگے ، اللہ اکبر ، اللہ اکبر ۔ کہتے ہیں کہ کسی جواب دینے والے نے جواب دیا تم نے بڑے کی بڑائی ہے اے نضلہ ۔ پھر اس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ اس کے جواب دینے والے نے کہا تم نے اخلاص کا کلمہ کہا ہے اے نضلہ ۔ اس کے بعد کہا اشہد ان محمد رسول اللہ ۔ تو جواب دینے والے نے کہا وہ دین ہے اور وہ شخص محمد وہ ہے جس کی بشارت ہمیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی تھی اور اسی کی اُمت کے سر پر قیامت قائم ہوگی ۔ اس کے بعد اس نے پڑھا حی علی الصلوٰۃ ۔ اس نے جواب دیا خوش بختی ہے اس کے لئے جو اس نماز کے لئے قدموں چلا اور اس پر ہمیشگی کی مداومت کی ۔ پھر مؤذن نے پڑھا حی علی الفلاح اس نے کہا افلح من اجاب محمدًا وہ کامیاب ہوا جس نے محمد کی اجابت کی (بات مانی) محمد کی اجابت کرنا اس کی اُمت کی بقا کا سبب ہے ۔ مؤذن نے پھر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اس نے جواب دیا ، تم نے اخلاص کو خالص کر دیا اے نضلہ ۔ اللہ نے تیرا وجود جہنم پر حرام کر دیا ہے ۔

کہتے ہیں جب وہ اذان سے فارغ ہو گئے ہم لوگ کھڑے ہو گئے ۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں ؟ اللہ آپ کے اُوپر رحم کرے ، کیا آپ فرشتہ ہیں یا یہاں رہنے والے جن ہیں یا اللہ کے نیک بندوں میں سے ہیں ۔ آپ نے ہمیں اپنی آواز تو سُنوائی ہے ہمیں اپنی شکل و صورت بھی دکھا دیں ۔ فرمایا ہم لوگ اللہ کا وفد ہیں اور اللہ کے رسول کا وفد ہیں اور عمر بن خطاب کا وفد ہیں ۔

کہتے ہیں کہ اتنے میں پہاڑ اُوپر چوٹی سے پھٹ گیا چکّی کی مثل ۔ دیکھا تو ایک سفید سر اور سفید داڑھی والا شخص ہے اس کے اُوپر اُون کا چوغہ ہے سامنے آ کر اس نے کہا ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ ہم نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ آپ کون ہیں ؟ اللہ آپ کے اُوپر رحم کرے ۔ اس نے بتایا کہ میں ذُریب بن برثملا ہوں ، میں وصی ہوں عبد صالح عیسیٰ بن مریم کا ۔ انہوں نے مجھے اس پہاڑ پر ٹکایا تھا اور میرے لئے انہوں نے لمبی بقاء کی دعا کی تھی ۔ ان کے آسمان سے نزول تک (وہ اُترنے کے بعد) خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب توڑ دیں گے اور اظہار براءت و بیزاری کریں گے جو کچھ نصاریٰ نے ان کو بتا دیا تھا ۔ بہرحال جب مجھ سے محمد ﷺ کی ملاقات فوت ہو گئی ہے (رہ گئی) ۔

وصی عیسیٰ کی طرف سے حضرت عمر کو بتائی ہوئی علامات قیامت

تو کم از کم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میری طرف سے سلام کہو اور اس سے کہو اے عمر ! درست روی کرنا میانہ روی اختیار کرنا ۔ تحقیق معاملہ قریب آن پہنچا ہے اسے پہچاننا ان خصال سے جن کی میں تمہیں خبر دیتا ہوں ابھی اے عمر جب یہ خصال اُمت محمد میں ظاہر ہو جائیں ۔

پس دُور بھاگ، دُور بھاگ (یعنی دُور ہو جاؤ اور بچو) جب مرد مردوں کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرنے لگیں اور عورتیں عورتوں کے ساتھ پوری کرنے لگیں۔ اور انتساب غیر نسبت والی جگہ کرنے لگیں اور اپنے نسب کو اپنے بزرگوں کے علاوہ سے جوڑنے لگیں اور ان کا بڑا چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور چھوٹا بڑے کی عزت نہ کرے اور امر بالمعروف کرنا چھوڑ دیا جائے۔ اس کا امر نہ کیا جائے اور نہی عن المنکر چھوڑ دیا جائے، اس سے نہ روکا جائے اور ان کا عالم اس لئے سیکھے تاکہ اس کے ذریعے درہم و دینار کمائے۔

جب بارش گرمی کا باعث بنے، اولاد غصے کا سبب بنے، لوگ بڑے بڑے منبر بنائیں، قرآن بڑے بڑے کریں، مسجد مزین کریں اور رشوت کو غالب کریں اور عمارت کو پکا کریں، خواہش کی پیروی کریں۔ اور دین کو دنیا کے بدلے میں فروخت کریں اور خون کی تحقیر و استحقاق کریں، قرابتوں اور رشتوں کا احترام ختم ہو جائے۔ فیصلے بکنے لگیں، سود خوری ہونے لگے، زبردستی مسلط ہونے پر فخر کیا جانے لگے، دولت و غنی کو عزت قرار دیا جانے لگے، آدمی گھر سے نکلے اور اس سے زیادہ پیسے والا اس پر قابض ہو جائے اور عورتیں گھوڑوں پر سواری کریں۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص ہم لوگوں سے غائب ہو گیا۔ اور یہ بات نضلہ نے حضرت سعد کی طرف لکھ بھیجی اور سعد نے حضرت عمر ؓ کی طرف۔ پھر حضرت عمر ؓ نے لکھا کہ تم جاؤ اور تمہارے ساتھ جتنے مہاجرین و انصار ہیں، حتیٰ کہ تم اسی پہاڑ پر جا کر اُترو۔ جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو اس کو میرا اسلام دو۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض وصی اس پہاڑ پر اُترے تھے عراق کے کونے پر۔ لہٰذا حضرت سعد چار ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ وہاں اُترے، پہاڑ پر چالیس دن تک ہر نماز کے وقت اذان دیتے رہے۔

اس روایت کے بارے میں امام بیہقی کے اُستاد کی رائے گرامی

ابوعبداللہ حافظ نے فرمایا، اسی طرح کہا تھا عبدالرحمٰن بن ابراہیم راسبی نے مالک بن انس سے روایت کرتے ہوئے اور اس کا متابع نہیں لایا گیا۔ سوائے اس کے نہیں کہ پہچانی جاتی ہے یہ حدیث مالک بن ازہر کے لئے نافع سے اور بس۔ جبکہ وہ شخص مجہول الحال ہے۔ اس حدیث کے سوا کسی اور میں اس کا ذکر نہیں سُنا گیا۔

سعد بن ابی قصاص کی وصی عیسیٰ بن مریم سے ملاقات کا عجیب واقعہ .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی میرے دادا نے، ان کو محمد بن کرامہ مستملی نے بن الحمامی نے کوفہ میں، اس نے سلیمان بن احمد سے، اس نے محمد بن حرب رملی سے، اس نے ابن لہیعہ سے، اس نے مالک بن ازہر سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے سعد بن ابووقاص کو عراق بھیجا تھا وہ اس میں چلتے رہے، حتیٰ کہ جب وہ حلوان پہنچے تو انہیں نماز کا وقت ہو گیا۔ وہ وہاں پر حلوان کے ایک پہاڑ کے دامن میں تھے۔ انہوں نے اپنے مؤذن نضلہ سے کہا اس نے اذان پڑھی اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تو کسی جواب دینے والے نے اس کو جواب دیا پہاڑ سے، اے نضلہ تم نے بڑے کی بڑائی کی ہے۔ پھر اس نے پڑھا اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ اُس نے جواب دیا یہ کلمہ اخلاص ہے۔ مؤذن نے پڑھا اشہد ان محمد رسول اللہ۔ اس نے جواب دیا کہ نبی کریم مبعوث ہو چکے ہیں۔ مؤذن نے کہا حی علی الصلوٰۃ، اس نے جواب دیا کہ یہ کلمہ مقبول ہے۔ مؤذن نے حی علی الفلاح پڑھا، اس شخص نے جواب دیا یہ اُمت احمد کی بقا ہے۔ مؤذن نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اس نے کہا کہ تم نے بڑے کی بڑائی کی ہے۔ مؤذن نے کہا لا الہ الا اللہ، اس نے کہا یہ سچا کلمہ ہے کلمہ حق ہے جو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

حضرت نضلہ نے اس سے کہا کہ اے جواب دینے والے ہم نے آپ کی بات سُن لی ہے ہمیں اپنا چہرہ بھی دکھا دیں۔

کہتے ہیں کہ پہاڑ پھٹ گیا اور اس میں سے ایک آدمی نکلا سفید سر سفید داڑھی کھوپڑی ان کی بڑی چکی کی مثل تھی۔ ان سے نضلہ نے پوچھا، اے شخص آپ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ میں ذریب بن برثملا ہوں عبد صالح عیسیٰ بن مریم کا وصی ہوں۔ انہوں نے میرے لئے طول بقا کی دعا کی تھی اور انہوں نے یہاں پر ٹھہرایا تھا ان کے آسمان سے نزول تک۔ میں صلیب توڑ دوں گا اور خنزیر کو قتل کر دوں گا اور میں اس سے براء اور لاتعلقی کروں گا جس طریق پر نصاریٰ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ما فعل النبی نبی کریم ﷺ کا کیا حال ہے؟

قلنا قبض فبكى بكاء طويلا حتى خضلت لحيته بالدموع

ہم نے بتایا نبی کریم ﷺ انتقال فرما گئے ہیں۔ وہ شخص لمبی دیر تک روتا رہا تاآنکہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اس کے بعد اس نے پوچھا :

من قام فيكم بعدهٗ ۔ ترجمہ : (رسول اللہ کے بعد) تمہارے اندران کا قائم مقام کون کھڑا ہوا۔

ہم نے بتایا کہ ابوبکر۔ اس نے پوچھا کہ اس کا کیا حال ہے؟ ہم نے بتایا کہ قبض وہ بھی فوت ہوگیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ اس کے بعد کون ہے اس کا قائم مقام؟ ہم نے بتایا کہ عمر بن خطاب ہیں۔ اس نے کہا کہ ان سے کہنا، اے عمر درست اور سیدھے چلو اور میانہ روی اختیار کرو۔ بے شک معاملہ قریب لگ چکا ہے کچھ امور میں، جب تو ان کو دیکھو اُمت محمد ﷺ میں تو پس ڈرو اور بچو جب مرد مردوں پر اکتفا کریں اور عورتیں عورتوں پر، جب اولاد وجہ غیظ وغضب بن جائے، بارش وجہ قحط وبے روزگاری (عذاب بن جائے) اور مصاحف آراستہ کئے جائیں اور مساجد آراستہ کی جائیں اور ان کا عالم اس لئے علم سیکھے تاکہ وہ اس کے ذریعے ان کے دینار و درہم کھائے اور غنی نکلے تو اس سے بڑا مالدار اس سے مانگے اور سودخوری ان میں شرافت بن جائے اور قتل کرنا غلبہ اور بہادری بن جائے تو بس بھاگ پھر بھاگ۔

کہتے ہیں سعد نے یہ کہانی حضرت عمر ؓ کو لکھ بھیجی۔ پھر حضرت عمر نے ان کی طرف لکھا کہ تم نے سچ کہا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرما رہے تھے کہ اس جبل میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی ہے۔

سعد وہاں ٹھہرے چالیس دن تک زور زور سے اذان دیتے تھے مگر ان کو جواب نہ دیا گیا۔ یہ حدیث اس اسناد کے ساتھ زیادہ مناسب ہے مگر وہ ضعیف ہے کئی طریقوں سے۔

باب ۲۴۰

سیدنا ابراہیم بن نبی علیہ السلام کی شان میں جو کچھ وارد ہوا ہے

اوران کی وفات حسرت آیات اور یہ واقعہ حجۃ الوداع قبل ہوا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن سرّاج نے، ان کو ابوالاشعث نے، ان کو زہیر بن علاء عبدی نے، ان کو محمد بن سعید نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ مقوقس اسکندریہ کا سربراہ اور مصر کا سربراہ تھا اس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ماریہ قبطیہ بھیجی، اس کا بیٹا پیدا ہوا تھا ابراہیم۔

ابوعبداللہ نے فرمایا بطور حکایت کے مصعب بن عبداللہ زبیری سے وہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی ولادت ذی الحجہ ۸ھ میں ہوئی تھی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن احمد تمیم اصم نے، ان کو حسن بن فہیم نے ان کو محمد بن سعد نے، ان کو واقدی نے یہ کہ ابراہیم بن رسول اللہ منگل کے دن فوت ہوا تھا ربیع الاول کی دس راتیں گزر چکی تھیں ۱۰ھ میں اور وہ بقیع میں دفن کیا گیا تھا۔ اور اس کی وفات بنو مازن میں ہوئی تھی۔ اُم بردہ بنت منذر کے پاس بنو نجار میں سے۔ وہ جب فوت ہوئے تو ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شیبان بن فروخ ایلی نے، ان کو خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید الصفار نے، ان کو تمام نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو ثابت نے، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آج رات میرا بیٹا پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم والا رکھا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے اس کو اُم سیف کے سپرد کر دیا یعنی قین ملو بار کی عورت کے مدینہ میں، اس کو ابو سیف کہتے تھے۔ رسول اللہ اس کے پاس آئے، میں بھی ساتھ تھا۔ حضور ﷺ نے بچے کو منگوایا اور اس کو اپنے جسم اطہر کے ساتھ ملایا اور کچھ کہا جو کچھ اللہ نے چاہا کہ وہ کہیں۔

انس کہتے ہیں میں نے ابراہیم کو دیکھا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں تھا اور وہ نزع کی حالت میں تھا۔ حضور کی آنکھوں سے آنسو آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

تدمع العين ، ويحزن القلب ولا نقول الا ما يرضى الربّ ، والله يا ابراهيم انا بك لمحزونون

آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم نہیں کہتے مگر وہی جو رب پسند کرتا ہے۔ اللہ کی قسم اے ابراہیم بے شک ہم تیرے فراق میں بڑے غمگین ہیں۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ کے ہیں اور شیبان کی ایک روایت میں ہیں مگر وہ بات جو ہمارا ربّ پسند کرے۔ بے شک ہم تیرے ساتھ اے ابراہیم البتہ محزون ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبا بن فروخ سے اور بخاری نے نقل کی ہے اور کہا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے۔

(مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۶۲ ص ۱۸۰۷۔ بخاری۔ کتاب الجنائز۔ فتح الباری ۱۷۳/۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن مرزوق نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے عدی بن ثابت سے، اس نے براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابراہیم بن رسول اللہ فوت ہوئے تو رسول اللہ نے فرمایا :

ان له مرضعا يتم رضاعه في الجنة

بے شک اس کے لئے ایک دودھ پلانے والی مقرر ہے جو اس کا رضاع پورا کرے گی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے سلیمان بن حرب سے، اس نے شعبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الادب۔ حدیث ۶۱۹۵۔ فتح الباری ۵۷۷/۱۰)

حضور ﷺ کا اپنے لختِ جگر کی نمازِ جنازہ پڑھانا .... (۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ربیع بن سلیمان سے، اس نے عبداللہ بن وہب سے، اس نے سلیمان بن بلال سے، اس نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ نے اپنے بیٹے پر نماز جنازہ پڑھائی جب وہ فوت ہو گئے۔

باب ۲۴۱

حجۃ الوداع

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسین محمد بن حسین علوی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن شعیب برمہرانی نے، ان کو احمد بن حفص بن عبداللہ نے ان کے والد نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں مقیم رہے تھے نو حج۔ مگر آپ نے حج نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا تھا۔

لے دیکھئے : سیرۃ ابن ہشام ۲۱۱/۴۔ طبقات ابن سعد ۱۷۲/۲۔ مسلم بشرح النوری ۱۷۰/۸۔ تاریخ طبری ۱۴۸/۳۔ عیون الاثر ۲۶۵/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۰۹/۵۔ نہایۃ الارب ۳۷۱/۱۷)

کہتے ہیں کہ مدینے میں کثیر انسان اکٹھے ہوگئے تھے، لہٰذا رسول اللہ حج کے لئے نکلے تھے اس وقت جب ذیقعدہ کی پانچ راتیں رہ گئی تھیں یا چار رہ گئی تھیں (۲۵ یا ۲۶ ذیقعد کو)۔ جب آپ مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد اپنی سواری پر براجمان ہوئے۔ جب بیداء میں پہنچے تو آپ نے تلبیہ پڑھا اور ہم نے احرام باندھا، ہم لوگوں نے حج کی ہی نیت کی تھی۔

حجۃ الوداع اور حضور ﷺ کا خطبہ دینا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو عبداللہ بن عبدالوہاب حجبی نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عمر بن زرارہ نے حاتم بن اسماعیل سے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوعمر مقری اور ابوبکر وراق نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ہشام بن عمار اور ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو بن حاتم بن اسماعیل نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جابر بن عبداللہ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے لوگوں کے بارے میں پوچھا پھر میرے پاس پہنچے، میں نے کہا میں محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب ہوں۔

وہ میرے سر کی طرف جھکے اور میرا اُوپر کا بٹن کھولا اس کے بعد میرا نیچے کا بٹن کھولا اور اپنا ہاتھ میرے پستانوں کے درمیان رکھا، میں اس دن جوان لڑکا تھا۔ انہوں نے فرمایا خوش آمدید ہے تجھے آپ اپنے گھر میں آئے ہو۔ آپ پوچھیں جو چاہتے ہیں، میں نے ان سے سوال کیا، وہ نابینا تھے۔ نماز کا وقت ہوگیا پھر وہ اپنے کمبل کو لپیٹتے ہوئے کھڑے ہوگئے، جونہی اس کو اپنے دونوں کندھوں پر رکھتے اس کے دونوں کنارے واپس آجاتے چھوٹا ہونے کی وجہ سے اور ان کی چادر ان کے دونوں پہلوؤں پر کپڑے ڈالنے کی لکڑی پر ڈالی ہوئی تھی۔

انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ میں نے سوال کیا کہ آپ مجھے رسول اللہ کے حج کے بارے میں بتائیں۔ انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا نو بار کا اور فرمایا کہ رسول اللہ نو سال ٹھہرے رہے تھے اور حج نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے لوگوں میں اعلان کردیا تھا دسویں سال کہ رسول اللہ حج کے لئے جانے والے ہیں، لہٰذا مدینے میں لوگوں کی کثیر تعداد آگئی سب کے سب اُلتجا کررہے تھے کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ حج کریں گے اور حضور کے عمل کی مثل عمل کریں گے۔ لہٰذا جب حضور ﷺ روانہ ہوئے تو ہم بھی ساتھ روانہ ہوئے۔ پس ہم لوگ ذوالحلیفہ میں آئے تو وہاں پر بی بی اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابوبکر کو جنم دیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اس حالت میں ہے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ غسل کرلیں اور کپڑا کس کر باندھ لیں۔ پس رسول اللہ نے مسجد میں نماز پڑھی اور قصویٰ اُونٹنی پر سوار ہوگئے حتیٰ کہ ان کی اُونٹنی بیداء میں سیدھی ہوگئی۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں تا حدنگاہ رسول اللہ ﷺ کو پیدل اور سواروں میں دیکھتا رہا، آپ کے دائیں بائیں اسی طرح لگ تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے۔ اور ان پر قرآن اُتر رہا تھا۔ وہ آپ کی تاویل تشریح سمجھ رہے تھے، جو بھی حضور ﷺ نے عمل کیا ہم نے بھی وہی عمل کیا۔ حضور ﷺ نے توحید کا تلبیہ پڑھا اور لوگوں نے بھی وہ پڑھا، لبیك اللّٰھم لبیك لا شریك لك آپ نے ان پر کوئی بھی رد نہ کیا۔ اور رسول اللہ نے اپنے تلبیہ کو لازم کئے رکھا۔

جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگ حج کی نیت کرتے تھے ہم عمرے کو نہیں جانتے تھے حتیٰ کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ بیت اللہ میں پہنچے۔ آپ نے رکن (حجر اسود کا) استلام کیا تین بار، تین بار آپ نے رمل کیا (مونڈھے ہلا ہلا کر چلے) اور چار مرتبہ سیدھے چلے۔ اس کے بعد آپ مقام ابراہیم پر آئے اور یہ آیت پڑھی : واتخذوا من مقام ابراهیم مصلّی ۔ (سورۃ بقرہ : آیت ۱۲۵)

پھر مقام کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان رکھا۔

کہتے ہیں میرے والد کہتے تھے میں نہیں جانتا انہوں نے اس کا ذکر کیا تھا میری طرف رسول اللہ سے۔ آپ دو رکعت میں یہ پڑھتے تھے :

قل ھو اللّٰہ احد اور قل یا ایھا الکافرون

اس کے بعد واپس لوٹے بیت اللہ کی طرف اور حجر اسود کا استلام کیا۔اس کے بعد دروازہ سے نکل کر صفا کی طرف گئے، جب قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھی :

ان الصفا والمروة من شعائر الله ۔ (سورۃ بقرہ : آیت ۱۵۸)

آغاز کیا اس کے ساتھ جس کے ساتھ اللہ نے ابتداء کی ہے۔صفا سے ابتداء کی اور اس پر چڑھے حتیٰ کہ جب بیت اللہ کو دیکھا تکبیر کہی اور تہلیل کہی اور پڑھا :

لا اله الا الله وحده لا شريك له الملك وله الحمد يحي ويميت وهو على كل شيء قدير لا اله الا الله نجز وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده

اس کے درمیان دعا کی اور تین بار یہی دعا پڑھی۔اس کے بعد مروہ کی طرف جانے کے لئے اُترے حتیٰ کہ جب ان کے قدم اُکھڑنے لگے تو آپ نے بطن وادی میں رمل کیا حتیٰ کہ جب اُوپر چڑھے تو پاؤں پاؤں چلتے گئے کہ مروہ پر آگئے اور مروہ پر بھی وہی کچھ کیا جو صفا پر کیا تھا۔ جب آخر چکر آیا مروہ پر تو فرمایا :

''اگر میں اپنے مستقبل کے معاملے کو جانتا تو میں پیچھے نہ ہٹتا اور میں قربانی کا جانور نہ چلا کر لاتا اور اس کو میں عمرہ بنا دیتا۔تم لوگوں میں سے جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ اب احرام کھول دے۔اور اس سارے عمل کو عمرہ بنا دے''۔

لہٰذا سارے لوگوں نے یہی کچھ کیا اور انہوں نے بال کتروائے سوائے نبی کریم ﷺ کے۔اور وہ لوگ جن کے پاس قربانی کے جانور تھے وہ چلا کر لائے تھے لہٰذا سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑے ہوگئے اور کہا یا رسول اللہ کیا یہ طریقہ ہمارے لئے اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر فرمایا تحقیق عمرہ داخل ہوگیا ہے حج میں یعنی اس طرح دو مرتبہ فرمایا۔اور فرمایا کہ نہیں صرف اس سال کے لئے نہیں ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے یہی طریقہ ہوگا۔حضرت علی ﷛ نبی کریم ﷺ کے بُدن (قربانی کے جانور) لے کر آئے۔سیدہ فاطمہ کو انہوں نے پایا ان لوگوں میں جو احرام کھول چکے تھے اور رنگ دار کپڑے پہن لئے تھے اور سُرمہ لگا لیا تھا۔حضرت علی نے ان کی اس بات کو ناپسند کیا۔سیدہ فاطمہ نے بتایا کہ میرے والد نے مجھے حکم دیا ہے اس کا۔

حضرت علی ﷛ عراق میں تھے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت لے کر گیا اس چیز کے بارے میں جو انہوں نے کی تھی، میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھنا چاہتا تھا اس چیز کے بارے میں جو مجھے ذکر کیا گیا تھا ان کے بارے میں اور جس کو میں نے ناپسند کیا تھا۔ حضور ﷺ نے (سیدہ کی تصدیق فرمائی)۔فرمایا کہ وہ سچ کہتی ہے۔(اچھا یہ بتائیے کہ) تم نے کیا کہا تھا جب تم نے حج کو لازم کیا یعنی احرام باندھا۔

کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ اے اللہ میں احرام باندھ رہا ہوں اس کے لئے جس کا احرام تیرے رسول نے باندھا ہے۔حضور ﷺ نے (حضرت علی ﷛ سے کہا) بے شک میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے لہٰذا تم احرام نہ کھولو۔کہتے ہیں قربانی والوں کی جماعت تھی جس کو حضرت علی ﷛ یمن سے لے کر آئے تھے۔اور جو جماعت رسول اللہ ﷺ مدینے سے لائے تھے سب مل کر ایک سو (۱۰۰) تھے۔اس لئے سب لوگوں نے احرام کھول لیا اور سر کے بال کتروالئے سوائے نبی کریم ﷺ کے اور ان کے جن کے ساتھ قربانی کا جانور تھا۔جب یوم ترویہ آیا (سات تاریخ) تو سب لوگ منیٰ کی طرف روانہ ہوگئے انہوں نے حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور منیٰ میں جا کر نماز ظہر عصر مغرب عشاء اور فجر ادا کی۔پھر تھوڑی دیر ٹھہرے حتیٰ کہ سورج طلوع ہوگیا، پھر آپ نے حکم دیا کہ بالوں کا بنا ہوا خیمہ نمرہ میں نصب کیا گیا (عرفات کے دامن میں) اور رسول اللہ ﷺ چلے۔ حتیٰ کہ نہیں شک کیا قریش نے مگر یہ کہ وہ لوگ کھڑے ہوئے شعر الحرام کے پاس جیسے قریش کرتے تھے جاہلیت میں، وہاں سے آگے بڑھے رسول اللہ ﷺ حتیٰ کہ عرفہ میں آئے۔آپ نے دیکھا کہ خیمہ نصب ہو چکا تھا حضور ﷺ مزدلفہ سے تجاوز کر گئے (وہاں قیام نہیں کیا) حتیٰ کہ عرفات میں آ گئے آپ، وہاں پر اپنے لئے خیمہ نصب کیا ہوا پایا مقام نمرہ پر آپ وہاں پر اُترے حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا۔

آپ ﷺ نے حکم دیا، آپ کی اُونٹنی قصوا پر پلان رکھی گئی ۔آپ اس پر سوار ہوئے بطن وادی میں آئے ،آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا :

۱۔ بے شک تمہارے خون ۔

۲۔ تمہارے مال تمہارے اُوپر حرام ہیں (محترم ہیں) جیسے یہ دن محترم ہے اور یہ مہینہ محترم ہے جیسے یہ شہر محترم ہے۔

۳۔ خبردار بے شک ہر شئی امر جاہلیت میں سے میرے قدموں تلے دفن ہے۔

۴۔ جاہلیت کے سارے خون (قتل) میرے قدموں تلے (دفن) ہیں۔

۵۔ اور سب سے پہلا خون جس کو میں ضائع قرار دیتا ہوں ہمارے خونوں میں سے (ہمارے آدمیوں کا) وہ خون ہے ابن ربیعہ بن حارث کا۔ جو کہ بنوسعد میں دودھ پیتا تھا۔ اس کو قبیلہ ھذیل والوں نے قتل کر دیا تھا۔

۶۔ اور جاہلیت کے سارے سود مدفون ہیں۔

۷۔ اور سب سے پہلا سود جس کو میں ضائع قرار دیتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ بے شک وہ سارا کا سارا معاف ہے۔

۸۔ اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو بے شک تم لوگوں نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے۔

۹۔ اور تم نے ان کی شرمگاہوں کو (ان کی عزتوں کو) حلال بنایا اللہ کے کلمے کے ساتھ۔

۱۰۔ تمہارے حق میں ان پر یہ لازم ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو کسی سے نہ روندنے دیں جو تم ناپسند ہی کرو گے۔

۱۱۔ اگر وہ ایسا کریں (یعنی تمہاری عزت کسی اور کو دیں) تو تم ان کو مارو (پٹائی کرو)۔ ایسا مارنا جو ضرب شدید نہ ہو (ہلکا مارو جس سے زخمی نہ کردو)۔

۱۲۔ اور عورتوں کا حق تمہارے اُوپر لازم ہے کہ ان کو رزق دینا ہے (کھانے پینے کا انتظام کرنا ہے ان کے لئے)۔

۱۳۔ اور کپڑا لتّا دینا ہے ان کو دستور کے یعنی اپنی حیثیت کے مطابق۔

۱۴۔ تحقیق میں نے تمہارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے کہ اس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے اگر تم اس کے ساتھ چمٹے رہو گے۔ تو وہ ہے کتاب اللہ۔

۱۵۔ ہاں تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تم لوگ کیا بتاؤ گے (اللہ کے ہاں)؟ صحابۂ کرام نے جواب دیا ہم یہ جواب دیں گے کہ آپ نے دین پہنچا دیا تھا امانت پوری پوری ادا کر دی تھی اور آپ نے خیرخواہی کا حق ادا کر دیا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے بعد اپنی شہادت کی اُنگلی آسمان کی طرف بلند کر کے لوگوں کی طرف جھکائی اور فرمایا اللّٰھم اشھد ، تین بار کہا۔ اے اللہ تو گواہ رہنا۔

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھی اس کے بعد معاً اقامت پڑھی۔ حضور ﷺ نے ظہر پڑھائی اس کے بعد اس نے اقامت پڑھی آپ نے عصر پڑھائی۔ دونوں نمازوں کے درمیان اور کوئی شئی نہیں پڑھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے حتی کہ موقف پر آئے (جہاں قیام ضروری ہے عرفات میں) آپ ﷺ نے ایسا رخ اختیار کیا کہ اونٹنی کا پیٹ ان چٹانوں کی طرف کر دیا (جو جبلِ رحمت سے نیچے بچھی ہوئی تھیں او ر پیدل چلنے والوں کا راستہ اپنے سامنے رکھا۔ اور اپنا منہ قبلے کی طرف کیا۔ بس (وہاں قیام کے دوران دعائیں کرتے رہے) حتی کہ سورج وہیں غروب ہو گیا (نو ذوالحجہ کا)۔ اور تھوڑی سی صفرت (پیلی روشنی) ختم ہو گئی اور سورج مکمل غائب ہو گیا۔ آپ نے اس وقت اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور حضور ﷺ چل پڑے (نماز مغرب ادا کئے بغیر)۔ آپ ﷺ نے قصواء کی مہار (کھینچ کر) تنگ کر دی اس قدر اس کا سر اس کے پالان کی لکڑیوں کے قریب پہنچ گیا۔ اور ہاتھ سے اشارہ کیا اے لوگو! آرام آرام سے (چلو)۔ جیسے ہی کوئی پہاڑی راستے میں آتی پہاڑیوں

میں سے حضور ﷺ اس کی مہار ڈھیلی کر دیتے تھوڑی سی۔حتی کہ وہ اس پر چڑھ جاتی اسی طرح کرتے مزدلفہ میں پہنچ گئے آپ نے وہاں پر نمازِ مغرب اور عشاء اکٹھے ادا کی ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ اور ان دونوں کے درمیان اور کوئی نماز وغیرہ نہیں پڑھی۔

اس کے بعد حضور ﷺ لیٹ گئے حتی کہ فجر طلوع ہوگئی پھر آپ نے نمازِ فجر پڑھائی جب ان کے لئے صبح واضح ہوگئی اذان اور اقامت کے ساتھ۔اس کے بعد آپ قصواء پر سوار ہوکر مشعر الحرام پر آئے اور اس کے اُوپر چڑھے۔پس اللہ کی حمد کی یعنی الحمد للہ ، لا اللہ الا اللہ ، اللہ اکبر پڑھا۔دیر تک وہاں کھڑے رہے (یعنی اُونٹنی کو کھڑا رکھا) حتی کہ خوب سفیدی ہوگئی۔اس کے بعد وہاں سے سورج نکلنے سے پہلے ہی روانہ ہوگئے اور فضل بن عباس کو سواری پر پیچھے بٹھایا۔

فضل خوبصورت جوان تھے،خوبصورت بال اور سفید گورا رنگ۔جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو عورتیں وہاں سے گذریں۔فضل نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا،لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فضل کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا اور اس کے چہرے کو دوسری طرف پھیر دیا۔لہٰذا فضل نے دوسری طرف سے چہرا پھیرلیا،لہٰذا حضور ﷺ نے پھر اس کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا پھر اس نے دوسری طرف سے چہرا پھیرلیا۔حتی کہ جب وادی محسّر میں پہنچے (یہ نام اس لئے پڑا کہ اصحاب الفیل اس جگہ ہلاک کئے گئے تھے) تھوڑا انہوں نے اپنی سواریوں کو حرکت دی پھر درمیان والے راستے پر آگئے جو راستہ آپ کو جمرہ کبریٰ کی طرف نکالتا ہے،حتی کہ اس جمرے پر پہنچے جو مسجد کے پاس ہے۔

اس کو انہوں نے سات کنکریاں ماریں ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے رہے۔کنکریاں چھوٹی ٹھیکری کی مثل تھیں وہ انہوں نے بطن وادی میں کھڑے ہوکر ماری تھیں۔اس کے بعد آپ قربان گاہ کی طرف پھر گئے تھے وہاں پر انہوں نے تریسٹھ اُونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کئے تھے۔باقی جو پیچھے رہ گئے تھے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیئے انہوں نے ذبح کئے تھے۔آپ نے ان کو اپنی قربانی میں شریک کرلیا تھا۔اس کے بعد آپ نے حکم دیا ہر ہر اونٹ سے گوشت لے کر ہنڈیا میں ڈالا گیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو پکایا اور دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی طرف لوٹ گئے۔آپ ﷺ نے مکہ میں ظہر ادا کی پھر بنوعبد المطلب کے پاس آئے وہ زم زم کے کنویں سے پانی پلاتے تھے۔حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ بنوعبد المطلب سے ڈول لے لو (یعنی ڈول بھر بھر کر خود ہی پیو)۔اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ تم سے غالب آجائیں گے تمہارے پلانے کے منصب پر (اور پھر سارے لوگ خود بھر کر پئیں گے) تو میں خود بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا۔صحابہ حضور ﷺ کو ڈول بھر کر تھمایا اور آپ نے اس میں سے پیا۔

یہ الفاظ حدیث حسن بن سفیان کے ہیں مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔

(کتاب الحج۔حجۃ النبی ﷺ۔حدیث ۱۴۷ ص ۸۸۶۔۸۹۲)

مگر اس نے نہیں ذکر کیا آپ کا قول کہ ''وہی زندہ ہے وہی مارتا ہے''۔

قربانی کے جانور کو شعار کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے ،ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ،ان کو یونس بن حبیب نے ،ان کو ابوداؤد نے ،ان کو شعبہ نے اور ہشام نے قتادہ سے۔اس نے ابوحسان اعرج سے،اس نے ابن عباس سے،یہ کہ رسول اللہ جب ذوالحلیفہ کے قیام پر آئے ،آپ نے اپنے قربانی کے جانور اشعار کیا یعنی ان کی کوہان کی دائیں جانب سے چیر کر تھوڑا سا کٹ لگا کر خون نکال کر (نشان زدہ کر دیا کہ جو اللہ کے گھر کی قربانی کا جانور ہے)۔(مسلم۔کتاب الحج۔باب تقلید الہدیٰ۔حدیث ۲۰۵ ص ۹۱۲)

شعبہ کہتے ہیں کہ پھر اس سے خون صاف کر دیا تھا اور ہشام کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے اس سے خون صاف کر دیا تھا اور حج کا تلبیہ پڑھا اور سواریوں کے پاس بھی تلبیہ پڑھا۔اور اس کے گلے پر جوتے کا ٹکڑا لٹکا دیا (نشانی کے طور پر)۔شعبہ نے کہا ہے کہ میں نے یہ حدیث سفیان ثوری کو بیان کی تو انہوں نے کہا،اور وہ تھا دنیا میں مثل قتادہ کے،یعنی اس حدیث میں مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شعبہ سے اور ہشام سے۔

(۴)　ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس عبداللہ بن حسین قاضی نے کھجور کے ساتھ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن ابواسامہ نے، ان کو ابوعاصم نبیل نے ابن جریج سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی صالح نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ نبی کریم نے اس وقت تلبیہ پڑھا تھا جب آپ اپنی سواری پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تھے اور وہ کھڑی ہوئی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعاصم سے۔ (کتاب الحج۔ فتح الباری ۴۱۲/۳)

اور مسلم نے نقل کیا ہے دوسرے طریق پر۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۸ ص ۸۴۵)

رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ ....　(۵) ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ فرکی نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو خبر دی مالک نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو قعنبی نے، اس نے مالک سے، اس نے نافع سے اس نے عبداللہ بن عمر سے۔ یہ کہ رسول اللہ کا تلبیہ یہ تھا:

لبيك اللّٰهم لبيك ، لبيك لا شريك لك لبيك انّ الحمد و النعمة لك و الملك لا شريك لك

میں حاضر ہوں اے اللہ میں تیرے پاس حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں بے شک ساری تعریفیں اور ساری نعمتیں تیری ہیں، ملک وحکومت تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

کہتے ہیں حضرت ابن عمر تلبیہ میں یہ اضافہ کرتے تھے، لبیک وسعدیک والخیر بیدک، میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کر رہا ہوں اور ہر خیر تیرے قبضے میں ہے۔ والرغبآء الیک والعمل، اور رغبت کرنا اور عمل کرنا تیرے لئے ہے۔۔۔۔۔۔ بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث مالک سے۔ (بخاری۔ کتاب الحج۔ حدیث ۱۵۴۹۔ فتح الباری ۴۰۸/۳۔ مسلم کتاب الحج باب التلبیۃ وصفتہا حدیث ۱۹ ص ۸۴۱)

(۶)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صنعانی نے، ان کو ابوعاصم نے، ان کو ابن جریج نے، ان کو خبر دی ابومحمد بن زیاد عدل نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو علی بن خشرم نے، ان کو خبر دی عیسیٰ بن یونس نے ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عطاء نے، ان کو خبر دی ابن عباس نے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فضل بن عباس کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا تھا جمع سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن عباس نے یہ کہ فضل نے اس کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ تلبیہ پڑھتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے رمی کی (مارا) جمرہ عقبہ کو۔

الفاظ ہیں حدیث عیسیٰ کے اور حدیث ابوعاصم مختصر ہے تلبیہ میں ہے فقط۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعاصم سے۔
(کتاب الحج۔ فتح الباری ۵۳۲/۳)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے علی بن خشرم سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ استحباب ادامۃ الحاج التلبیۃ۔ حدیث ۲۶۷ ص ۹۳۱)

آقائے دوجہاں کی رمی کرنا ....　(۷) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوطاہر محمد آبادی نے، ان کو ابوقلابہ نے، ان کو ابوعامر عقدی نے، ان کو ایمن بن نابل نے، ان کو قدامہ بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ جمرہ عقبہ کی رمی کر رہے تھے سرخ اونٹنی پر سوار تھے (بڑے پرسکون طریقے سے) نہ دھکم پیل تھی نہ ہانکنا بھاگنا تھا نہ ہٹو بچو کی صدا تھی۔
(ترمذی۔ کتاب الحج۔ حدیث ۹۰۳ ص ۲۳۸/۳۔ نسائی۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۳۰۳۵۔ مسند احمد ۴۱۳/۳)

(۸)　ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن بکر نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے، ان کو حفص نے ہشام سے، اس نے ابن سیرین سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی تھی قربانی والے دن۔ پھر اپنی منزل کی طرف لوٹ گئے تھے منیٰ میں۔ پھر آپ نے قربانی کا جانور منگوایا اور وہ ذبح کیا گیا، پھر سر مونڈنے والے کو بلایا اس نے سر پہلے بائیں جانب اور پھر دائیں جانب اس کو مونڈ دیا۔ آپ نے پھر پوچھا کہ کیا یہاں پر ابوطلحہ ہے پھر وہ ابوطلحہ کو دے دی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن علاء سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج ص ۹۴۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو بکر قطان نے، ان کو ابو الازہر نے، ان کو حبان بن ہلال نے، ان کو ابان نے، ان کو یحییٰ نے، یہ کہ ابو سلمہ نے ان کو حدیث بیان کی کہ محمد بن عبداللہ بن زید نے، اس کو حدیث بیان کی ہے کہ ان کا والد قربان گاہ میں حاضر تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس، ان کے اصحاب کے درمیان قربانیاں تھیں مگر نہ اس کو کچھ پہنچا نہ ہی اس کے ساتھی کو۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مونڈ وایا تھا ایک کپڑے میں، پھر وہ اسے دے دیا۔ اس نے اس کو تقسیم کر دیا لوگوں میں اور آپ نے اپنے ناخن تراشے وہ ان کے ساتھی کو دے دیئے۔ بے شک وہ بال ہمارے پاس ہیں جو کہ حنا اور کتم کے ساتھ رنگے ہوئے ہیں۔

مسلمان کی جان و مال عزت آبرو کی حفاظت واحترام کرنا .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابو عمر و بسطامی نے، ان کو ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو ابو یعلیٰ موصلی نے، ان کو ابو بکر بن ابو شیبہ نے، ان کو عبدالوہاب نے، ان کو ایوب نے، ان کو ابن سیرین نے، ان کو ابن ابو بکرہ نے ابو بکرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، انہوں نے فرمایا بے شک زمانہ اپنی اسی ہئیت وصورت پر گردش کر رہا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان تخلیق فرمائے تھے سال بھی (اس وقت سے آج تک) بارہ مہینوں کا ہے۔ ان میں سے چار ماہ حرمت کے حامل ہیں (اس وقت سے اب تک)۔ تین ماہ مسلسل ہیں ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا رجب ماہ مُضر جو جمادی ثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے۔

اس کے بعد انہوں نے پوچھا کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور نے تھوڑی سی خاموشی اختیار کی، حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ شاید اس ماہ کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی جی ہاں ہے۔ پھر پوچھا کہ یہ شہر کونسا ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پھر آپ خاموش ہو گئے، حتیٰ کہ ہم نے سوچا کہ اس کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا کیا یہ بلد الحرام (حرمت والا) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی کہ جی ہاں بالکل ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ دن کونسا ہے؟ ہم نے بتایا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں؟ کہتے ہیں پھر آپ خاموش ہو گئے، ہم نے سمجھا کہ شاید اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر خود ہی فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بے شک تمہارے خون، تمہارے مال (محمد نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں) فرمایا تھا اور تمہاری عزتیں حرام ہیں (محترم ہیں) تمہارے اُوپر جیسے آج کا دن محترم ہے جیسے تمہارا یہ شہر محترم ہے۔ تم بہت جلدی اپنے رب سے ملو گے۔ وہاں پر تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا تم لوگ میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ بعض تمہارا بعض کی گردنیں مارتا ہے۔ چاہیئے ہر موجود شخص کو کہ غیر موجود تک یہ پیغام پہنچادے، شاید کہ بعض وہ شخص جس تک بات پہنچائی جائے وہ اس کو زیادہ محفوظ اور یاد رکھنے والا ہوتا ہے اس کی بنسبت جس نے براہ راست سنی تھی۔ اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے (پیغام الٰہی)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے، اس نے عبدالوہاب ثقفی سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو بکر بن ابو شیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب القسامۃ ص ۱۳۰۵/۳)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو الفتح محمد بن احمد بن ابو الفوارس حافظ نے بغداد میں، ان کو خبر دی احمد بن یوسف نے، ان کو حارث بن محمد نے، ان کو ابو علی صواف نے، ان کو محمد بن یحییٰ مروزی نے، ان کو عاصم بن علی نے، ان کو عاصم بن محمد نے واقد بن محمد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا، خبردار کونسا مہینہ جانتے ہو کہ سب سے بڑی حرمت والا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہی مہینہ ہے۔ پھر پوچھا کہ تم کس شہر کو سب سے زیادہ حرمت والا سمجھتے ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ اسی شہر کو۔ پھر پوچھا کہ تم لوگ کون سے دن کو سب سے زیادہ حرمت والا جانتے ہو؟ لوگوں نے بتایا یہی دن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اُوپر تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری عزتیں حرام کر دی ہیں مگر ان کے حق کے ساتھ (حرام ہیں)۔ جیسے تمہارا یہ دن محترم ہے تمہارا یہ شہر محترم ہے۔ کیا میں نے (پیغام الٰہی) پہنچا دیا ہے۔ تین بار فرمایا کہ ہر بار صحابہ جواب دیتے رہے، جی ہاں۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عاصم بن علی سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابو اسحاق مزکی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو ابن لہیعہ نے اور ابن جریج نے، ان کو ابوزبیر نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کرتے دیکھا تھا۔ پہلے دن چاشت کے وقت یہ ایک دن تھا اور بہر حال اس کے بعد تو زوال آفتاب بعد رمی کی تھی۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن جریج سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو علی بن بحر نے اور عبداللہ بن سعید معنی نے، ان کو ابوخالد احمر نے محمد بن اسحاق سے، اس نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ آخری دن لوٹے تھے جب آپ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تھی پھر وہ منیٰ کی طرف لوٹ گئے تھے اور وہاں پر ایام تشریق کی راتیں ٹھہرے رہے جمرہ کی رمی کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ ہر جمرے کو سات کنکریاں مارتے تھے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے اور پہلی اور دوسری باری پر کھڑے ہو جاتے تھے اور لمبا قیام کرتے اور تضرع کرتے اور تیسرے کو مارتے اور اس کے پاس نہیں کھڑے ہوتے تھے۔ (ابوداؤد ۲/۲۰۱)

حضور ﷺ کی کُلّی اور دعا کی برکت کا ظہور............ (۱۴) ہمیں خبر دی ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے بغداد میں، ان کو حسین بن یحییٰ بن عیاش نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح نے، ان کو عبیدہ بن حمید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن ابوزیاد نے، اس نے سلیمان بن عمرو بن الاحوص نے، اس نے اپنی ماں سے، وہ کہتی ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو جمرہ عقبہ پر دیکھا سوار تھے اور ان کے پیچھے آدمی تھا جو ان کو چھپا رہا تھا لوگوں کی رمی سے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تھا، اے لوگو! بعض تمہارا بعض کو قتل نہ کرے اور جو شخص جمرہ عقبہ کی رمی کرے اس کو چاہئے کہ وہ ٹھیکری کی مثل چھوٹی کنکری سے کرے، کہتے ہیں کہ میں نے ان کی اُنگلیوں کے درمیان پتھر دیکھا۔ کہتی ہے کہ حضور نے رمی کی پھر لوگوں نے بھی رمی کی، کہتی ہیں کہ پھر آپ لوٹ آئے۔

ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا۔ اس کو کوئی بیماری تھی (یا اس پر اثر تھا) اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میرا یہ بیٹا بیمار ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو حکم دیا وہ بعض خیموں میں سے ایک پتھر کا برتن لے آئی۔ اس میں پانی لائی، حضور نے اس میں سے ہاتھ سے پانی لے کر کلی کر کے اس میں ڈال دی اور دعا کر کے وہ ہاتھ اس میں ڈال دیئے پھر اس سے کہا کہ اس کو پلائے اور اس سے نہلائے۔ کہتے ہیں میں اس عورت کے پیچھے پیچھے گیا۔ میں نے کہا مجھے بھی اس میں سے تھوڑا سا پانی دیجئے۔ اس نے کہا کہ اس میں سے لے لیجئے۔ میں نے اس میں سے لے لیا۔ میں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا وہ زندہ رہا اور نیک بنا۔ کہتی ہے کہ میں اس عورت سے ملی میں نے گمان کیا کہ اس کا بیٹا صحت یاب ہو گیا اور وہ ایسا لڑکا بن گیا کہ اس سے بہتر کوئی نہیں تھا۔ (ابوداؤد ۲/۲۰۰)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی نے، ان کو ابویُعلیٰ نے، ان کو علی بن جعد نے، ان کو ربیع بن صبیح نے یزید سے جو قاشی ہیں، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے حج کیا پلان پر اور ایک پوش سواری پر جو چار درہم سے زیادہ قیمتی نہ ہوگا اور فرمایا :

اللھم حجة لا ریاء فیھا و لا سمعة

اے اللہ! اس حج کو قبول فرما، جس میں نہ ریا کاری اور دکھاوا اور نہ ہی شہرت پسندی کا جذبہ ہے (بلکہ مقصد حصول رضا الٰہی ہے۔ (ترمذی)

☆☆☆

باب ۲۴۲

۱۔ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ کا لوگوں کو اپنی موت کی خبر دینا۔

۲۔ پھر حضور ﷺ کا اپنے خطبے میں یہ خبر دینا کہ شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ تمہاری سرزمین پر اس کی عبادت نہیں کی جائے گی بلکہ وہ اس سے ماسوا پر راضی ہو گیا، پھر ویسا ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ابو عبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو بن عبدالوہاب فراء نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے ان کو خبر دی ابو عمیس نے قیس بن مسلم سے، اس نے طارق بن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ یہود میں سے ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے امیر المؤمنین تمہاری کتاب میں ایک ایسی آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم لوگوں پر یعنی یہودی جماعت پر اُترتی تو ہم اس دن کو عید کا دن ٹھہراتے۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے؟ اس نے بتایا:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بے شک البتہ خوب جانتا ہوں اس دن کو جس دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اچھی طرح جانتا ہوں اس مقام کو بھی جہاں نازل ہوئی تھی۔ یہ آیت حضور ﷺ پر جمعہ کے دن عرفات میں نازل ہوئی تھی، گویا کہ ایک چھوڑ کر ہمارے ہاں تو اس دن دہری خوشی اور عید کا دن تھا اب بھی اسی طرح ہوتا ہے کہ جمعہ ہمارے لئے ہمیشہ مقدس ہے اور مقام عرفات کی حاضری لاکھوں کروڑوں انسانوں کی مغفرت حج کی وجہ سے مقدس ہے جو کہ کسی طرح عید سے کم نہیں اور اس کے ساتھ اگلے دن دسویں کو تو اسلام کی متفقہ اور مسلمہ ہیں عید عید الاضحیٰ ہے۔ (مترجم)

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں حسن بن صباح سے، اس نے جعفر بن عون سے اور مسلم نے روایت کیا ہے عبد بن حمید سے، اس نے جعفر سے۔
(بخاری۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۴۵۔ فتح الباری ۱/۱۰۵۔ ۸/۲۷۰۔ مسلم۔ کتاب التفسیر ص ۴/۲۳۱۳۔ ترمذی ۵/۲۵۰)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو عمار بن ابو عمار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم ابن عباس کے پاس بیٹھے تھے۔ ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا۔ ابن عباس نے یہ آیت پڑھی:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

اس یہودی نے کہا اگر یہ آیت ہم لوگوں میں اُترتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ ابن عباس نے جواب دیا وہ تو نازل ہی یوم عید میں ہوئی ہے۔ جمعہ کا دن تھا اور عرفہ کا دن تھا۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۰۴۴ ص ۵/۲۵۰)

سورۃ الفتح سے مراد حضور ا کا اجل مراد ہے
حضرت ابن عباس کا فرمان

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو علی بن مؤمل بن حسن بن عیسیٰ نے، اس کو محمد بن ایوب سے، ان کو خبر دی عمرو نے، ان کو ابو عوانہ نے، ان کو ابو بشر نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے بدر کے شیوخ میں داخل کرتے تھے اور شمار کرتے تھے۔

بدری شیوخ نے پوچھا آپ ان کو ہمارے ساتھ کیوں ملاتے ہو اس جیسے تو ہمارے بیٹے ہیں (یعنی یہ ہمارے بیٹوں کے برابر ہے)۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ یہ کون ہے تم خوب جانتے ہو؟

کہتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے ان لوگوں کو بلایا اور مجھے بھی ان کے ساتھ داخل کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دن انہوں نے مجھے اس لئے بلایا تھا کہ ان کو میرے بارے میں کچھ دکھائیں۔ حضرت عمر نے شیوخ سے سوال کیا کہ اذا جآء نصر اللہ والفتح الخ کے بارے میں تم لوگ کیا کہتے ہو؟ (کہ اس کا کیا مقصد ہے اور اس میں کیا پیغام ہے؟)۔ بعض نے جواب دیا۔ اللہ کی نصرت اور فتح آ چکی ہے۔ لہٰذا اللہ کی حمد کریں اس کا شکر ادا کریں، استغفار کریں کیونکہ اس میں ہمارے اُوپر فتح ہوئی ہے اور کچھ لوگ چپ رہے۔ حضرت عمر نے پوچھا تم بھی ایسے کہتے ہو اے ابن عباس؟ میں نے کہا:

هو اجل النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اعلمه ایاه

کہ اس سورت میں نبی کا کریم ﷺ کا اجل اور موت کا وقت قریب آنا مراد ہے، اللہ نے خاص طور پر ان کو آگاہ فرمایا ہے:

اذاجآء نصر اللّٰہ والفتح فذا لك علامة اجلك

اللہ کی نصرت اور فتح آ چکی ہے یہ تیرے اجل کی علامت اور نشانی ہے۔ لہٰذا

فسبح بحمد ربك واستغفره ۔ (ترجمہ) لہٰذا اپنے رب کی حمد اور استغفار کیجئے۔

حضرت عمر نے فرمایا:

ما اعلم منها الا تعلم ۔ (ترجمہ) اس بارے میں میں جو کچھ سمجھتا ہوں آپ بھی وہی سمجھتے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں نعمان بن ابوعوانہ سے۔ (بخاری۔التفسیر۔حدیث ۴۹۷۰۔ فتح الباری ۷۳۴/۸)

حضرت ابن عباس کی فضیلت .... (۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن ابوجعفر نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو ابن مہدی نے، ان کو سفیان نے حبیب سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت عمر نے صحابہ سے پوچھا تھا اللہ کے اس فرمان کے بارے میں:

اذا جآء نصر اللّٰہ والفتح

انہوں نے بتایا کہ اس سے مراد مدائن کی فتح اور محلات کی فتح مراد ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا، آپ کیا کہتے ہیں اے ابن عباس؟ انہوں نے فرمایا:

اجل او مثل ضرب لمحمد صلی اللّٰہ علیه وسلم نعیت الیه نفسه

اجل مراد ہے یا مثل ہے جو محمد ﷺ کے لئے بیان کی گئی ہے یعنی ان کی ذات کو موت کی اطلاع دی گئی ہے (یعنی عظیم مقصد کے لئے بھیجے گئے تھے وہ پورا ہو گیا ہے اب واپس بلا لیا جائے گا)۔ (بخاری نے عبداللہ سے روایت کی ہے۔ فتح الباری ۷۳۴/۸)

حضور ﷺ کا امانت کو ادا کرنے کی ترغیب دینا .... (۵) ہمیں خبر دی ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابوحامد مقری نے، ان کو ابوالعباس اصم رحمۃ اللہ علیہ نے، ان کو ابوعلی حسن بن اسحاق بن منیر عطار نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو خبر دی موسیٰ بن عبید ریدی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی صدقہ بن یسار نے، ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی:

اذا جآء نصر اللّٰہ والفتح

رسول اللہ ﷺ ایام تشریق کے وسط میں، انہوں نے سمجھ لیا اس آیت کا نازل ہونا رخصت ہونا ہے (یعنی جانے کا اشارہ ملا ہے)۔ آپ ﷺ نے اپنی اُونٹنی قصواء پر پلان اور کجاوہ رکھنے حکم دیا وہ رکھا گیا آپ سوار ہو گئے اور عقبہ میں وقوف کیا، لوگ جمع ہو گئے۔ انہوں نے حدیث ذکر کی خون معاف کرنے اور ربا معاف کرنے اور زمانے کی گردش کے بارے میں۔ پھر فرمایا :

انما النسیئ زیادة فی الکفر یضل به الذین کفروا یحلونه عاما و یحرّمونه عاما

حرمت شہور کو مؤخر کرنا کفر میں زیادتی ہے اس کے ذریعے وہ لوگ گمراہ کئے جاتے ہیں جو کافر ہیں، ایک سال ان کی حرمت مناتے ہیں تو ایک سال ان کو حلال قرار دے لیتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ لوگ ماہ صفر کو ایک سال حرام قرار دیتے تھے اور ایک سال حلال، پھر ایک سال حرام یہی عمل نسیئ تھا۔

اے لوگو! جن کے پاس کوئی امانت ہو وہ ادا کردے اس کے پاس جس نے اس کو اس پر امین ٹھہرایا تھا۔ اے لوگو! کسی آدمی کے لئے یہ حلال نہیں ہے اس کے بھائی کے مال میں سے کوئی شی ء مگر اس قدر جس کے ساتھ اس کا دل خوش ہو۔

راوی نے آگے ذکر کی ہے۔ اسی طرح اس روایت میں ہے اور ذکر کیا جاتا ہے ابوسعید سے وہ جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ فتح مکہ والے سال نازل ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

گمراہی سے بچنے کے لئے دو چیزوں کو لازم پکڑنا .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے محمد بن عمر بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے حجۃ الوداع کا قصہ ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں پھر رسول اللہ سوار ہوئے سواری پر اور لوگ جمع ہو گئے۔ تحقیق انہوں نے ان کو حج کے احکامات سکھائے۔ آپ نے فرمایا، لوگو! سنو جو میں تم لوگوں سے کہہ رہا ہوں بے شک میں نہیں جانتا کہ شاید میں تم سے مل سکوں اس سال کے بعد اس مقام پر :

فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی هذا فی هذا الموقف

پھر راوی نے آپ ﷺ کا خطبہ ذکر کیا۔ اس کے آخر میں آپ نے فرمایا، سنو اے لوگو! میری بات بے شک میں نے تمہارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کے ساتھ چمٹے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ دو واضح امر ہیں کتاب اللہ اور تمہارے نبی کی سنت۔

اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے اسی مفہوم میں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مگر اس طرح کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے کبھی بھی اس کے بعد واضح امر ہے کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عمرو بن محمد بن منصور عدل نے، ان کو محمد بن سلمان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو ابن جریج نے، ان کو خبر دی ابواحمد حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن اسحاق نے، ان کو علی بن خشرم نے، ان کو عیسیٰ بن یونس نے ابن جریج سے، ان کو خبر دی ابوالزبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا وہ جمرہ کی رمی کر رہے تھے اپنی سواری پر یوم النحر میں اور فرما رہے تھے :

لتاخذ مناسککم فانی لا ادری لعلی لا احج بعد حجتی هذه

تمہیں چاہئے کہ تم حج کے احکامات سیکھو، میں نہیں جانتا کہ شاید میں نہ حج کرسکوں اس حج کے بعد،

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے علی بن خشرم سے۔ (کتاب الحج۔ باب استحباب رمی جمرۃ العقبہ۔ حدیث (۳۱۰) ۲/۹۴۳)

اور اسی طرح اس کے ساتھ حدیث بیان کی ہے سراء بنت نبہان نے نبی کریم ﷺ کے خطبے میں یوم الرؤس میں ایام تشریق کے وسط میں اس قول تک :

لا ادری لعلی لا القاکم بعد هذا ۔ (ترجمہ) میں نہیں جانتا کہ شاید میں اس کے بعد تمہیں نہ ملوں۔

(ابوداؤد۔ کتاب الحج ۲/۱۹۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو ابومسلم نے، ان کو ابوعاصم نے ربیعہ بن ابوعبدالرحمن بن حصین نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی سرّاء بنت نبہان نے، وہ کہتی ہے کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے فرما رہے تھے حجۃ الوداع میں، اس نے حدیث ذکر کی اور اس نے یہی الفاظ ذکر کئے ہیں۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے ابن ابواویس نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے ثور بن زید دیلی سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا تھا حجۃ الوداع میں اور فرمایا تھا کہ بے شک شیطان نا یوس ہو چکا ہے اس بات سے کہ تمہاری سرزمین پر اس کی عبادت کی جائے، لیکن وہ اس پر راضی ہو گیا ہے کہ اس کے علاوہ دیگر چیزوں میں اطاعت ہو اس میں سے جو تم آپس میں اپنے اعمال کرتے ہو، پس بچ کر رہو۔ اے لوگو! میں تمہارے اندر وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اس کے ساتھ چمٹے رہو گے تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے۔

اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔ بے شک ہر مسلم مسلم کا بھائی ہے۔ مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں۔ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے اس کے بھائی کے مال میں سے مگر صرف وہی جو وہ اس کو خود دے دل کی خوشی سے، نہ ظلم کرنا اور میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ بعض تمہارا بعض کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔

باب ۲۴۳

نبی کریم ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن ابراہیم ہاشمی نے بغداد میں، ان کو ابوجعفر محمد بن عمرو بختری نے، ان کو علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو محمد بن مصعب قرقسانی نے اوزاعی سے، اس نے زہری سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرۃ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ارادہ کیا یہ کہ منیٰ سے روانہ ہوں تو فرمایا تھا بے شک ہم لوگ انشاء اللہ کل صبح اُتریں گے وادی محصب میں خیف بن کنانہ میں جس جگہ پر کفر نے میرے خلاف باہم قسمیں کھائی تھیں۔

وہ یہ بات تھی کہ قریش نے ایک دوسرے کو قسمیں دی تھیں بنو ہاشم کے خلاف اور بنو مطلب کے خلاف کہ ان کے ساتھ نکاح بیاہ، رشتے ناتے ختم کر دو اور میل جول ختم کر دو سوشل بائیکاٹ کر لو حتیٰ کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث اوزاعی سے۔ (بخاری۔ کتاب الحج۔ مسلم۔ کتاب الحج)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو خبر دی افلح بن حمید نے، اس نے قاسم سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتی ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے حج کی راتوں میں۔ قاسم نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ اس نے کہا ہے حتیٰ کہ اللہ نے حج پورا کروا دیا اور ہم لوگ منیٰ سے ہی متفرق ہو گئے اور ہم وادی محصب میں اُترے تھے۔ آپ نے عبدالرحمن بن ابوبکر کو بلایا، پھر اس نے قصہ ذکر کیا ہے عمر نے اس کے ساتھ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم آپ کے پاس وادی محصب میں پہنچے، آپ نے پوچھا کہ کیا تم فارغ ہوگئی ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ پس آپ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ آپ بیت اللہ تک پہنچے اس کا طواف کیا، اس کے بعد آپ نے کوچ کیا مدینے کی طرف متوجہ ہوئے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث افلح سے۔ (بخاری۔ کتاب العمرۃ۔ باب المعتمر اذ طاف العمرۃ۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ باب وجوہ الاحرام)

باب ۲۴۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج اور عمروں کی تعداد

حضور ﷺ نے اُنیس غزوات کئے اور ایک حج کیا

زید بن ادہم کا بیان

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوعمر بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوغسان نے، ان کو زہیر بن معاویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابواسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا تھا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر کتنے غزوات میں شرکت کی تھی؟ زید بن ارقم نے بتایا کہ سترہ غزوات میں، اور کہا کہ مجھے حدیث بیان کی زید نے کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوات لڑے تھے اور انہوں نے حج کیا تھا ہجرت کے بعد صرف حجۃ الوداع، اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا تھا۔

ابواسحاق نے کہا ہے کہ اس سے قبل کوئی اور حج نہیں کیا تھا۔ اور ایک ہی حج کیا تھا مکہ میں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے زہیر سے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب حجۃ الوداع۔ حدیث ۴۴۰۴۔ فتح الباری ۸/۱۰۷۔ مسلم۔ کتاب الحج ص ۲/۹۱۶)

حضور ﷺ نے تین حج کئے مرسل روایت ہے

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو وکیع نے، ان کو سفیان نے ابن جریج سے، اس نے مجاہد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین حج کئے تھے۔ دو حج اس وقت کئے تھے جب وہ مکہ میں تھے ہجرت سے پہلے، اور ایک حج حجۃ الوداع تھا۔ اسی طرح کہا ہے ابن جریج سے یہ محفوظ ہے مرسل روایت کے طور پر۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، ان کو حضرمی نے، ان کو عبداللہ بن زیاد قطوانی نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو سفیان نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے، اس نے حضرت جابر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے تین حج کئے تھے، دو ہجرت سے پہلے کئے تھے اور ایک حج ہجرت کے بعد کیا تھا۔ اس کے ساتھ عمرہ بھی کیا تھا۔ اس وقت چھتیس قربانی کے اُونٹ چلا کر ساتھ لے گئے تھے۔ وہ سب اُونٹ حضرت علی یمن سے لے کر آئے تھے، ان میں ابوجہل کا اُونٹ بھی شامل تھا۔ اس کی ناک میں چاندی کی نکیل ڈلی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو خود نحر کیا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ ہر ہر اُونٹ کا گوشت لے کر پکا گیا آپ نے شوربا پیا تھا (اور گوشت کھایا تھا)۔

زید بن حباب اکیلے ہیں سفیان سے اس کو روایت کرنے والے۔ اور تحقیق مجھے خبر پہنچی ہے محمد بن اسماعیل بخاریؒ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ حدیث غلط ہے سوائے اس کے کہ سفیان ثوری سے مروی ہے۔ انہوں نے ابواسحاق سے، اس نے مجاہد سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے مرسلاً روایت کی ہے، بیچ میں سے صحابی کا نام غائب ہے۔

بخاری نے کہا ہے کہ زید بن حباب جب روایت کرتے تھے بطور اپنے حفظ کے تو بسا اوقات وہ کسی شئ میں غلطی کر لیتے تھے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ قولہ حَجّۃً مَعَهَا عُمْرَۃً یہ بات انس بن مالک نے کہی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو لوگ اس طرف گئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (حج قران کیا تھا) ملایا تھا۔ ان کا یہی کہنا ہے۔ بہر حال جو صحابی اس طرف گیا ہے کہ حضور ﷺ نے حج افراد کیا تھا بے شک شان یہ ہے کہ اس کے نزدیک یہ لفظ حَجّۃً مَعَهَا عُمْرَۃً صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی اسناد وغیرہ میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

حضور ﷺ نے چار عمرے اور ایک حج کیا تھا

(حضرت انس کی روایت)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو ہدبہ نے، ان کو ہمام نے، ان کو قتادہ نے یہ کہ انس نے ان کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے تھے اور وہ سارے ماہ ذیقعدہ میں ہوئے تھے سوائے اس عمرے کے جو آپ کے حج کے ساتھ تھا۔ ایک عمرہ حدیبیہ سے تھا یا زمانہ حدیبیہ ماہ ذیقعدہ میں اور دوسرا عمرہ اگلے سال تھا ذوالقعدہ میں اور تیسرا عمرہ مقام جعرانہ سے ہوا تھا جہاں غنیمتیں تقسیم کی گئی تھیں حنین کی ذیقعدہ میں اور چوتھا آپ کے حج کے ساتھ تھا۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہدبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب العمرۃ۔ حدیث ۱۷۸۰۔ فتح الباری ۳/۶۰۰۔ مسلم۔ کتاب الحج ص ۲/۹۱۶)

حضور ﷺ کے تین عمرے ذیقعدہ اور شوال میں

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبدالاعلیٰ بن حماد سے، ان کو داؤد بن عبدالرحمٰن نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے دو عمرے کئے تھے ذیقعدہ میں اور ایک عمرہ شوال میں۔ (ابوداؤد ۲/۲۰۶۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۲۰)

ذیقعدہ میں حضور ﷺ نے تین عمرے کئے تھے

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان)

(۶) ہمیں خبر دی ابومحمد عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن بالومیہ مزکی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو عمر بن ذر نے مجاہد سے، انہوں نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کئے تھے۔ وہ سارے ذیقعدہ میں تھے (یعنی اس کے سوا جو حج کے ساتھ کیا تھا)۔ (مسند احمد ۲/۱۸۰)

☆☆☆

باب ۲۴۵

رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور سرایا کی تعداد

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوعاصم ضحاک بن مخلد نے یزید بن ابوعبید نے سلمہ بن اکوع سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر سات غزوات لڑے تھے اور زید بن حارثہ کے ساتھ نو غزوات۔ ان غزوات میں رسول اللہ ہمارے اُوپر کوئی امیر مقرر کر دیتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو عاصم سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۷۲۔ فتح الباری ۷/۵۱۷)

سلمہ بن اکوع نے سات غزوات میں اور سات بعوث میں شرکت کی تھی

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن سلمہ نے اور محمد بن اسحاق نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے یزید بن ابوعبید سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا سلمہ بن اکوع سے، وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر سات غزوات کئے تھے اور میں نکلتا رہا ان میں جو لشکر بھیجتے رہے۔ ان سات غزوات میں سے ایک مرتبہ ہمارے اُوپر حضرت ابوبکر امیر تھے، ایک مرتبہ اسامہ بن زید ہوئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۷۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالولید نے، ان کو احمد بن حسن ابن عبدالجبار نے، ان کو محمد بن عباد مکی نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل۔ اور بعوث کے بارے میں کہا ہے کہ نو غزوات تھے۔ ایک مرتبہ ہمارے اُوپر ابوبکر صدیق امیر ہوتے تھے اور ایک مرتبہ اسامہ بن زید۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عباد سے اور اس کو بخاری نے نقل کیا ہے حدیث حفص بن غیاث سے، اس نے یزید سے۔
(بخاری حوالہ بالا مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۳/۱۴۴۸)

حضرت بریدہ نے حضور کے ﷺ ساتھ سولہ غزوات میں شرکت کی

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے، ان کو معمر نے کہمس سے، اس نے ابن بریدۃ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سولہ غزوات لڑے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے احمد بن حنبل سے اور بخاری نے احمد بن حسن ترمذی سے، اس نے احمد بن حنبل سے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۸/۱۵۳۔ مسلم۔ کتاب الجہاد ص ۱۴۴۸)

حضرت بریدہ کے انیس غزوات کا ذکر

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوبکر بن محمد بن حمدان صیرفی، ان کو ابراہیم بن ہلال نے علی بن حسین بن شقیق سے، ان کو حسین بن واقد نے، ان کو عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے انیس غزوات کئے تھے اس نے ان میں سے آٹھ میں قتال کیا تھا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث حسین بن واقد سے۔ (مسلم حوالا بالا ۳/۱۴۴۸)

سترہ غزوات میں رسول اللہ کا ذکر

(۶)　ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو حاجب بن احمد طوسی نے، ان کو عبدالرحیم بن منیب نے، ان کو فضل بن موسیٰ نے، ان کو حسین بن واقد نے بریدہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی ہمارے والد نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سترہ غزوات لڑے تھے اور ان میں سے آٹھ میں انہوں نے بھی قتال کیا تھا۔ اور حضور ﷺ نے چوبیس سریہ روانہ کئے تھے۔ اس نے بدر کے دن بھی قتال کیا اور یوم اُحد میں بھی یوم الاحزاب میں، غزوات مُریسیع میں اور قُدید میں اور خیبر میں مکہ میں اور حنین میں۔

حضرت براء نے حضور ﷺ کے ساتھ پندرہ غزوات میں شرکت کی

(۷)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے، ان کو سعید بن مسعود نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا حضرت براء سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کے ساتھ پندرہ غزوات لڑے تھے میں اور عبداللہ بن عمر ﷺ اکٹھے پیدا ہوئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن رجاء سے، اس نے اسرائیل سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۵۳۶/۸)

حضرت زید بن ارقم سے اُنیس غزوات کا ذکر

(۸)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی عدل نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب شیبانی نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا زید بن ارقم سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اُنیس غزوات لڑے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے کتنے غزوات لڑے ان کے ساتھ؟ انہوں نے بتایا کہ سترہ غزوات۔ میں نے پوچھا کہ ان میں سے پہلا کونسا تھا؟ اس نے کہا العُشیر یا العسیر۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن محمد سے، اس نے وہب بن جریر سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۲۷۹/۷)

حضور کے سترہ غزوات کا ذکر

(یہ روایت زید بن ارقم سے ہے)

(۹)　ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو شعبہ نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے جہاد کئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ انیس غزوات۔ میں نے اس سے کہا آپ نے کتنی جنگیں یا جہاد کئے رسول اللہ کے ساتھ؟ اس نے کہا کہ سترہ۔ میں نے پوچھا ان میں سے پہلا کونسا تھا جو رسول اللہ ﷺ نے غزوہ کیا تھا؟ اس نے کہا کہ ذوالعُشیر ہ یا ذوالعسیر ہ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا اور سلمہ نے حدیث شعبہ سے۔ (بخاری۔ موضع سابق۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۱۴۴۷/۳)

رسول اللہ ﷺ کے اکیس غزوات کا ذکر

(یہ روایت جابر بن عبداللہ سے ہے)

(۱۰)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو زہیر بن حرب نے، ان کو اوح بن عبادہ نے، ان کو زکریا نے، ان کو ابوزبیر نے، جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیس غزوات کئے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے ساتھ

حاضر تھا یوم العقبہ اور میں نے رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوات لڑے تھے اور نہ میں غزوہ بدر میں موجود تھا نہ ہی اُحد میں، میرے والد نے مجھے منع کیا تھا، جب عبداللہ شہید ہو گئے تھے اُحد والے دن اس کے بعد کبھی کسی غزوے میں بھی رسول اللہ سے پیچھے نہیں رہا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے اس نے رُوح سے۔ (مسلم۔ باب عدد غزوات النبی ﷺ۔ حدیث ۱۴۵ ص ۳/۱۴۴۸)

اکیس غزوات رسول میں سے اُنیس میں حضرت جابر شریک رہے

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو اسحاق بن عیسیٰ طباع نے، ان کو مسکین بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا حجاج صواف سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالذبیر مکی نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیس غزوات میں جہاد کیا۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک رہا انیس غزوات میں، آخری غزوہ جس میں آپ شریک ہوئے آپ سب سے آخر میں تھے۔ لوگوں کی اُخریات میں۔ حضور کمزور آدمی کو سہارا دیتے رہے اور لوگ رسول اللہ کے ساتھ سہارا لیتے رہے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابوبکر کے اور ابوسعید کے، اور عبداللہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری غزوہ جس میں انہوں نے جہاد کیا وہ غزوہ تبوک تھا۔ انہوں نے اس کے بعد کا ذکر نہیں کیا۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلمہ بن شبیب نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا سعید بن مسیب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ غزوات میں جہاد کیا تھا۔ کہتے ہیں میں نے سُنا تھا دوسری بار فرمایا تھا چوبیس غزوات۔ میں نہیں جانتا کہ یہ وہم تھا یا اس نے سُنا اس کے بعد۔

رسول اللہ ﷺ نے ستائیس غزوات کیے، حضرت انس آٹھ میں شریک تھے
(موسیٰ بن انس کا بیان)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ یعنی احمد بن حنبل سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوسعید مولیٰ بنو ہاشم نے، ان کو ابو یعقوب اسحاق بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا موسیٰ بن انس سے کہ کتنے جہاد کیے تھے رسول اللہ نے؟ انہوں نے کہا کہ ستائیس غزوے۔ آٹھ غزوات میں کئی ماہ غیر موجود رہے تھے اور سارے غزوات میں چند دن اور چند راتیں غیر موجود رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت انس نے کتنے غزوات کیے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ آٹھ غزوات کیے تھے۔

نوٹ : غزوات رسول کا ذکر جلد ثالث میں گزر چکا ہے، وہاں ملاحظہ کریں۔

جمیع غزوات رسول بمعہ سرایا تینتالیس تھے (حضرت قتادہ کا بیان)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو احمد بن خلیل بغدادی نے نیشاپور میں، ان کو حسین بن محمد نے، ان کو شیبان نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے انیس جہاد کیے۔ ان میں سے وہ آٹھ میں موجود تھا اور آپ ﷺ نے چوبیس لشکر روانہ کیے۔ لہٰذا جمیع غزوات نبی اللہ اور ان کے سرایا سمیت تینتالیس غزوات تھے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عثمان بن صالح نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، اس نے یعقوب سے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو موسیٰ نے شہاب سے (ح)۔ اور ہم کو خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوبکر نے عتاب عبدی سے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن

مغیرہ سے، ان کو اسماعیل بن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ سے، اس نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے، ان سب نے کہا ہے اور الفاظ سب کے ایک دوسرے سے قریب ہیں۔

مغازی رسول اللہ وہ جنگیں جن میں قتال اور باقاعدہ جنگ ہوئی

۱۔ یوم بدر۔ ماہ رمضان۔ ۲ھ ہجری میں قتال ہوا۔ ۲۔ یوم اُحد۔ ماہ شوال ۳ھ ہجری میں قتال ہوا۔

۳۔ یوم خندق۔ اسی کو یوم الاحزاب کہتے ہیں اور بنو قریظہ بھی کہتے ہیں۔ ماہ شوال ۴ھ ہجری میں قتال کیا۔

۴۔ غزوہ بنو مصطلق اور بنولحیان۔ ماہ شعبان ۵ھ ہجری میں قتال ہوا۔

۵۔ یوم خیبر۔ ۶ھ ہجری میں قتال ہوا۔ ۶۔ یوم فتح مکہ۔ ماہ رمضان ۸ھ ہجری میں قتال ہوا۔

۷۔ یوم حنین۔ ماہ شوال ۸ھ ہجری میں قتال ہوا۔ ۸۔ محاصرہ اہل طائف۔ ماہ شوال ۸ھ ہجری میں قتال کیا۔

۹۔ اس کے بعد ابوبکر صدیق ﷺ نے حج کرایا ۹ھ ہجری میں۔ ۱۰۔ پھر حج کیا رسول اللہ نے حجۃ الوداع کیا ۱۰ھ کے اختتام پر۔

حضور ﷺ نے بارہ غزوات ایسے کیے جن میں قتال نہیں تھا

(ان میں پہلا غزوہ جو آپ نے کیا)

۱۔ غزوہ ابواء ہے۔ ۲۔ غزوہ ذوالعسیرہ (ینبع کی جانب) کہ کرز ابن جابر کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھ قریش تھے۔

۳۔ غزوۂ بدر آخرہ۔ ۴۔ غزوۂ غطفان۔ ۵۔ غزوۂ بواط۔ بحران میں۔ ۶۔ غزوۂ طائف۔

۷۔ غزوۂ حدیبیہ۔ ۸۔ غزوۂ تبوک۔ یہ آخری غزوہ تھا جو آپ نے کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے بُعوث (گروہ، لشکر، وفد)

رسول اللہ ﷺ نے بُعوث بھیجے تھے۔ پہلا بعث جو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا وہ یہ تھا:

۱۔ بعثِ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب

قریش کی جانب بھیجا گیا تھا۔ وہ عظیم لشکر سے ٹکرائے تھے۔ اس پانی کے مقام کو احیا کہا جاتا تھا وہ مقام ابواء میں تھا۔

۲۔ بعث ابن جحش

مکہ کی طرف رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا۔ اس کو عمرو بن حضرمی ملا تھا مقام نخلہ پر۔ انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا یعنی واقد بن عبداللہ نے اس کو قتل کیا تھا اور انہوں نے بنو مخزوم کے دو آدمی قیدی بنائے تھے۔ ایک کا نام عثمان بن عبداللہ تھا، دوسرے کا نام حکم بن کیسان تھا۔ مگر جب یہ لشکر مدینہ واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان دونوں مقتولوں کو فدیہ دیا گیا یعنی دیت ادا کر دی گئی تھی۔

۳۔ بعث حمزہ بن عبدالمطلب

رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب کو تیس سواروں کے ساتھ روانہ کیا تھا، حتیٰ کہ وہ مقام سیف البحر کے قریب پہنچ گئے تھے۔ الجار سے جہینہ کی طرف، وہ لوگ وہاں پر ابوجہل بن ہشام سے ملے تھے۔ اس کے پاس ایک سو تیس سوار تھے۔ چنانچہ ان کے درمیان مجدی بن جہنی آڑے آگیا تھا۔ وہ آڑ بن گیا تھا۔

۴۔ بعث ابوعبیدہ بن جراح

رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح کو ذوالقصہ کی جانب روانہ کیا تھا براستۂ عراق۔

۵۔ بعث المنذر بن عمرو

رسول اللہ ﷺ نے المنذر بن عمرو کو بھیجا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا آزاد ہو جائے کہ مر جائے بیر معونہ کی طرف۔ پس وہ سارے شہید کر دیئے گئے تھے۔

۶۔ بعث زید بن حارثہ

رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو بھیجا تھا چار بار :

۱۔ پہلی بار بنو قرد کی طرف بنو ہذیل میں سے۔
۲۔ دوسری بار حذام کی طرف وادی کے راستے سے۔
۳۔ تیسری بار موتہ کی طرف۔
۴۔ چوتھی بار غزوۃ الجموم بنوسلیم میں۔

۷۔ بعث عمر بن خطاب

حضرت عمر کو بھیجا تھا اہل تربہ کی طرف۔

۸۔ بعث علی بن ابوطالب

حضرت علی کو بھیجا تھا اہل یمن کی طرف۔

۹۔ بعث بشیر بن سعد انصاری

حضور ﷺ نے اس کو بھیجا تھا بنومُرّہ کی طرف فدک میں۔ بشیر بن سعد انصاری بنوحارث کے بھائی حارث بن خزرج سے تھے۔

۱۰۔ بعث عبداللہ بن عتیک

اور عبداللہ بن انیس، اور ابوقتادہ مسعود بن سنان اور اسود بن خزاعی انہوں نے رافع بن ابوالحقیق کو قتل کر دیا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے یعقوب ابورافع بن الحقیق کو خیبر میں۔ ان کے امیر عبداللہ بن عتیک تھے۔ یہ لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچے تھے تو آپ اس وقت منبر پر تھے جمعہ کا دن تھا۔ حضور ﷺ نے جیسے ہی ان لوگوں کو دیکھا فرمایا افلحت الوجوہ چہرے کامیاب ہیں۔ ان لوگوں نے کہا، اللہ آپ کے چہرے کو میاب رکھے خوش رکھے یارسول اللہ۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کو قتل کر دیا؟ انہوں نے جواب دیا، جی ہاں۔ پھر حضور ﷺ نے وہ تلوار منگوائی جس کے ساتھ اس دشمن رسول کو قتل کر آئے تھے۔ آپ نے اس کو میان سے نکالا حالانکہ آپ منبر پر تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جی ہاں ٹھیک ہے یہ رہا اس تلوار کا کھانا اس کی دھار پر لگا ہوا ہے۔

۱۱۔ بعث کعب بن عمیر

رسول اللہ نے کعب بن عمیر کو ذات اباطح کی طرف بھیجا تھا بلقاء میں چنانچہ کعب بھی اور ان کے ساتھی بھی شہید ہو گئے تھے۔

۱۲۔ بعث عمرو بن العاص

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو ذات سلاسل شام کے مشرقی جوانب کی طرف روانہ کیا۔

۱۳۔ بعث اسامہ بن زید

رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید کو وادی قرائی کی طرف بھیجا تھا جس دن مسعود عروہ قتل ہوئے تھے۔اضافہ کیا ہے بن بشران کا مگر وہ ثقفی نہیں ہے۔اس کے بعد دونوں متفق ہیں۔

۱۴۔ بعث علی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ کو بھیجا تھا مقام کدید پر۔بنو بکر مارے گئے تھے۔

۱۵۔ بعث ابو العوجآء

رسول اللہ ﷺ نے ابو العوجآء کو بھیجا تھا مقام قرطآء کی طرف ہوازن میں بنو سُلیم کی طرف۔ابو العوجآء وہاں شہید ہو گئے تھے۔

۱۶۔ بعث عکاشہ بن محصن

حضور ﷺ نے اس کو الغمرہ کی طرف بھیجا تھا۔

۱۷۔ بعث عاصم بن اقلح

رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھیجا تھا اور ان کے اصحاب کو ہذیل کی طرف۔

۱۸۔ بعث سعد بن ابو وقاص

رسول اللہ ﷺ نے اس کو حجاز میں بھیجا تھا۔یعقوب نے زیادہ کیا،ابراہیم نے کہا اور وہ خرار ہے،دونوں متفق ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کئے تھے (حج والے عمرے کے سوا)۔ایک جحفہ سے حدیبیہ والے سال،جب کہ یعقوب کی ایک روایت میں ہے ذوالحلیفہ سے عمرہ کیا تھا حدیبیہ والے سال،کافروں نے ان کو ذیقعدہ میں روک دیا تھا ۶ھ ہجری میں۔پھر اگلے سال آپ نے عمرہ کیا تھا ذیقعدہ میں ۷ھ ہجری امن کی حالت میں انہوں نے اور ان کے اصحاب نے۔پھر تیسرا عمرہ کیا تھا ذیقعدہ ۸ھ ہجری میں جس دن طائف سے واپس آئے تھے۔یہ مقام جعرّانہ سے کیا تھا۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو عباس محمد بن یعقوب نے،ان کو ابن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے،ان کو ابن اسحاق نے،وہ کہتے ہیں۔آخری غزوہ جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا حتیٰ کہ اللہ نے ان کو قبض فرما لیا وہ غزوہ تبوک تھا (حَتّٰی قَبَضَہُ اللّٰہُ)۔جملہ غزوات رسول وہ تمام غزوات جو رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس شریک ہو کر کئے تھے وہ چھبیس ہیں۔

وہ چھبیس غزوات جن کے اندر نبی الملاحم ﷺ نے خود بنفس نفیس شرکت فرمائی

۱۔ پہلا غزوۂ ودان تھا۔یہی غزوہ ابواء ہے۔اس کے بعد ۲۔ غزوۂ بواط تھا۔مقام رضوٰی کی جانب۔اس کے بعد
۳۔ غزوۂ العشیرہ بطن ینبع میں۔اس کے بعد ۴۔ غزوۂ بدر اولیٰ۔طلب کر رہے تھے کرز بن جابر کو۔اس کے بعد
۵۔ غزوۂ بدر (حقیقی و اصلی) جس میں اللہ نے صنادید قریش قتل کیا تھا اور ان کے اشراف کو۔اس کے بعد
۶۔ غزوۂ بنو سُلیم۔حتیٰ الکدر تک پہنچ گئے تھے،یہ بنو سُلیم کا ایک پانی کا مقام تھا۔اس کے بعد

۷۔ غزوۂ سویق لڑا تھا۔ اس میں ابوسفیان بن حرب کو تلاش کر رہے تھے، حتیٰ کہ قرۃ الکدر تک پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد

۸۔ غزوۂ غطفان تھا نجد کی طرف، اس کو غزوۂ ذی امر بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد

۹۔ غزوۂ بحران تھا۔ حجاز کا ایک مقام تھا فرع سے اُوپر۔ اس کے بعد

۱۰۔ غزوۂ اُحد تھا۔ اس کے بعد

۱۱۔ غزوۂ حمرآء الاسد تھا۔ اس کے بعد

۱۲۔ غزوۂ بنونضیر تھا۔ اس کے بعد

۱۳۔ غزوۂ ذات الرقاع نخل سے۔ اس کے بعد

۱۴۔ غزوۂ بدر آخری۔ اس کے بعد

۱۵۔ غزوۂ دومۃ الجندل۔ اس کے بعد

۱۶۔ غزوۂ خندق۔ اس کے بعد

۱۷۔ غزوۂ بنوقریظہ۔ اس کے بعد

۱۸۔ غزوۂ بنولحیان ہذیل سے۔ اس کے بعد

۱۹۔ غزوۂ ذی قرد۔ اس کے بعد

۲۰۔ غزوۂ بنومصطلق بنوخزاعہ کے ساتھ۔ اس میں جنگ کرنا پڑی۔ اس کے بعد

۲۱۔ غزوۂ حدیبیہ۔ اس میں قتال کا ارادہ نہیں تھا، ہاں مشرکین نے ان کو روک لیا تھا۔ اس کے بعد

۲۲۔ غزوۂ خیبر ہوا۔ اس کے بعد رسول اللہ نے عمرۃ القضاء کا عمرہ کیا۔ اس کے بعد

۲۳۔ غزوۂ فتح مکہ ہے۔ اس کے بعد

۲۴۔ غزوۂ حنین تھا۔ اس میں آپ کو باقاعدہ جنگ لڑنا پڑی۔ اس کے بعد

۲۵۔ غزوۂ طائف ہوا۔ اس میں آپ نے محاصرہ کیے رکھا تھا۔ اس کے بعد

۲۶۔ غزوۂ تبوک ہوا۔ یہ آخری غزوہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے لڑا ، حتیٰ قبضہ اللہ حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو قبض کر لیا ان میں سے نو غزوات میں آپ نے قتال کیا۔

وہ نو غزوات رسول جن میں آپ ﷺ نے قتال کیا

(۱) بدر	(۲) اُحد	(۳) خندق
(۴) قریظہ	(۵) مُصطلق	(۶) خیبر
(۷) فتح مکہ	(۸) حُنین	(۹) طائف

حضور ﷺ کے سرایا اور بعوث رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں آنے سے لے کر اپنی وفات تک الی ان قبضہ اللہ الیہ پینتیس بعث اور سریہ تھے۔

غزوات وسرایا و بعوث مدینہ آمد سے وفات تک پینتیس بعث اور سرایا ہوئے تھے

۱۔ غزوۂ عبیدہ بن حارث ثنیۃ المَرَّہ کے زیریں جانب، یہ ایک پانی کا مقام تھا حجاز میں۔ اس کے بعد

۲۔ غزوۂ حمزہ بن عبد المطلب۔ ساحل سمندر کی طرف مقام عیص کے ایک زاویہ کی طرف اور بعض لوگ غزوۂ حمزہ کو مقدم کرتے ہیں غزوۂ عبید پر۔

۳۔ غزوۂ سعد بن ابووقاص۔ ۴۔ غزوۂ عبداللہ بن جحش۔نخلہ کی جانب۔

۵۔ غزوۂ زید بن حارثہ قردہ۔ ۶۔ غزوۂ مرثد بن ابومرثد غنوی رجیع۔اس میں آپ نے قتال کیا(دشمن سے ٹکرائے تھے)۔

۷۔ غزوۂ منذر بن عمرو اور بیر معونہ۔صحابہ اس میں بھی دشمن سے ٹکرائے تھے اور قتال کیا تھا۔

۸۔ غزوۂ ابوعبیدہ بن جراح۔ذی القصہ کی طرف طریق عراق سے۔

۹۔ غزوۂ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ارض بنوعامر پر۔ ۱۰۔ غزوۂ علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ یمن میں۔

۱۱۔ غزوۂ غالب بن عبداللہ کلبی۔کلب لیث الکدید،وہ اس میں الملوح سے ٹکرائے تھے۔

۱۲۔ غزوۂ علی بن ابوطالب۔بنوعبداللہ بن سعد کی طرف اہل فدک سے۔

۱۳۔ غزوۂ ابن ابوالعوجاء سُلمی بنوسلیم کی زمین میں۔اس میں بھی دشمن سے ٹکرائے تھے۔ ۱۴۔ غزوۂ عکاشہ بن محصن الغمرہ۔

۱۵۔ غزوۂ ابوسلمہ بن عبدالاسد۔قطن ماء بنواسد میں سے نجد کے کونے کی طرف،اس میں بھی مسلمان دشمن سے ٹکرائے تھے اس میں مسعود بن عروہ قتل ہوگئے تھے۔

۱۶۔ غزوۂ محمد بن سلمہ بنوحارثہ کے بھائی۔ہوازن کے ایک مقام کی طرف۔ ۱۷۔ غزوۂ بشیر بن سعد بن مُرّہ فدک میں۔

۱۸۔ غزوۂ بشیر بن سعد۔مقام کداء کی جانب۔ ۱۹۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔جموح،ارض بنوسُلیم میں۔

۲۰۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔جزام ارض حسماء پر اس میں بھی دشمن سے ٹکراؤ ہوا۔

۲۱۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔الطرق کھجوروں کے جھنڈ کے زاویہ پر عراق کے راستہ پر۔

۲۲۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔وادی قری میں،اس میں مسلمان بنوفزارہ کے ساتھ ٹکرائے تھے۔

۲۳۔ غزوۂ عبداللہ بن رواحہ۔خیبر کے درمیان گزرا،دو میں سے ایک وہ ہے جس میں یسیر بن رزام یہودی قتل ہوا تھا۔

۲۴۔ غزوۂ عبداللہ بن عتیک۔خیبر کی طرف،اس میں انہوں نے ابورافع بن ابوالحقیق کو قتل کیا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا تھا اُحد اور بدر کے واقعہ کے درمیان کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے،انہوں نے اس کو قتل کردیا تھا۔

۲۵۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیس کو بھیجا تھا خالد بن سفیان ہذلی کی طرف،انہوں نے اس کو قتل کردیا تھا۔

۲۶۔ غزوۂ زید بن حارثہ اور جعفر بن ابوطالب اور عبداللہ بن رواحہ۔مؤتہ کی طرف،وہ اس میں شہید ہوگئے تھے۔

۲۷۔ غزوۂ کعب بن عمیر غفاری ذات طلاح۔ارض شام میں وہ اور اس کے اصحاب سارے اسی میں کام آگئے تھے۔

۲۸۔ غزوۂ عُیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر بنوعنبر تمیم میں سے۔وہ اس میں دشمن سے ٹکرائے تھے۔

۲۹۔ غزوۂ غالب بن عبداللہ کلبی کلیب لیث۔ارض بنی مُرّہ۔وہ لوگ اس میں دشمن سے ٹکرائے تھے۔

۳۰۔ غزوۂ عمرو بن العاص ذات السلاسل۔ارض بلیّ اور عذرہ۔

۳۱۔ غزوۂ ابن ابی حدرد اور ان کے ساتھی۔بطن اضم کی طرف قبل از فتح مکہ،وہ اس میں دشمن سے ٹکرائے تھے۔

۳۲۔ غزوۂ ابن ابوحدرد۔الغابہ کی طرف،اس میں وہ لوگ دشمن سے ٹکرائے تھے،اسی طرح کہا ہے اس جگہ ابن ابوحدرد نے۔اور جو پہلے گزر چکی ہیں روایت اس میں ابوجدرد ہے۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۱۹۔۲۲۰)

(۱۷) ہمیں خبردی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبردی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمار بن حسن نے، ان کو سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے نبی کریم ﷺ کی مدینہ میں آمد ذکر کی ہے ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ۔ اس کے بعد جہاد کے لئے ماہ صفر میں بارہ ماہ گزرنے پر، حتیٰ کہ آپ ودان میں پہنچ گئے، یہ غزوۂ ابواء تھا۔

۱۔ نبی کریم ﷺ کی ہجرت کرکے مدینہ میں آمد، ۱۲/ ربیع الاول۔

۲۔ نبی کریم کا خروج جہاد کے لئے ۱۲ ماہ کے اختتام پر۔ ۳۔ پہلا سفر جہاد غزوۂ ابواء۔ مقام ودان پر۔

۴۔ غزوۂ بواطہ۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ماہ ربیع الثانی میں غزوہ قریش کا ارادہ رکھتے تھے، حتیٰ کہ بواطہ تک پہنچے ناحیہ رضوی۔

۵۔ غزوۂ العشیرہ (اس کا محمد بن اسحاق نے ذکر کیا ہے)۔ جمادی الاولیٰ میں۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا کرز بن جابر کی تلاش میں جانا ذکر کیا ہے۔

۶۔ غزوۂ بدر۔ ماہ رمضان یوم الجمعہ سترہ رمضان کی صبح کو۔ اس کے بعد

۷۔ غزوۂ سویق۔ ذی الحجہ میں بدر سے دوماہ بعد۔ ۸۔ غزوۂ نجد۔ غطفان پر حملہ کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد

۹۔ غزوۂ نجران۔ اس میں آپ ﷺ قریش سے ٹکرانے کا ارادہ رکھتے تھے اور بنوسُلیم سے۔ اسی کے درمیان معاملہ بنوقنیقاع بھی تھا۔

۱۰۔ غزوۂ اُحد۔ شوال ۳ھ ہجری۔ اس کے بعد ۱۱۔ غزوۂ بنونضیر۔ اور ان کا جلاوطن کرنا۔ اس کے بعد

۱۲۔ غزوۂ ذات الرقاع۔ اس کے بعد نکلے تھے۔ ۱۳۔ غزوۂ بدر۔ ابوسفیان وعدہ پر۔ اس کے بعد

۱۴۔ دومۃ الجندل کا غزوہ کیا۔ پھر واپس آگئے تھے، وہاں تک رسائی سے قبل۔ اس کے بعد

۱۵۔ غزوۂ خندق۔ ہوا تھا ۵ھ ہجری میں۔ اس کے بعد

۱۶۔ غزوۂ بنوقریظہ۔ ذیقعدہ میں یا ذی الحجہ کے شروع میں، اس کے بعد نکلے تھے بنولحیان کی طرف۔

۱۷۔ غزوۂ بنولحیان۔ جمادی اولیٰ میں، اصحاب رجیع کی طلب میں نکلے تھے۔ اس کے بعد مدینہ آگئے تھے مگر صرف چند راتیں ہی قیام کیا حتیٰ کی عیینہ بن حصن نے رسول اللہ کی اُونٹنیوں پر غارت ڈالی تھی، آپ ان کی طرف نکلے تھے اور اسی کا نام ہے۔

۱۸۔ غزوۂ ذی قرد۔ اس کے بعد ۱۹۔ غزوۂ بنومصطلق۔ شعبان ۶ھ ہجری میں۔

۲۰۔ قضیہ حدیبیہ پیش آیا۔ کیونکہ آپ ذیقعدہ میں عمرہ کرنے چلے گئے تھے۔ اس کے بعد

۲۱۔ غزوۂ خیبر۔ یعنی پھر وہ بقیہ محرم میں خیبر کی طرف روانہ ہو گئے تھے، اس کے بعد آپ ذیقعدہ میں عمرہ کے ارادہ سے نکلے تھے ۷ھ میں۔

۲۲۔ غزوہ موتہ۔ پھر آپ مدینہ میں مقیم ہوئے تھے موتہ کی طرف بھیجنے کے بعد ماہ جمادی الاخریٰ اور رجب میں۔

۲۳۔ اس کے بعد آپ فتح مکہ کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ اس کے بعد ۲۴۔ غزوۂ حنین کی طرف چلے گئے تھے۔

۲۵۔ غزوۂ طائف۔ پھر وہ حنین سے طائف روانہ ہو گئے تھے، اس کے بعد مدینہ واپس آگئے تھے اور مدینے مقیم رہے تھے ذی الحجہ سے رجب تک، اس کے بعد آپ نے لوگوں کو تیاری کرنے کا حکم دیا تھا غزوہ روم کے لئے۔ ۲۶۔ غزوۂ روم۔

۲۷۔ غزوۂ تبوک۔ اس کے بعد حضور ﷺ اور لوگ نکل گئے حتیٰ کہ تبوک میں جا پہنچے، مگر اس سے آگے نہ بڑھ سکے یعنی یہ آپ کی زندگی کا آخری غزوہ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

یہ تھی سلمہ کی روایت محمد بن اسحاق سے۔

☆☆☆

باب ۲۴۶

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنے ربّ کی نعمت کو بیان کرنا (تحدیث نعمت کرنا)
۲۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔
۳۔ نیز آپ ﷺ کی خصوصیات بطریق اختصار۔
۴۔ ہم نے کتاب السنن الکبریٰ کے کتاب النکاح میں وہ احکامات ذکر کئے ہیں۔

حضور ﷺ کی تین خصوصیات

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے سعید بن مسیّب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے، اس نے ابو ہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

نصرت بالرعب واعطيت جوامع الكلم ، وبينا انا نائم اذ جيء بمفا تيح خزائن الارض فوضعت بين يدى

رسول اللہ نے فرمایا : میں رعب (اور ہیبت) کے ساتھ مدد کیا گیا ہوں۔ اور میں جامع کلمات ادا کرنے کی طاقت دیا گیا ہوں۔ میں سو رہا تھا کہ ایک زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے آگے رکھ دی گئیں۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ چلے گئے ہیں اور تم لوگ ان کو اُسے کھود کھود کر نکال رہے ہو۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبد بن حمید اور محمد بن رافع سے، اس نے عبدالرزاق سے۔ (مسلم۔کتاب المساجد۔حدیث ۶ ص ۱/۳۷۲)

حضور ﷺ کی تین خصوصیات

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو محمد بن ابو حامد مقری اور ابو بکر قاضی اور ابو صادق بن ابو الفوارس نے، ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن مسیّب سے، اس نے ابو ہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جوامع الکلم کی خصوصیت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور رعب و ہیبت کے ساتھ مدد دیا گیا ہوں۔ میں سو رہا تھا اچانک زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھوں پر رکھ دی گئیں۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ چلے گئے اور تم ان کو حاصل کر رہے ہو اور نکال رہے ہو۔ (مسلم ۱/۳۷۱)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو عبید بن شریک نے اور ابن ملحان نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن مسیّب سے یہ کہ ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا۔ (آگے راوی نے) مذکورہ حدیث کی مثل حدیث ذکر کی ہے۔ ہاں مگر یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن شہاب نے کہا ہے

مجھے پہنچی ہے کہ جوامع الکلم سے مراد یہ ہے کہ بے شک اللہ عزوجل ان کے لئے امور کثیرہ جمع کردیتے ہیں ایک امر میں یا دو امور جو کئی کتب میں لکھے جاتے تھے اس سے قبل۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوطاہر سے، اس نے وہب سے۔
(بخاری۔کتاب الجہاد۔مسلم موضع سابق ص ۱/۳۷۲)

حضور ﷺ کی دیگر انبیاء پر چھ خصوصیات

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے اور ابومحمد بن ابوحامد مقری نے اور ابوصادق عطار نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی عمرو بن الحارث نے، ان کو ابویونس مولیٰ ابوہریرہ نے، اس نے ابوہریرہ سے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ دشمن کے خلاف رعب اور خوف کے ساتھ مجھے مدد دی گئی ہے۔ اور مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ میں سورہا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لاکر میرے ہاتھوں میں دے دی گئیں ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوطاہر سے، اس نے ابن وہب سے۔

(۵) ہمیں خبر دی گئی ابوالحسن علی بن محمد بن مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ابوربیع نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو علاء بن عبدالرحمٰن نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابوہریرہ نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں انبیاء پر فضلیت دیا گیا ہوں چھ خصوصیات کے ساتھ۔ (۱) مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کئے گئے ہیں۔ (۴) پوری زمین میرے لئے پاک ہے۔ اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے (کہ کسی بھی پاک جگہ نماز ہوسکتی ہے)۔ (۵) اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۶) میرے ساتھ نبی ختم کردیئے گئے ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن ایوب وغیرہ سے، اس نے اسماعیل سے۔ (مسلم موضع سابق ص ۲/۳۷۱)

حضور ﷺ کی پانچ خصوصیات

(۶) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابراہیم بن حارث نے، ان کو یحییٰ بن ابوبکیر نے، ان کو زہیر بن محمد نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے۔ اس نے محمد بن حنفیہ سے کہ اس نے سنا علی بن ابوطالب سے، وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں اس قدر عطا کیا گیا ہوں کہ اتنا کوئی نبی عطا نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا کہ وہ کیا چیزیں ہیں یارسول اللہ؟ فرمایا کہ (۱) رعب اور خوف کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ (۲) اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ (۳) اور میرا نام احمد رکھا گیا ہے۔ (۴) اور میرے لئے مٹی کو پاک کرنے والا بنادیا گیا ہے۔ (۵) اور میری اُمت کو تمام اُمتوں سے بہتر بنادیا ہے۔ (مسند احمد ۱/۳۰۱)

حضور ﷺ کی دیگر انبیاء پر پانچ خصوصیات

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علاء بن محمد بن ابوسعید اسفرائنی نے، (وہیں پر) ان کو خبر دی بشر بن احمد نے، ان کو ابراہیم بن علی ذہلی نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو ہشیم نے سیار سے، اس نے یزید فقیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی ایک نبی کو بھی نہیں دی گئیں۔ (۱) ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا اور میں ہر سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۲) میرے لئے غنیمتیں حلال کردی گئی ہیں مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھیں۔ (۳) میرے لئے

زمین پاک بنادی گئی اور پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ جس شخص کا نماز کا وقت ہوجائے وہ جہاں بھی ہو نماز پڑھ لے۔ (۴) اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے مہینہ بھر کی مسافت کے بقدر۔ (۵) اور مجھے شفاعت کبریٰ کا حق اور اختیار دیا گیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن سنان سے، اس نے ہشیم سے اور مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ۔ مسلم۔ کتاب المساجد ص ۱/۳۷۰۔۳۷۱)

حضور ﷺ کی پانچ خصوصیات

(۸) ہمیں حدیث بیان کی امام ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمانؒ نے بطور املاء، ان کو حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو خبر دی محمد بن اسحاق بن ابراہیم ثقفی نے، ان کو یوسف بن موسیٰ قطان نے، ان کو جریر نے اعمش سے، اس نے مجاہد سے، اس نے عبید بن عمیر سے، اس نے ابوذر سے، وہ کہتے ہیں ایک رات میں رسول اللہ کی تلاش میں نکلا۔ مجھے بتایا گیا کہ آپ کسی نواحی بستی کی طرف گئے ہیں، میں نے تلاش کی آپ کو پالیا۔ ایک جگہ پر آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے نماز خاصی لمبی کر دی۔ اس کے بعد آپ نے سلام پھیرا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے آج رات پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہیں دی گئیں تھیں۔ (۱) میں اسود واحمر کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اسود واحمر سے مراد جن وانس مراد ہیں۔ (۲) اور میں رعب اور خوف کے ساتھ مدد دیا گیا ہوں، میرا دشمن مجھ سے مرعوب ہو کر کانپتا ہے حالانکہ وہ ایک ماہ کے طویل مسافت پر مجھ سے دور ہوتا ہے۔ (۳) اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی پاک اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے۔ (۴) اور میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں، مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھیں۔ (۵) اور مجھ سے کہا گیا ہے کہ اب آپ مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا اور میں نے اس اختیار کو اپنی اُمت کے لئے چھپا رکھا ہے کہ میں ان کی شفاعت کروں گا اس شخص کے لئے جو اللہ کے ساتھ کسی شئ کو شریک نہیں کرے گا۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ ۱/۱۳۲۔ مسند احمد ۵/۱۶۱۔۱۶۲)

(۹) ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، اب دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو سالم ابوحماد نے سُدی سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل عطا نہیں ہوئیں انبیاء میں۔ (۱) میرے لئے زمین پاک بنادی گئی ہے اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے، انبیاء میں سے کوئی بھی نماز نہیں پڑھتا تھا حتیٰ کہ وہ اپنے محراب اور عبادت کے حجرے میں پہنچ کر عبادت کرتا تھا۔ (۲) اور مجھے رعب اور ہیبت عطا کر دی گئی ہے مہینہ بھر کی مسافت سے کہ میرے اور مشرکوں کے درمیان مہینہ بھر کی مسافت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں خوف ڈال دیتا ہے۔ (۳) نیز ہوتا یہ تھا کہ انبیاء کرام اپنی قوم کے لئے خاص طور پر بھیجے جاتے تھے اور میں جن وانس کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۴) اور انبیاء کرام غنیمت میں سے خمس نکال کر الگ رکھ لیتے تھے اور آگ آتی اور اسے کھا جاتی تھی اور مجھے یہ حکم دیا گیا کہ میں اس کو اپنی اُمت کے غریبوں میں تقسیم کر دوں۔ (۵) نیز کوئی نبی باقی نہیں بچا مگر اس کو اس کا سوال عطا کر دیا گیا ہے، جبکہ میں نے اپنی دعا اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے مؤخر کر رکھی ہے۔ (مسند احمد ۱/۳۰۱)

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اسفہانی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو خبر دی مالک بن مغول نے، ان کو زبیر بن عدی نے، اُن کو مُرّہ ہمدانی نے عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی اور اس کو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا تو حضور ﷺ نے کو تین چیزیں دی گئیں، پانچ نمازیں عطا کی گئیں اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں اور آپ کی اُمت کے ان لوگوں کے لئے مغفرت کر دی گئی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث مالک بن مغول سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان ص ۱/۱۵۷)

حضور ﷺ کی دیگر لوگوں پر تین خصوصیات

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابو سہل بن زیاد قطان نے، ان کو اسحاق بن حسن حربی نے، ان کو حدیث بیان کی عفان نے، ان کو ابوعوانہ نے، اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی ابن مثنیٰ نے، ان کو مسدد نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو ابو مالک نے، ان کو ربعی بن حراش نے، ان کو حذیفہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے دیگر لوگوں پر تین طرح سے فضلیت دی گئی ہے۔ (۱) ہمارے لئے ساری روئے زمین مسجد بنادی گئی ہے اور اس کی مٹی ہمارے لئے پاک کرنے والی بنادی گئی ہے اور ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح بنادی گئی ہیں۔ (۲) اور مجھے یہ آیات یعنی سورۃ بقرہ کا آخری دی گئی ہے، اللہ کے عرش کے نیچے خزانے میں سے۔ (۳) مجھ سے پہلے کوئی ایک بھی ان میں سے نہیں دیا گیا اور نہ ہی میرے بعد ان میں سے کسی کو دی جائیں گی۔
(مسلم۔ کتاب المساجد ص ۱/۳۷۱)

حضور ﷺ کو توراۃ، انجیل اور زبور کے بدلے قرآن کی سورتیں دی گئیں ہیں

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عمران نے قتادہ سے، اس نے ابوالملیح سے، اس نے واثلہ بن اسقع سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں توراۃ کی جگہ سات لمبی سورتیں دیا گیا ہوں۔ (یعنی سورۃ بقرہ سے سورۃ براء تک)۔ اور زبور کی جگہ سو آیات سے زائد آیات والی سورتیں دیا گیا ہوں۔ اور انجیل کی جگہ پر، المثانی (سات آیات والی مکرر بار بار پڑھی جانے والی) عطا کی ہیں۔ اور مفصلات کے ساتھ فضلیت دی گئی ہے۔ ہم آخر میں آنے والے قیامت میں اول آنے یعنی سبقت کرنے والے ہوں گے۔ (فیض القدیر ۱/۵۶۵)

(۱۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوسعد احمد بن محمد بن مزاحم ادیب صفار نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے بطور املاء کے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی مالک بن انس نے اور ابن ابوزیاد نے، ان کو ابوالزناد نے اعرج سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم لوگ آخر والے قیامت میں پہلے ہوں گے اور سبقت کرنے والے سوائے اس کے کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی تھی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی ہے۔ پھر یہ ہے ان کو وہ دن جوان پر فرض کیا گیا انہوں نے اختلاف کرلیا (اس کے بارے میں) اور ہمیں اللہ نے اس کے لئے ہدایت دے دی۔ لوگ اس چیز میں ہمارے پیچھے اور تابع ہیں۔ یہود (جیسے) آنے والے کل صبح اور عیسائی (جیسے) کل صبح کے بعد۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حدیث شعیب بن ابوحمزہ سے اور مسلم نے حدیث ابن عیینہ سے پھر دونوں نے ابوالزناد سے۔
(بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم۔ کتاب الجمعہ ص ۲/۵۸۵

"میں اولادِ آدم کا سردار ہوں .... (۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان مرادی نے، اور سعید بن عثمان نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن بکر نے اوزاعی سے، اس نے ابوعمار سے، اس نے عبداللہ بن فروخ سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کی زمین پھٹے گی باہر آنے کے لئے۔ اور میں پہلا شفاعت کرنے والا شخص ہوں گا اور میں پہلا شفاعت قبول کیا ہوا ہوں گا جس کی سفارش اللہ کے ہاں قبول ہوگی۔ (مسند احمد ۱/۵ : ۳ : ۲)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن محمد سوسی نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اوزاعی سے، ان کو حدیث بیان کی شداد ابوعمار نے، وہ ہم میں ہی سے ایک آدمی تھے انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ

فروخ نے، ان کو ابوہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اور میں آدم کا سردار ہوں گا قیامت کے دن۔

راوی نے حدیث ذکر کی ہے مذکور کی مثل۔ مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے اوزاعی سے۔

(مسلم۔فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۷۸۲)

شفاعت کبریٰ کا پس منظر

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن ابواحمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابو شیبہ نے، ان کو محمد بن بشر نے، ان کو ابوحیان نے، ان کو ابوزرعہ نے، ان کو ابوہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے پاس گوشت لایا گیا اور ان کو بکری کے گوشت کی نلی اُٹھا کر دی گئی کیونکہ آپ کو نلی پسند تھی۔ آپ نے اس میں سے منہ کے ساتھ گوشت کاٹا تھوڑا سا اور فرمایا کہ میں قیامت کے دن سارے لوگوں کا سردار ہوں گا کیا تم جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہوگا؟ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب پہلے اور پچھلے لوگوں کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائیں گے اور ان کو داعی سنوائے گا (اپنا اعلان) اور نظر ان سب پر پڑے گی (میدان ہموار ہونے کی وجہ سے)۔ اور سورج قریب ہوجائے گا اور سب لوگ غم اور کرب کی انتہا کو پہنچے ہوں گے۔ کچھ بھی برداشت نہیں کرسکیں گے اور بعض لوگ بعض سے کہیں گے تم دیکھ نہیں رہے ہم سب کس مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہیں؟ کیا تم یہ دیکھ نہیں رہے؟ کہ پریشانی کس حد تک پہنچی ہوئی ہے؟ کیا تم ایسا شخص نہیں دیکھتے جو ہماری سفارش کردے تمہارے ربّ کے آگے؟

شفاعت کے لئے سارے لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے التجا کریں گے

لہٰذا بعض لوگ بعض سے کہیں گے کہ آدم کے پاس جاؤ۔ لہٰذا آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے، اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ نے آپ کو دست قدرت سے خود تخلیق فرمایا تھا اور آپ کے اندر روح پھونکی تھی اور فرشتوں کو حکم دیا تھا انہوں نے آپ کو سجدہ کیا تھا آپ ہمارے لئے اپنے ربّ سے سفارش کیجئے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس کیفیت سے دوچار ہیں؟ آپ دیکھ نہیں رہے ہم کس اذیت کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں؟

مگر آدم علیہ السلام فرمائیں گے میرا ربّ آج کے دن اس قدر غضب میں ہے اس قدر غضب میں نہ پہلے کبھی ہوا نہ اس کے بعد ہوگا۔ اس نے مجھے منع کیا تھا کہ فلاں درخت سے نہیں کھانا مگر مجھ سے اس کی نافرمانی ہوگئی تھی مجھے اپنے نفس کا ڈر ہے۔ وہ فرمائیں گے: نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

شفاعت کے لئے سارے لوگ نوح علیہ السلام سے التجا کریں گے

لہٰذا وہ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے۔ اے نوح! آپ دھرتی پر پہلے رسول ہیں، اللہ نے آپ کا نام عبداًشکور رکھا تھا آپ ہمارے لئے اپنے ربّ سے سفارش کیجئے کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہم جس کیفیت میں مبتلا ہیں؟ کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس حد تک پریشان ہیں؟ وہ جواب دیں گے کہ میرا ربّ اس قدر غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے اتنا غصے میں ہوا نہ بعد میں کبھی ہوگا، میں نے اس سے دنیا میں ایک دعا مانگ لی تھی اس نے مجھے منع کردیا تھا (مشرک بیٹے کی سفارش)۔ مجھے اپنی ذات کا ڈر ہے۔ تم لوگ جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس۔

شفاعت کے لئے سارے لوگ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے التجا کریں گے

لہٰذا سب لوگ جائیں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس، اور جا کر کہیں گے، آپ اللہ کے نبی ہیں اس کے خلیل ہیں، اہل زمین میں سے ہمارے لئے سفارش کیجئے اپنے ربّ کے ہاں۔ کیا آپ دیکھ نہیں رہے، ہم جس کیفیت میں ہیں؟ آپ دیکھ نہیں رہے وہ حالت جو ہمیں پہنچی ہے؟ ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے، بے شک میرا ربّ آج اس قدر غضب میں ہے کہ وہ اس سے پہلے کبھی نہیں تھا نہ ہی

اس کے بعد ہوگا۔ اور وہ اپنے کذبات ذکر کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ مجھے اپنے نفس کا خوف ہے میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس۔

شفاعت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کریں گے

پھر وہ آئیں گے موسیٰ علیہ السلام کے پاس۔ وہ کہیں گے، اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے آپ کو فضیلت دی ہے اپنا رسول ہونے کی، اپنا کلیم بنانے کی سارے لوگوں میں سے۔ آپ ہمارے لئے شفاعت کیجئے اپنے ربّ کی طرف، آپ دیکھتے نہیں وہ کیفیت جس میں ہم مبتلا ہیں؟ کیا آپ دیکھتے نہیں جو تکلیف ہمیں پہنچی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے بے شک میرا ربّ آج اس قدر غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی تھا اور نہ ہی بعد میں ہوگا۔ میں نے ایک انسان مار دیا تھا جس کے مار دینے کا مجھے حکم نہیں تھا آج مجھے اپنی ذات کا ڈر ہے، بلکہ تم لوگ جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس۔

سب لوگ شفاعت کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے التجا کریں گے

وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے، اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں آپ مہد میں جھولے میں ہوتے تھے، لوگوں سے کلام کیا کرتے تھے آپ اللہ کی طرف سے کلمہ ہیں، جسے اللہ نے مریم کی طرف القا کیا تھا، آپ رُوح اللہ کلمۃ اللہ ہیں۔ آپ ہمارے بارے میں سفارش کریں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس اذیت میں ہیں؟ آپ دیکھتے نہیں جو ہمیں مصیبت پہنچی ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میرا ربّ آج اس قدر غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنے غصے میں آیا نہ آئندہ کبھی آئے گا مگر انہوں نے کوئی گناہ ذکر نہیں کیا۔ وہ کہیں گے مجھے اپنے نفس کی پڑی ہوئی ہے، میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

شفاعت کُبریٰ کے منصب کے حامل خصوصیت کے حق دار ہماری اُمیدوں اور آرزؤں کے مرکز شافع محشر حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ عالی میں پوری انسانیت شفاعت کے لئے التجا کرے گی اور آپ شفاعت فرمائیں گے

لہٰذا سب حضرت محمد رسول اللہ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے، اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ خاتم النبیین ہیں، اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں، آپ اپنے ربّ کی بارگاہ عالی میں ہمارے لئے شفاعت فرمائیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس کرب میں مبتلا ہیں اور ہم کس مصیبت سے دوچار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں چلوں گا اور عرش کے دروازے پر حاضر ہو کر اپنے ربّ کی بارگاہ عالی میں سجدے میں پڑ جاؤں گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ میرے لئے کھولیں گے اور مجھے الہام کریں گے اپنی حمدیں اور حسن ثنا جو اس نے مجھ سے قبل کسی کے لئے نہیں کھولی ہوں گی۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر سجدے سے اُٹھایئے اور مانگئے اس کو عطا کیا جائے گا اور آپ سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ لہٰذا میں سر اُٹھاؤں گا اور میں کہوں گا اور میں عرض کروں گا۔

''اے میرے ربّ! میری اُمت پر رحم فرما، میری اُمت پر رحم کر۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنی اُمت کے اس طبقے کو باب ایمن سے داخل کیجئے جنت کے دروازوں میں سے جن پر کوئی حساب و کتاب نہیں ہے اور وہ لوگ دیگر لوگوں کے ساتھ دیگر دروازوں سے داخلے کے حق دار ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے بے شک جنت کے دروازوں کی دونوں چوکھٹوں کے درمیان مسافت اتنی ہوگی جیسے مکہ اور ہجر کے درمیان کی مسافت ہے''۔ (یہ ایک عظیم شہر تھا جو کہ بلاد بحرین کا قاعدہ و پائندہ تھا)۔ یا جیسے مکہ اور بُصریٰ کا فاصلہ ہے (یعنی بصریٰ مشہور شہر تھا دمشق سے تین مراحل پر)

مسلم نے اس طویل روایت کو نقل کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا دوسرے طریق سے ابوحیان سے۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن برہان الغزال نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، ان کو قاسم بن مالک مزنی نے، مختار بن فلفل سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا قیامت کے دن، اور قیامت کے دن تمام انبیاء سے میرے تابعدار زیادہ ہوں گے۔ بے شک بعض انبیاء قیامت کے دن ایسے بھی ہوں گے جب کوئی نبی آئے گا تو اس کے ساتھ اس کا صرف ایک تابعدار ہوگا اس کی تصدیق کرنے والا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے مختار بن فلفل سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ مسلم۔ کتاب الایمان ص ۱/۱۸۴۔۱۸۶)

حضور کو لواء الحمد (تعریف الٰہی کا جھنڈا) عطا کیا جائے گا .... (۱۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو یونس بن محمد نے، ان کو لیث بن سعد نے یزید بن الہاد سے، اس نے عمرو بن ابوعمرو سے، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے، بے شک میں پہلا شخص ہوں گا لوگوں میں سے کہ زمین (قبر) پھٹے گی میری پیشانی کی جگہ سے قیامت کے دن اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور مجھے لواء الحمد (تعریف الٰہی کا جھنڈا) عطا کیا جائے گا اور کوئی فخر نہیں ہے۔ میں قیامت کے دن سارے لوگوں کا سردار ہوں گا کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلا شخص ہوں گا قیامت کے دن جو جنت میں داخل ہوگا اور کوئی فخر نہیں ہے۔

میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کے کونڈے پکڑ کر ہلاؤں گا فرشتے کہیں گے یہ کون ہے؟ میں کہوں گا کہ میں محمد ہوں۔ لہٰذا وہ میرے لئے کھولیں گے میں پالوں گا الجبار کو میں اس کے لئے سجدہ کروں گا وہ فرمائے گا، اے محمد! سر سجدے سے اُٹھایئے اور بات کیجئے تیری بات سُنی جائے گی اور کہئے تجھ سے قبول کی جائے گی اور شفاعت کیجئے تیری شفاعت مانی جائے گی۔ لہٰذا میں سر اُٹھاؤں گا اور کہوں گا اُمتی اُمتی یا ربّ۔ اے میرے ربّ! میری اُمت کو معاف کر دے۔ وہ فرمائے گا تم اپنی اُمت کی طرف جاؤ جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو جنت میں داخل کر دو۔

آگے حدیث ذکر کی اس شخص کے بارے میں جس کے دل میں آدھے جو کے برابر ایمان ہو، اس کے بعد جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو۔ اس کے بعد اس کے نکالنے کے بارے میں جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا اور اللہ کے ساتھ کسی شئ کو شریک نہیں کرتا تھا۔ (مسند احمد ۱۴۴/۳)

حضور ﷺ کے لئے ابواب جنت کا کھلنا .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے آخرین میں بغداد میں، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ عبدی نے، ان کو ابونضر ہاشم بن قاسم نے سلیمان بن مغیرہ سے، اس نے ثابت بنانی سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور کھلواؤں گا جنت کا دربان کہے گا آپ کون ہیں؟ میں بتاؤں گا کہ میں محمد ہوں، وہ کہے گا کہ، مجھے حکم دیا گیا تھا کہ آپ کے آنے سے پہلے جنت کا دروازہ کسی کے لئے بھی نہ کھولوں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عمرو الناقد سے اور زہیر سے، اس نے ہاشم سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۳۳۳ ص ۱/۱۸۸)

حضور ﷺ کی شفاعت کا قبول ہونا .... (۲۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو یحییٰ بن عثمان صالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو بکر بن مضر نے، ان کو جعفر بن ربیعہ نے، ان کو صالح بن عطاء بن حباب نے، ان کو عطاء بن ابورباح نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور میں خاتم النبیین ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور پہلا شخص ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی اور کوئی فخر نہیں ہے۔

بروز قیامت امام وخطیب .... (۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو احمد زبیری نے، ان کو شریک نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے، اس نے طفیل بن اُبی بن کعب سے، اس نے اپنے والد سے،

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا میں لوگوں کا امام اور خطیب ہوں گا۔ اور ان کا شفاعت کنندہ ہوں گا اور کوئی فخر نہیں ہے۔ (ترمذی۔کتاب المناقب۔حدیث ۳۶۱۳۔ص ۵/۵۸۶)

زہیر بن محمد سے اس کا متابع لائے ہیں۔

حضور ﷺ کا اپنی اُمت سے شفقت اور شفاعت کرنا .... (۲۲) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو ہدبہ بن خالد نے، ان دونوں نے حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے، اس نے ابونضرہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ بصرہ شہر کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی نبی ایسا نہیں تھا بلکہ ہر ایک کی کوئی مقبول دعا ہوئی تھی۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے وہ کہتے کہ ہم لوگوں کو خطبہ دیا تھا حضرت ابن عباس نے بصرہ کے منبر پر۔ انہوں نے اللہ کی حمد کی اور اس کی ثنا کی پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کوئی نبی اس کے سوا نہیں گزرا، ہر ایک کی ایک خاص دعا ہوا کرتی تھی جس کو وہ دنیا میں ہی پورا کرالیا کرتا تھا۔ جبکہ میں نے اپنی ایسی دعا کو اپنی اُمت کے لئے شفاعت کرنے کے لئے قیامت کے دن کے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے۔ خبردار بے شک میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا قیامت کے دن اور کوئی فخر نہیں ہے اور میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر پھٹے گی اُٹھنے کے لئے اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور میرے ہاتھ میں ہوگا لواء الحمد، اس کے نیچے آدم اور ماسوا ہوں گے اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور شفاعت والی حدیث اپنے طول سمیت ذکر کی اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔

فرمائیں گے کہ میں اس منصب کا حق دار نہیں ہوں مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود ٹھہرایا گیا، لیکن تم لوگ دیکھتے ہو کہ اگر ایک ایسے برتن میں کچھ چیز ہو اور اس پر مہر لگا دی جائے تو کیا پھر اس چیز تک پہنچا جا سکتا ہے جو اس کے اندر ہو جب تک کہ وہ مہر نہ توڑ دی جائے۔ وہ لوگ کہیں گے واقعی اس چیز تک رسائی نہیں ہوسکتی۔ عیسیٰ بمعہ دوسرے کہیں گے محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں وہ آج کے دن موجود ہیں اور ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہیں (یعنی وہ حساب کتاب سے پاک ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ ہمارے لئے ہمارے پروردگار کے سامنے شفاعت کیجئے حتیٰ کہ ہمارے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ لہٰذا میں کہوں گا کہ بے شک میں اس کا حق دیا گیا ہوں، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خود جس کے لئے چاہے گا اجازت دے گا اور پسند کرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرے گا کہ وہ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ کرے تو اعلان کرنے والا اعلان کردے گا کہ کہاں ہے احمد اور اس کی اُمت؟ میں اُٹھ کھڑا ہوں گا اور میری اُمت بھی میری اتباع کرتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوگی۔ ان کے چہرے اور ہاتھ پیر چمک رہے ہوں گے وضو کے اثر کی وجہ سے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم آخر والے قیامت میں اوّل ہوں گے ہم آخری اُمت ہیں، مگر اور حساب کتاب میں اول ہوں گے۔ اور دیگر اُمتیں ہمارے رستے سے ہٹادی جائیں گی۔ اور اُمتیں کہیں گی قریب ہے یہ اُمت سارے انبیاء ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں باب جنت پر پہنچوں گا اور کھلواؤں گا، پوچھا جائے گا کہ یہ کون ہے؟ میں کہوں گا احمد ہوں، لہٰذا میرے لئے دروازہ کھولا جائے گا۔ اور میں اپنے ربّ تک پہنچ جاؤں گا، وہ کرسی پر موجود ہوگا۔ لہٰذا میں سجدے میں گر جاؤں گا اور میں اپنے ربّ کی تعریف کروں گا محامد کے ساتھ کہ اس جیسی حمدوں کے ساتھ کہ مجھ سے قبل کسی نے تعریف نہیں کی ہوگی، نہ ہی میرے بعد کوئی ایسی حمدوں کے ساتھ اس کی تعریف کرے گا۔ مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اُٹھائیے اور کہیے تمہاری بات سُنی جائے گی اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا، آپ شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

لہٰذا میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور کہوں گا، اے میرے ربّ میری اُمت کو بخش دے، میری اُمت کو بخش دے۔لہٰذا کہا جائے گا جایئے جا کر جہنم سے اس کو نکال لیجئے جس کے دل میں اتنی اتنی خیر ہو۔ میں جاؤں گا اور جا کر ان کو نکال لاؤں گا۔ پھر جا کر میں سجدے میں گر جاؤں گا۔ پھر کہا جائے گا کہ اپنا سر سجدے سے اُٹھایئے اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ میرے لئے کوئی حد مقرر کی جائے گی لہٰذا میں ان کو نکال لوں گا۔ (مسند احمد ۱/۲۸۱۔مجمع الزوائد ۱۰/۳۷۲)

(۲۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن سیماء مقری نے، وہ ہمارے پاس حج کرنے آئے تھے، ان کو حدیث بیان کی ابوسعید خلیل بن احمد بن خلیل قاضی سجزی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن اسحاق ثقفی نے، ان کو ابوعبیداللہ یحییٰ بن محمد سکن نے، ان کو حبان بن ہلال نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے، ان کو عبیداللہ بن عمر نے خبیب بن عبدالرحمٰن سے، اس نے حفص بن عاصم سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو آدم کے لئے ان کے بیٹوں کو عظمت دی۔ لہٰذا وہ اپنے بیٹوں میں سے بعض کی بعض پر فوقیت وفضیلت کو دیکھنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے مجھے دیکھا سب لوگوں کے نیچے سے اُبھرتے اور بلند ہوتے نور اور روشنی کی صورت میں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ تیرا بیٹا احمد ﷺ ہے۔ وہ اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہ پہلا شفاعت کرنے والا ہے۔

(۲۴) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو محمد بن حیوۃ نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو منصور بن ابوالاسود نے، ان کو لیث نے ربیع بن انس سے (ح)۔

بعض دیگر خصوصیات رسول

(۲۵) ہمیں خبر دی ابوسعید عبدالرحمٰن بن محمد شابہ شاہد نے ہمدان نے، ان کو ابوالعباس فضل بن فضل شاہد نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ احمد بن علی نے، ان کو خلف بن ہشام بزاز نے، ان کو حبان بن علی عنزی نے، ان کو لیث بن ابوسُلیم نے، ان کو عبیداللہ بن زحر نے ربیع بن انس سے انہوں نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں گا زمین میں سے خروج کے اعتبار سے جب لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔ میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ آئیں گے، میں ان کا خطیب ہوں گا، جب وہ خاموش ہوں گے، میں ان کا سفارشی ہوں گا جب وہ روک لئے جائیں گے، میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ مایوس ہو جائیں گے۔ اس دن کرم کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور جنت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں اولادِ آدم میں اپنے ربّ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت دار ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ میرے اردگرد ہزار خادم پھرتے ہوں گے (اتنے خوبصورت) جیسے کہ وہ چھپے ہوئے موتی ہیں۔ (ترمذی۔کتاب المناقب۔حدیث ۳۶۱۰ ص ۵/۵۸۵)

اور اصفہانی کی ایک روایت میں ہے کہ عزت وشرافت اور چابیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی، اور فرمایا کہ حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اس دن۔ فرمایا کہ گویا کہ سفید انڈے ہیں چھپائے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

محمد بن فضیل نے اس کے متابع بیان کی ہے عبیداللہ بن زحر سے، اسی طرح خبر دی اس کو ابومنصور احمد بن علی دلبغانی نے مقام بیہق میں۔

ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے (ح)۔ ان کو غیدان الاہوازی نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے مسند میں، ان کو خبر دی وکیع نے ادریس سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اودی نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ یہ آیت :

عسی ان یبعثك ربك مقامًا محمودًا

کہ حضور نے فرمایا اس سے مراد الشفاعۃ ہے۔ (ترمذی۔کتاب التفسیر۔حدیث ۳۱۳۷ ص ۵/۳۰۳)

اللہ کے نزدیک اکرم الخلائق قیامت میں حضرت محمد ﷺ ہوں گے

(۲۶) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو مسعودی نے عاصم سے، اس نے ابووائل سے، اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا اور بے شک تمہارا اصاحب (محمد ﷺ) خلیل اللہ ہے اور بے شک محمد قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ عزت دار ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے پڑھا :

عسى ان يبعثك ربك مقامًا محمودًا

آدم علیہ السلام کے پانچ سردار بیٹے

(۲۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو ابو احمد زبیری نے، ان کو حمزہ زیات نے، ان کو عدی بن ثابت نے ابو حازم سے، اس نے ابو ہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ اولاد آدم کے سردار پانچ ہیں۔ نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم۔ مگر ان میں سے بہتر محمد ﷺ ہیں۔ (مستدرک للحاکم ۲/۵۴۶)

(۲۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن اسماء نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مہدی بن میمون نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن ابو یعقوب نے بشر بن شغاف ضبی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کے دن حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایام دنیا میں سے اعظم یوم جمعہ ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام کی تخلیق کی گئی۔ اس میں قیامت قائم ہوگی اور سب سے زیادہ محترم اور عزت والا اللہ کا خلیفہ اللہ کے نزدیک ابوالقاسم محمد ﷺ ہے۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ آپ کے اُوپر رحم کرے پس ملائکہ اور فرشتوں کا کیا مقام ہے؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے میری طرف دیکھا اور ہنس دیئے۔

پھر فرمایا، اے بھتیجے کیا آپ جانتے ہیں کہ فرشتے کیا ہیں؟ کون ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ملائکہ (فرشتے) ایک مخلوق ہیں۔ جیسے زمین ایک مخلوق ہے، آسمان ایک مخلوق ہے، جیسے بادل ایک مخلوق ہیں، جیسے پہاڑ مخلوق ہیں، جیسے ہوائیں مخلوق ہیں، جیسے اور تمام مخلوقات۔ بے شک تمام تر مخلوقات میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والی مخلوق ابوالقاسم (محمد ﷺ) ہیں۔ بے شک جنت آسمانوں میں ہے (رفعتوں اور بلندیوں پر ہے)۔ اور بے شک جہنم زمین میں ہے (یعنی نیچے ہے)۔ پس جس وقت قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ مخلوقات کو ایک ایک نبی کی اُمت کر کے بھیجے گا حتیٰ کہ احمد ﷺ اور آپ کی اُمت تمام اُمتوں کے آخر میں ہوں گے مرکز ہونے کے اعتبار سے۔

فرمایا کہ اس کے بعد جہنم کے اُوپر ایک پُل نصب کیا جائے گا، اس کے بعد منادی کرنے والا منادی کرے گا، کہاں ہیں احمد اور ان کی اُمت؟ لہٰذا حضور کھڑے ہوں گے آپ کے پیچھے اُمت بھی کھڑی ہو جائے گی نیک بھی اور بد بھی۔ پس لوگ پُل کو پکڑیں گے (یعنی اس پر چڑھنا چاہیں گے)۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کی آنکھیں مٹادے گا لہٰذا وہ اس میں دائیں بائیں حیران پریشان ہوں گے اور نبی کریم ﷺ اور نیک لوگ آپ کے ساتھ نجات پاجائیں گے اور فرشتے ان سے ملیں گے۔ وہ ان کی منازل اس میں دیکھیں گے جنت کے اندر تیرے دائیں اور بائیں طرف۔ حتیٰ کہ آپ اپنے ربّ کے پاس پہنچیں گے۔ لہٰذا ان کے لئے کرسی رکھی جائے گی۔

انہوں نے حدیث ذکر کی تمام انبیاء کے بارے میں۔

(۲۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم بن ابوایاس نے، ان کو مسعودی نے، ان کو سعید نے یعنی ابن ابوسعید نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

وما ارسلناك الا رحمة للعلمين ۔ (سورۃ الأنبیاء : آیت ۱۰۷)

فرمایا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لایا اس کے لئے رحمت پوری ہوگئی دنیا میں اور آخرت میں ۔ اور جو شخص نہیں ایمان لایا اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ وہ عافیت دے دیا گیا اس مصیبت سے جو پہلی اُمتوں کو پہنچتی تھی ۔ جلدی جلدی دنیا میں کوئی عذاب ۔ مثلاً زمین میں دھنس جانا، شکلیں تبدیل ہو جانا اور پتھر برسا کر مار دینا ۔ یہ حضور کی رحمت ہے دنیا میں ۔

حضور ﷺ عالمی نبی ورسول ہیں .... (۳۰) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو عباس بن عبداللہ ترقفی نے، ان کو حفص بن عمیر عدنی نے حکم بن ابان سے، اس نے عکرمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابن عباس سے، وہ فرماتے تھے بے شک اللہ عزوجل نے فضیلت دی ہے محمد ﷺ کو اہل آسمان اور انبیاء کرام پر ۔ لوگوں نے پوچھا، اے ابن عباس حضور ﷺ کی اہل آسمان پر کیا فضیلت ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اہل آسمان سے فرماتے ہیں :

ومن يقل منهم انى اله من دونه فذلك نجزيه جهنم كذلك نجزى الظالمين
(سورۃ انبیاء : آیت ۲۹)

جو ان میں سے یہ کہے کہ میں الہ و معبود ہوں اللہ کے سوا بھی وہی ہے وہ جس کو جہنم کی جزا دیں گے اسی طرح ہم ظالموں کو جزا دیتے ہیں ۔

اور اللہ تعالیٰ محمد ﷺ سے فرماتے ہیں :

انا فتحنالك فتحا مبينا ليغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر
(سورۃ فتح : آیت ۱)

بے شک ہم نے آپ کو فتح مبین عطا کی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے ۔

لوگوں نے کہا، اے ابن عباس! انبیاء کرام پر حضور ﷺ کی کیا فضیلت ہے؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وما ارسلنا من رسول الابلسان قومه ۔ (سورۃ ابراہیم : آیت ۴)

ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ ان کی اپنی قوم کی زبان کے بھیجے تھے ۔

اور محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا :

وما ارسلناك الا كافة للناس ۔ (سورۃ سبا : آیت ۲۸)

چنانچہ اللہ نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں اور جنوں کے لئے بھیجا ۔

(۳۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو حسن بن عباس رازی نے، ان کو محمد بن ابان نے، ان کو ابراہیم بن حکم بن ابان نے اپنے والد سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے اسی کی مثل ہاں مگر انہوں نے یہ کہا ہے، اے ابن عباس! اور زیادہ کیا ہے نبی کے ذکر میں آیت کے بعد۔ تحقیق لکھ دی گئی اس کے لئے براءت آگ سے اور اس کے آخر میں کہا ہے، بھیجا تھا ان کو جن وانس کی طرف ۔ وہ فرماتے تھے، اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں ۔

(۳۲) ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابوالعباس اصم ؒ نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو ابواسامہ نے ابوعثمان مکی سے، اس نے عبداللہ بن کثیر سے، اس نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں نافلة لك (سورۃ اسراء : آیت ۷۹) کہ یہ حکم آپ کے لئے زیادہ ہے ۔ مجاہد کہتے ہیں کہ یہ نافلة کسی کے لئے نہیں سوائے نبی کریم ﷺ کے ۔ خصوصی طور پر اس لئے کہ تحقیق ان کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے ۔ لہٰذا آپ جو بھی عمل کرتے تھے فرض عمل کے ساتھ نافلة ہوتا تھا سوائے فرض عمل ۔ اس لئے کہ وہ یہ عمل گناہوں کے

www.ahlehaq.org

کفارے میں نہیں کرتے تھے جبکہ دیگر لوگ فرض کے ماسوا جو عمل کرتے ہیں وہ اپنے گناہوں کے کفارہ میں کرتے ہیں۔لہٰذا لوگوں کے لئے نوافل واضافی عمل نہیں بلکہ یہ خصوصی طور پر نبی کے لئے ہے۔

اللہ کا حضور ﷺ کی زندگی کی قسم کھانا .... (۳۳) ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے، ان کو ان کے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابوبکر محمد بن نصر جارودی نے، ان کو ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی نے، حالانکہ میں نے ان سے پوچھا تھا انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعباد یحییٰ بن عباد ضبعی نے سعید بن زید سے، اس نے عمرو بن مالک نکری سے، اس نے ابوالجوزاء سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا، اللہ نے کوئی ایسی مخلوق پیدا ہی نہیں کی جو اللہ کے نزدیک محبوب ہو۔محمد ﷺ سے میں نے نہیں سُنا کہ اللہ نے کسی کی زندگی اور حیات کی قسم کھائی ہو، مگر حضور کی زندگی کی اللہ نے قسم کھائی ہے قرآن میں :

لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون

تیری زندگی کی قسم ہے کافر اپنے کفر کے نشے میں حیران وسرگردان ہیں۔

مراد ہے کہ وحیاتك انهم لفی الخ

(۳۴) بہرحال وہ حدیث جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوسعید عبدالملک بن ابوعثمان زاہد نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حمویہ بن عباد سراج نے، ان کو محمد بن ولید بن ابان ابوجعفر نے مکہ میں، ان کو ابراہیم بن صدقہ نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے آدم علیہ السلام پر دوخصوصیتوں کی بنا پر فضیلت دی گئی ہے کہ میرا شیطان کافر تھا (قرین)۔اللہ نے میری مدد کی ہے وہ مسلمان ہو گیا ہے اور میری بیویاں میری معاون ہیں جبکہ آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی ان کی معاون تھی ان کی غلطی کرنے پر۔

یہ روایت ہے محمد بن ولید بن ابان کی، اس کا شمار ان لوگوں میں ہے جو حدیث وضع کرتے خود گھڑتے تھے۔مصنفؒ نے خود ہی اس روایت کے راوی کو وضاع الحدیث تسلیم کیا ہے۔(مترجم)

حضرت آدم کا حضرت محمد ﷺ کا واسطہ دینا .... (۳۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے اور بطور قراءت کے، ان کو ابوسعید عمرو بن محمد بن منصور عدل نے بطور املاء کے، ان کو ابوالحسن محمد بن اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے ان کو ابوالحارث عبداللہ بن مسلم فہری نے مصر میں ابوالحسن نے کہا کہ یہ ابوعبیدہ بن جراح کے گروہ میں تھے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن مسلمہ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے عمر بن خطاب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام نے اپنی خطاء کا اعتراف کر لیا تو عرض کی،

''اے میرے ربّ میں آپ سے سوال کرتا ہوں حق محمد کے ساتھ کہ آپ میری مغفرت کر دیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم تم محمد کو کیسے جانتے ہو؟ میں نے تو ابھی اس کو پیدا بھی نہیں کیا ہے۔انہوں نے جواب دیا، اے میرے ربّ آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی رُوح پھونکی، میں نے سر اُوپر اُٹھایا تو میں نے عرش کے پائے پر یہ لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نے جان لیا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ یونہی کسی کے نام کو نہیں جوڑ لیا بلکہ وہ ساری مخلوق سے آپ کو زیادہ محبوب ہے۔اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا، سچ کہا آپ نے اے آدم۔بے شک میری ساری مخلوق سے مجھے زیادہ محبوب ہے جب تم نے اس کے حق کے ساتھ سوال کیا ہے تو میں نے تجھے بخش دیا ہے، اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا''۔

اس روایت کے ساتھ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم منفرد ہے اس طریق سے اس سے۔اور وہ ضعیف بھی ہے۔واللہ اعلم

www.ahlehaq.org

(مترجم کہتا ہے) کہ امام بیہقیؒ نے حدیث کے راوی عبدالرحمٰن کا تفرد بنایا ہے اور خود ہی اس کو ضعیف تسلیم کیا ہے۔ نیز یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے اور امام احمد نے اور نسائی نے میزان الاعتدال جلد۲ ص ۵۶۴ علامہ عقیلی نے اس کو ضعفاء الکبیر میں لکھا ہے۔

اہل جنت کی پکار ان کے ناموں سے ہوگی کنیت سے نہیں

(۳۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن داؤد بن سلیمان صوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ پڑھی گئی (یہ روایت) ابوعلی محمد بن محمد اشعت کوفی کے سامنے مصر میں جبکہ میں سُن رہا تھا۔ انہوں نے اقرار کیا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن موسیٰ بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب نے مدینۃ الرسول میں، ان کو حدیث بیان کی ابو اسماعیل بن موسیٰ نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا علی بن حسین بن علی سے، اس نے اپنے والد حسین بن علی بن ابوطالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت کے لئے کنیت استعمال نہیں کی جائیں گی بلکہ نام سے پکارے جائیں گے سوائے آدم علیہ السلام کے ان کی کنیت استعمال کی جائے گی ابومحمد ﷺ کے نام سے تعظیم وتوقیر کے لئے۔

حضور کو یا محمد کہہ کر نہ پکارو

(۳۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن احمد صحّاف کوفی نے، ان کو عیسیٰ بن عبدالرحمٰن نے، ان کو محمد بن ابان نے، ان کو ابواسحاق نے علقمہ سے اور اسود سے، اللہ کے اس قول کے بارے میں :

لا تجعلوا دعآء الرسول بينكم كدعآء بعضكم بعضًا ۔ (سورۃ نور : آیت ۶۳)

جیسے تم لوگ بعض بعض کو بلاتے ہو، اس طرح رسول کو نہ پکارا کرو۔

انہوں نے کہا کہ یعنی یوں نہ کہا کرو یا محمد۔ بلکہ کہا کرو یا رسول اللہ، یا کہا کرو یا نبی اللہ۔

باب ۲۴۷

انبیآء کرام کے درمیان تفضیل وترجیح

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

(سورۃ بقرہ : ۲۵۳)

وہ (مذکور) جملہ انبیآء ورسل ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت وعظمت عطا کی ہے۔

تشریح : اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اس نے انبیاء کرام کے درمیان فضیلت وعظمت میں تفاوت اور فرق قائم کر رکھا ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

یہاں پر ایک سوال واشکال وارد ہوتا ہے کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ انبیاء کو ایک دوسرے پر فوقیت وترجیح نہیں دینی چاہئے؟ مصنفؒ اس کا جواب دینے کے لئے فرماتے ہیں۔ (از مترجم)

www.ahlehaq.org

جواب : بہرحال اخبار وحدیث جوانبیاء کے درمیان تفضیل وترجیح سے نہی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں سوائے اس کے نہیں کہ اہل کتاب کے مجادلہ کے بارے میں آئی ہیں۔ ہمارے نبی علیہ السلام کی ان کے انبیاء کوفضیلت دینے کی بابت۔

کیونکہ مخایرۃ کا عمل یعنی ایک دوسرے سے فوقیت وترجیح دینے کا عمل جب دو مختلف ادیان کے درمیان واقع ہوگا تو لازمی بات ہے کہ ہرایک دونوں سے جس کوفضیلت دے گا تو دوسرے کی تنقیص اور کمی کا مرتکب بھی ہوگا لامحالہ۔ لہٰذا اس طرح وہ کسی نبی کی تنقیص شان کر کے کفر کا مرتکب ہوگا۔ کیونکہ کسی بھی نبی کی تنقیص کرنا کفر ہے۔ لہٰذا کفر کا مرتکب ہوجائے گا اور بہرحال جب ترجیح اور تفضیل کا یہ عمل ایک مسلم کی طرف سے ہوگا تو وہ صرف اس افضل سے واقفیت کا ارادہ کرے گا اور چاہے گا اور وہ دونبیوں کے درمیان تقابل اس لئے کرے گا تا کہ اس کے سامنے زیادہ ارجح کا راجح واضح اور ظاہر ہوجائے۔ اور یہ بات ممنوع اور منہی عنہ نہیں ہے اس لئے کہ رُسُل جب ایک دوسرے سے فضیلت کے حامل ثابت ہوں گے تو اس کے لئے واجب ہوگا افضل کا حق افضل کو ملے۔ اور یہ فضیلت اس کا حق ہوگا۔ اور حق جب ثابت اور واجب ہوجاتا ہے تو ادا کرنے کی طرف رہنمائی نہیں ہوتی مگر اس کی معرفت کے بعد اور اس کے مستحق کی معرفت کے بعد۔ لہٰذا افضل کی معرفت حاصل کرنا ایک ضرورت ہوگی۔ اور یہ بھی واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر دلالت ورہنمائی بھی ہو۔ اور محتاج الیہ چیز یعنی ضروری چیز کے علم کی طلب اس کی جانب سے اعلام وآگاہی جو مقرر ہو اس قبیل سے ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم

یہ قول عبداللہ حلیمیؒ کا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے عرش کا کونا پکڑے کھڑے ہوں گے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابومحمد مزنی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو شعیب نے زہری سے، ان کو خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور سعید بن مسیّب نے، ان کو خبر دی ابوہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی نے تلخ کلامی کی۔ مسلمان نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو چُن لیا اور سارے جہانوں پر برگزیدہ کیا ہے، گویا اس نے قسم کھا کر کہا۔ یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو سارے جہانوں پر برگزیدہ کیا۔ اس پر مسلمان کو طیش آ گیا اُس نے ہاتھ اُٹھایا اور یہودی کے منہ پر ایک تھپڑ رسید کر دیا۔

وہ یہودی نبی کریم کے پاس شکایت لے کر چلا گیا۔ اس نے جا کر حضور ﷺ کو خبر دی اپنے اور مسلمان کے معاملے کی، نبی کریم نے فرمایا :

لا تخیرونی علیٰ موسیٰ ۔ ترجمہ : مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دیا کرو۔

فان الناس یصعقون ۔ ترجمہ : قیامت کے دن جب لوگ بے ہوش ہوجائیں گے۔

فاکون اول من یفیق ۔ ترجمہ : لہٰذا میں پہلا شخص ہوں گا جو ہوش میں آئے گا۔

فاذا موسیٰ باطش بجانب العرش ۔ ترجمہ : میں اچانک دیکھوں گا کہ وہ عرش کے کونے پکڑے کھڑے ہوں گے۔

فلا ادری اکان فیمن صعق فافاق قبلی

مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ بھی بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے۔

ام کان ممن استثنیٰ اللہ عزوجل

یا وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ نے بیہوشی سے بچالیا تھا (اس لئے مجھے ان پر ترجیح نہ دیں، یہ ایک گویا ان کی بھی وجہ ترجیح ہے)۔ مترجم

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن عبدالرحمن نے ،اس نے ابوالیمان سے۔
(بخاری۔کتاب الانبیاء۔حدیث ۳۴۰۸۔فتح الباری ۶/۴۴۱۔مسلم۔کتاب الفضائل۔باب فضل موسیٰ)

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے ،ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ،ان کو یونس بن حبیب نے ،ان کو ابوداؤد نے ،ان کو عبدالعزیز بن ابوسلمہ نے ،ان کو عبداللہ بن فضل نے ابوسلمہ سے ،اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

لا تفضلونی بین انبیاء اللّٰہ او بین الانبیاء علیھم السلام
مجھے اللہ کے نبیوں کے درمیان فضیلت نہ دیا کریں ،یا کہا تھا کہ انبیاء علیہم السلام کے درمیان۔

اسی طرح کہا ہے ابوسلمہ سے۔(بخاری۔کتاب الانبیاء۔فتح الباری ۶/۴۵۰۔مسلم۔کتاب الفضائل۔حدیث ۱۶۰ ص ۴/۱۸۴۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے ،ان کو محمد بن نعیم نے ،ان کو محمد بن رافع نے ،ان کو حجین بن مثنیٰ نے ،ان کو عبدالعزیز بن عبداللہ بن فضل ہاشمی نے عبدالرحمن اعرج سے ،اس نے ابوہریرہ سے ،وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی اپنا سامان پیش کر رہا تھا اس طرح ابوہریرہ نے یہودی کا قصہ ذکر کیا اور اوراسی بارے میں نبی کریم ﷺ کا قول ذکر کیا :

لا تفضلونی بین انبیاء اللّٰہ ۔ (ترجمہ) مجھے اللہ کے نبیوں میں فضیلت نہ دیا کرو۔

اور آخر میں یہ قول اضافہ کیا ہے :

لا اقول ان احدا افضل من یونس بن متی ۔ (ترجمہ) میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ کوئی ایک شخص (نبی) افضل ہے یونس بن متی سے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں اسی طرح اپنے طول کے ساتھ۔(بخاری۔کتاب الانبیاء۔مسلم۔کتاب الفضائل ص ۱۸۴۶)

مجھے موسیٰ بن متیٰ پر فضیلت مت دو .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعلی بن حسین بن محمد روذباری نے ،ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے ،ان کو ابوداؤد نے ،ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ،ان کو وہب نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعلی بن احمد بن عبدان نے ،ان کو احمد بن عبید نے ،ان کو معاذ بن مثنیٰ نے ،ان کو ایوب بن یونس نے ،ان کو وہب بن عمرو بن یحییٰ نے عمارہ سے ،اس نے اپنے والد سے ،اس نے ابوسعید خدری سے ، یہ کہ انصار میں سے ایک آدمی نے بازار میں کسی یہودی آدمی سے سنا وہ کہہ رہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو برگزیدہ بنایا بشر پر۔مسلمان نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا اور کہا اے خبیث آدمی کیا ابوالقاسم (محمد ﷺ) پر بھی اس کو برتری دی تھی۔

چنانچہ وہ سیدھا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور جا کر کہا کہ ابوالقاسم فلاں مسلم نے میرے منہ پر تھپڑ مارا ہے۔حضور ﷺ نے بندہ بھیج کر اس کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے اس کے منہ پر تھپڑ کیوں مارا ہے۔مسلمان نے بتایا کہ یارسول اللہ میں بازار میں گزر رہا تھا اور وہ یہ بات کہہ رہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو بشر پر برگزیدہ بنایا ،میں نے کہا اے خبیث کیا ابوالقاسم پر بھی برگزیدہ بنایا ہے۔لہٰذا میں نے اس کو اس بات پر تھپڑ مار دیا تھا۔

رسول اللہ نے فرمایا ،مجھے انبیاء کے درمیان ترجیح نہ دیا کرو ،قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین پھٹے گی میں سر اٹھا کر دیکھوں گا موسیٰ علیہ السلام کو پاؤں گا کہ وہ عرش کے پایوں میں سے ایک پائے کو تھامے کھڑے ہوں گے۔میں نہیں جانتا کہ کیا وہ بے ہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا دنیا میں ایک بار جو بے ہوش ہوئے تھے اسی کے ساتھ ان کا حساب برابر کر لیا گیا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ایوب بن یونس کے۔ابوداؤد نے اس کو مختصر کیا ہے موسیٰ سے۔(ابوداؤد۔کتاب السنہ۔حدیث ۴۶۷۱/۴/۲۱۷)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اور بخاری ومسلم نے اس کو نقل کیا ہے سفیان ثوری سے ،اس نے عمرو سے۔(بخاری۔احادیث الانبیاء)

www.ahlehaq.org

(۵) ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن محمویہ سکری نے بصرہ میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد قلانسی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی آدم نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سعد بن ابراہیم نے، اس نے سُنا حمید بن عبدالرحمن سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

ما ینبغی للعبد ان یقول انا خیر من یونس بن متی

کسی بندے کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں آدم بن ابوایاس سے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونضر فقیہ نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو ولید بن شعبہ نے، ان کو سعید بن ابراہیم نے، ان کو حمید بن عبدالرحمن نے، اس نے ابوہریرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا :

لا ینبغی لاحد ان یقول انا خیر من یونس ابن متی

کسی ایک کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متی سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث غندر سے، اس نے شعبہ سے۔

(بخاری۔ مسلم ۴/۱۸۴۶)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اس نے ابونضر فقیہ نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو خبر دی ابوعمر حوضی نے، ان کو شعبہ نے قتادہ سے، اس نے ابوالعالیہ سے، اس نے ابن عباس سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ انہوں نے فرمایا کسی بندے کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں، یونس بن متی سے۔ اور آپ نے منسوب کیا ہے ان کی ماں کی طرف۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں، ابوعمر سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث غندر سے، اس نے شعبہ سے، اور اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن مسعود نے نبی کریم ﷺ سے۔

امام بیہقیؒ کی وضاحت

جس شخص نے ترجیح دینے اور فضیلت دینے کے بارے میں کلام کیا ہے، وہ اس طرف گیا ہے کہ اس نے چاہا اور یہ ارادہ کیا ہے کہ کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت یونس پر فضیلت دے باوجودیکہ وہ فرار کر گئے تھے اور ناراض ہو کر چلے گئے تھے۔ اور انہوں نے اس پر صبر نہیں کیا تھا جس کا ان کو گمان تھا کہ قوم کو پہنچے گا عذاب۔

باقی وہ روایت جو ہم نے نقل کی ہے حدیث اعرج سے، اس نے ابوہریرہ سے (یعنی ۳ روایت) وہ اس مذکورہ تاویل کو منع کرتی ہے بلکہ وہ اس شخص کے قول کو صحیح بتاتی ہے جو اس موقف کی طرف گیا ہے کہ تمام انبیاء کرام کے درمیان ترجیح و تفضیل کی بابت کلام کرنے سے رُک جانا چاہئے۔

امام ابوسلیمان الخطابی کی وضاحت

اور ابوسلیمان الخطابیؒ (معالم السنن ۴/۳۰۹) نے ذکر کیا ہے کہ انبیاء کرام کے درمیان ترجیح و تفضیل سے نہی کا معنیٰ ترک تخیر و تفضیل ہے ان کے درمیان خاص کر بایں ترجیح و تفضیل کہ ان میں سے دوسرے بعض کی تنقیص بھی ہو۔ بے شک یہ بات بسا اوقات انبیاء کے بارے میں اعتقاد کی خرابی اور فساد تک پہنچا دیتی ہے۔ اور ان کے جو حقوق واجب ہیں ان میں خلل واقع کرنے کا موجب بنتی ہے اور ان پر ایمان لانے کی جو غرض و مقصد ہے اس میں خلل کا موجب بن سکتی ہے۔

www.ahlehaq.org

سطور بالا کی توضیح

اس مذکور کا مطلب ومعنیٰ یہ ہیں کہ ان کے درمیان تسویہ اور برابر ہونے کا اعتقاد رکھے ان کے درجات کے اندر۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تحقیق یہ خبر دے دی ہے کہ اس میں ان کے درمیان فضل اور بزرگی کا معیار قائم کر رکھا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا :

تلك الرسل فضلنا بعضهم ـ منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات

(سورہ بقرہ : آیت ۲۵۳)

یہ رُسل ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت وعظمت دی ہے کچھ ان میں سے وہ ہیں جن کے ساتھ اللہ نے جو کلام فرمایا۔ اور بعض کے درجات بلند کردیئے۔

دونوں حدیثوں میں تطبیق وتوجیہ وتاٌویل از خطابی

شیخ خطابی نے اس کے بعد کلام کیا ہے حدیث ابوہریرہ پر جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انا سید ولد آدم میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اور حدیث ابن عباس پر جس میں ہے کہ نبی کریم نے فرمایا لا تفضلو نی علی یونس ابن متیٰ کہ مجھے یونس بن متی پر بھی فضلیت نہ دو۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے۔

تحقیق بہت سارے لوگوں نے وہم کیا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے درمیان تضاد ہے یہ اس طرح ہے کہ حدیث ابوہریرہ میں خبر دی ہے کہ وہ اولاد آدم کے سردار ہیں جبکہ سردار افضل ہوتا ہے عوام سے یعنی اس سے جس پر وہ سردار ہے۔ اور حدیث ابن عباس میں کہا ہے کہ کسی بندے کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

حالانکہ اس بارے میں معاملہ بالکل واضح ہے۔ اور دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق واضح ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ کا یہ فرمان انا سید ولد آدم۔ اس میں آپ خبر دے رہے ہیں اس اکرام کے بارے میں جو اللہ نے ان پر اکرام فرمایا ہے فضیلت دینے کا اور سرداری عطا کرنے کا۔ اور آپ تحدیث نعمت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو اس نے ان پر نعمت فرمائی ہے۔ اور اعلام ہے اطلاع اور آگاہی ہے آپ کی اُمت کے لئے اور اطلاع واعلام ہے اس بات کا آپ اپنی خصوصیت کا محل ہیں اور حدیث مرکز ہیں۔ یہ اعلام وآگاہی آپ ﷺ کو اس لئے دی تا کہ ان کے اہل دعوت کا ایمان آپ کی نبوت کے ساتھ اور ان کا اعتقاد اس کی طاعت کے بارے میں اسی کے شایان شان ہوجائے۔

حضور ﷺ کا یہ بیان کرنا اپنی اُمت کے لئے اور اس کا اظہار کرنا ان لوگوں کے لئے حضور ﷺ پر لازم تھا اور فرض تھا۔ باقی رہا حضور ﷺ کا قول یونس علیہ السلام کے بارے میں اس دو طریقوں سے تاٌویل وتوجیہ کی گئی ہے۔

توجیہ اوّل

ایک تو یہ ہے کہ یہ قول ما ینبغی لعبد ۔ میں حضور ﷺ نے اپنے ماسوا کا ذکر کیا ہے اور اپنے ماسوا ہی مراد لئے ہیں کہ کسی آدمی کو ایسا نہیں کرنا چاہئے، یعنی دیگر لوگوں کو تنبیہ ہے، اپنے بارے میں نہیں۔

توجیہ ثانی

یہ ہے کہ یہ قول عام مطلق ہے۔ یعنی حضور کے بارے میں بھی ہے اور دیگر لوگوں کے بارے میں بھی۔ پھر یہ قول آپ کی عاجزی اور کسر نفسی پر محمول ہوگا اور اپنے ربّ کے لئے تواضع کرنے پر محمول ہوگا۔ گویا کہ یہ فرمارہے ہیں کہ میرے لئے بھی مناسب نہیں ہے کہ میں کہوں کہ میں ان سے بہتر ہوں۔ اس لئے کہ وہ فضیلت جو میں نے پائی ہے وہ بھی تو محض اللہ کی طرف سے اکرام وانعام ہوا ہے، مجھ پر۔ اور وہ خصوصیت جو مجھے حاصل ہوئی ہے میں نے بذات خود نہیں پائی اور نہ ہی میں اس تک اپنی قوت وقدرت سے پہنچا ہوں۔ اس لئے میرے لئے مناسب نہیں کہ میں اس پر فخر کروں۔ بلکہ وہ تو مجھے محض ربّ کی عنایت سے حاصل ہوئی ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ آپ نے خصوصاً یونس علیہ السلام کا ذکر

www.ahlehaq.org

کیوں کیا ہے اس بارے میں (واللہ اعلم)۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے اُوپر ان کی شان بیان کی ہے اور وہ بھی ان کے صبر میں کمی ہوئی تھی اپنی قوم کی طرف سے ایذا پہنچنے پر کہ آپ غصے ہو کر نکل گئے تھے اور صبر نہیں کیا تھا جیسے الوالعزم من الرسول نے صبر کیا تھا۔

امام ابو سلیمان خطابی فرماتے ہیں

کہ دونوں توجیہوں سے یہی توجیہ اولیٰ ہے۔ اور حدیث کے معنیٰ و مفہوم کے اعتبار سے زیادہ مناسب ہے۔ تحقیق اس طریق کے علاوہ دوسرے طریق سے یہ روایت آچکی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متیٰ سے۔ لہٰذا اس روایت میں عموم ہے کل انبیاء کے لئے۔ لہٰذا حضور ﷺ بھی من جملہ ان میں شامل ہوں گے۔ (معالم السنن ۴/۳۱۰-۳۱۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبدالعزیز بن یحیٰ حرانی نے، ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے اسماعیل بن حکیم سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے عبداللہ بن جعفر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے، کسی نبی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متیٰ سے اور ابو سلیمان خطابی نے دوسرے مقام پر دونوں حدیثیں ذکر کی ہیں۔ پھر فرمایا کہ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہ سیادت یعنی آپ کا یہ قول انا سید اولاد ادم ولا فخر یہ ہے قیامت کے دن کے بارے میں جب آپ کو شفاعت کے معاملے میں تمام انبیاء سے مقدم کیا جائے گا۔ اور یہ جو منع کیا کہ میری میرے ماسوا پر تفضیل نہ کی جائے اس کا تعلق دنیا سے ہے۔ اگرچہ آپ دارین میں فضلیت یافتہ ہیں اللہ کی جانب سے۔ اور آپ کا یہ فرمان ولا فخر اس کا مطلب ہے کہ میں یہ بات کہہ رہا ہوں اللہ کی نعمت کے شمار و بیان کے لئے فخر و استکبار کے لئے نہیں۔ کیونکہ جو شخص فخر کرتا ہے وہ ایسے فخر میں بڑھتا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ قول میری طرف سے بر سبیل فخر نہیں ہے۔ جس میں زیادتی اور کبر و غرور داخل ہو جائے۔

ساری مخلوق سے بہتر ابراہیم علیہ السلام تھے

(۹). ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو زیاد بن ایوب نے، ان کو عبداللہ بن ادریس نے۔ ان کو مختار بن فلفل نے، وہ ذکر کرتے ہیں حضرت انس بن مالک سے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ نے کہا خیر البریۃ اے ساری مخلوق سے بہتر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذاك ابراهيم عليه السلام وہ تو ابراہیم علیہ السلام تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے عبداللہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۸۳۹)

تشریح امام بیہقیؒ

اس مذکورہ حدیث میں بھی نبی کریم ﷺ نے تواضع اور عاجزی کی راہ چلی ہے کیونکہ آپ اپنے کے لئے تواضع و عاجزی کرنے کے لئے اپنے سامنے اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وفد بنو عامر سے آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب انہوں نے کہا تھا انت سيدنا و ذو الطول علينا کہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے اُوپر عطایا کرنے والے ہیں۔ تو فرمایا تھا کہ ٹھہر ٹھہر، تم لوگ اپنی بات کرو تمہیں شیطان نہ کھینچ لے۔ سردار اللہ عزوجل ہے۔ اور آپ نے حدیث عمر بن خطاب میں ارشاد فرمایا:

لا تطرونی كما اطرت النصارىٰ ابن مريم

مجھے بڑھا کر نہ گھٹاؤ جیسے عیسائیوں نے ابن مریم کو بڑھا کر گھٹایا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں عبد ہوں لہٰذا یوں ہی کہا کرو۔ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو ابو سعود احمد بن فرات نے، ان کو عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے، اس نے عمر بن

www.ahlehaq.org

خطاب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم مجھے اس طرح بڑھا کر نہ گھٹانا جیسے عیسائیوں نے ابن مریم کے ساتھ کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں بندہ ہوں لہٰذا کہا کرو اللہ کا بندہ اور رسول۔ (فتح الباری ۶/۴۷۸۔ مسند احمد ۱/۲۳،۲۴،۴۷،۵۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو ابراہیم بن ہیثم بلدی نے، ان کو آدم بن ایاس نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت بنانی نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا :

یا سیدنا ابن سیدنا خیر نا و ابن خیرنا

اے ہمارے سردار، ہمارے سردار کے بیٹے۔ ہم سے بہتر اور ہم میں سے بہتر شخص کے بیٹے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے لوگو! میں محمد بن عبداللہ ہوں اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول ہوں۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس طرح اُنچا کرو میرے مرتبے سے اُوپر جس مرتبے پر اللہ نے مجھے فائز کیا ہے۔ (مسند احمد ۳/۱۵۳)

تفضیل وترجیح محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں

(امام بیہقی ؒ کی وضاحت)

میں کہتا ہوں کہ جس نے تفصیل کے بارے میں بات کی ہے اس نے ہمارے نبی کریم ﷺ کے مراتب اور خصائص میں کئی وجوہ ذکر کیے ہیں۔ ان تمام خصائص اور وجوہ کے تذکرہ کی یہ کتاب متحمل نہیں ہے۔ لہٰذا ہم ان میں سے ایک وجہ کی طرف اشارہ کرنے کی کوشش بطریق اختصار کرتے ہیں۔

فضیلت رسول کی وجہ اول : یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول الثقلین تھے (یعنی جنوں اور انسان سب کے رسول تھے)۔

وجہ ثانی : یہ ہے کہ رسول کا شرف رسالت کے شرف سے ہے اور آپ کی رسالت اشرف الرسالات ہے۔ بایں صورت کہ اس رسالت نے پہلے والی تمام رسالات کو منسوخ کر دیا ہے اور اس کے بعد کوئی رسالت نہیں آئے گی جو اس کو منسوخ کر سکے۔

وجہ ثالث : یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی حیات اور زندگی کی قسم کھائی ہے۔

وجہ رابعہ : اللہ تعالیٰ نے یہ سب باتیں ان کے لئے جمع کر دیں تھیں کہ ان پر فرشتے اُتارے اور خود ان کو اُوپر چڑھا کر فرشتوں کے ٹھکانوں تک لے گئے اور ان کو فرشتوں کا کلام سُنوایا۔ اور ان کو فرشتہ اپنی اصلی صورت وشکل میں دیکھایا گیا جس صورت پر اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے اور ان کو جنت وجہنم کی اخبار واطلاعات بہم پہنچا دیں۔ لہٰذا آپ کا علم دار التکلف اور دار الجزا یعنی دنیا اور آخرت کے مشاہدے پر مبنی ہو گیا۔

وجہ خامس : آپ کے ساتھ مل کر فرشتوں کا جہاد کرنا۔

وجہ سادس : وہ خصائص جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو مخصوص کرے گا وہ ہے مقام محمود جس کا اللہ نے ان کو وعدہ دیا ہے۔
عسیٰ ان یبعثك ربكَ مقام محمو دًا (سورۃ اسراء : آیت ۷۹) عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچائے گا۔

وجہ سابع : اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کو نہیں مخاطب کیا مگر نبی کے ساتھ یا رسول کے ساتھ، جبکہ آپ کے ماسوا دیگر تمام نبیوں کو ان کے ناموں کے ساتھ پکارا ہے (صرف خود نہیں بلکہ) جب دیہاتیوں نے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کو ان کے نام یا کنیت کے ساتھ پکارا تو ان کو اس بات سے منع فرما دیا اور ارشاد ہوا :

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً

(سورۃ نور : آیت ۶۳)

رسول کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

www.ahlehaq.org

چنانچہ ان لوگوں کو اپنی تعظیم کا حکم دیا اور ان کو حضور ﷺ سے پیش قدمی کرنے سے منع کیا۔ اور ان کو ان کی آواز سے اپنی آواز اُونچی کرنے سے منع کیا اا اور ان لوگوں کو عیب لگایا جنہوں نے حضور ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارا تھا۔ علاوہ ازیں دیگر بہت سے ایسے امور ہیں جن کی تشریح کے ساتھ کتاب طویل ہو جائے گی مگر وہ امور مذکور ہیں کتب اہل وعظ وتذکیر میں۔

وجہ ثامن : یہ ہے کہ آپ ﷺ کے پاس دنیا میں تمام انبیاء سے زیادہ معجزات اور علم ہیں۔ بعض مصنفین نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت پر معجزات واعلام ایک ہزار تک پہنچتے ہیں۔

شیخ ابو عبداللہ حلیمیؒ فرماتے ہیں

کہ ان اعلام ونشانات میں باوجود ان کی کثرت کے ایک دوسرا معنی اور مفہوم بھی ہے۔ وہ یہ کہ متقدمین کے اعلام میں وہ چیز نہیں ہے جو اختراع کی مقتضی ہو۔ یہ بات خاص طور پر ہمارے نبی کریم ﷺ کے اعلام میں ہے۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ ہم نے اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے جو آپ کے اعلام ودلائل میں آپ کے وقت ولادت سے آپ کی بعثت کے وقت تک، پھر آپ کی ہجرت تک اور آپ کی وفات تک باقاعدہ تاریخ کے ساتھ درج ہیں، یا وفود کے آپ کے پاس آنے کے وقت کے ساتھ، تحقیق باقی رہ گئے تھے آپ کے وہ دلائل واعلام اور معجزات جو اس کے اکثر حصے میں ذکر نہیں کئے جا سکے تھے ان کے وقت پر یا میں ان سے غافل رہ گیا تھا جن کو ذکر کرنا ضروری ہے۔ آپ کی وفات کے ذکر سے قبل۔ لہٰذا ہم نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا تھا ان کے نقل کرنے کے بارے میں اس جلد کے بعد۔ وباالله التوفيق

کتاب دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب شریعہ کا ترجمہ محض اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ اختتام پذیر ہوا ہے اور اس کے ساتھ جلد ترجمہ جلد ششم بھی آ رہا ہے۔ انشاء اللہ

وآخر دعوانا ان الحمد لله ربّ العٰلمين

ترجمہ جلد خامس محض اللہ کے فضل وکرم سے ختم ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بصد عجز ونیاز عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور بندہ حقیر کی مغفرت کا ذریعہ بنائے اور حصول جنت کا ذریعہ بنائے اور تمام انسانوں کی ہدایت ونجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا ربّ العٰلمین

۱۳/ اگست ۲۰۰۸ عیسوی

۲۸/ شعبان المعظم ۱۴۲۹ ہجری

بوقت مغرب

اختتام جلد پنجم

سیرۃ اور سوانح پر دارالاشاعت کراچی کی مطبوعہ مستند کتب

سیرۃ حلبیہ اردو اعلیٰ ۶ جلد (کمپیوٹر)	سیرۃ النبیؐ پر نہایت مفصل و مستند تصنیف	امام برہان الدین حلبیؒ
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۷ حصص در ۲ جلد	اپنے موضوع پر ایک شاندار علمی تصنیف مستشرقین کے جوابات کے ہمراہ	علامہ شبلی نعمانیؒ / سید سلیمان ندویؒ
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ۳ حصے یکجا (کمپیوٹر)	عشق میں سرشار ہو کر لکھی جانے والی مستند کتاب	قاضی محمد سلیمان منصور پوری
محسن انسانیت اور انسانی حقوق	خطبہ حجۃ الوداع سے استشہاد اور مستشرقین کے اعتراضات کے جواب	ڈاکٹر حافظ محمد ثانی
رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی	دعوت و تبلیغ سے سرشار حضورؐ کی سیاست اور عملی تعلیم	ڈاکٹر محمد حمید اللہ
شمائل ترمذی	حضور اقدسؐ کے شمائل و عادات مبارکہ کی تفصیل پر مستند کتاب	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین	اس عہد کی برگزیدہ خواتین کے حالات و کارناموں پر مشتمل	احمد خلیل جمعہ
دور تابعین کی نامور خواتین	تابعین کے دور کی خواتین " " " " "	" " " " "
جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین	اُن خواتین کا تذکرہ جنہوں نے حضورؐ کی زبان مبارک سے خوشخبری پائی	" " " " "
ازواج مطہرات	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مستند مجموعہ	ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری
ازواج الانبیاء	انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے حالات پر پہلی کتاب	احمد خلیل جمعہ
ازواج صحابہ کرام	صحابہ کرامؓ کی ازواج کے حالات و کارنامے۔	عبدالعزیز الشناوی
اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	ہر شعبۂ زندگی میں آنحضرتؐ کا اسوۂ حسنہ آسان زبان میں۔	ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفیؒ
اسوۂ صحابہ ۲ جلد کامل یکجا	حضور اکرمؐ سے تعلیم یافتہ حضرات صحابہ کرام کا اسوہ۔	شاہ معین الدین ندوی
اسوۂ صحابیات مع سیر الصحابیات	صحابیات کے حالات اور اسوہ پر ایک شاندار علمی کتاب۔	" " " "
حیاۃ الصحابہ ۳ جلد کامل	صحابہ کرامؓ کی زندگی کے مستند حالات، مطالعہ کے لئے راہ نما کتاب	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ
طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات طب پر مبنی کتاب	امام ابن قیمؒ
الفاروق	حضرت عمر فاروقؓ کے حالات اور کارناموں پر محققانہ کتاب	علامہ شبلی نعمانی
حضرت عثمان ذوالنورین	حضرت عثمانؓ " " " " " " " "	معراج الحق عثمانی

اسلامی تاریخ پر چند جدید کتب

طبقات ابن سعد	اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ	علامہ ابو عبداللہ محمد بن سعد البصری
تاریخ ابن خلدون	مع مقدمہ	علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون
تاریخ ابن کثیر	اردو ترجمہ البدایۃ والنہایۃ	حافظ عماد الدین ابو الفدا اسماعیل ابن کثیر
تاریخ اسلام		مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی
تاریخ ملت	تاریخ قبل از اسلام سے لے کر مغلیہ سلطنت کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر تک ملت اسلامیہ کی جامع تاریخ	جناب مفتی زین العابدین سجاد میرٹھیؒ، جناب مفتی انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی
تاریخ طبری	اردو ترجمہ تاریخ الامم والملوک	علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری
سیر الصحابہؓ	انبیاء کرام کے بعد دنیا کے مقدس ترین انسانوں کی سرگزشت حیات	الحاج مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی مرحوم

دارالاشاعت ۞ اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی ۱، پاکستان ۲۶۳۱۸۶۱-۰۲۱ مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز

تفاسیر و علوم قرآنی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر

دارالاشاعت کی مطبوعہ مستند کتب

تفاسیر و علوم قرآنی

تفسیر عثمانی بعد تفسیر مع عنوانات جدید کتابت ۲ جلد		علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، اضافہ عنوانات جناب محمد ولی رازی
تفسیر مظہری اردو	۱۲ جلدیں	قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ
قصص القرآن	۴ حصے در ۲ جلد کامل	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
تاریخ ارض القرآن		علامہ سید سلیمان ندویؒ
قرآن اور ماحولیات		انجینئر شفیع حیدر دانش
قرآن سائنس اور تہذیب و تمدن		ڈاکٹر حقانی میاں قادری
لغات القرآن		مولانا عبدالرشید نعمانی
قاموس القرآن		قاضی زین العابدین
قاموس الفاظ القرآن الکریم	(عربی انگریزی)	ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی
ملک البیان فی مناقب القرآن	(عربی انگریزی)	حسان چینرس
اعمال قرآنی		مولانا اشرف علی تھانویؒ
قرآن کی باتیں		مولانا احمد سعید صاحب

حدیث

تفہیم البخاری مع ترجمہ و شرح اردو	۳ جلد	مولانا ظہور الباری اعظمی فاضل دیوبند
تفہیم المسلم	۳ جلد	مولانا زکریا اقبال، فاضل دارالعلوم کراچی
جامع ترمذی	۲ جلد	مولانا فضل احمد صاحب
سنن ابو داؤد شریف	۳ جلد	مولانا سرفراز احمد صاحب، مولانا خورشید عالم قاسمی صاحب فاضل دیوبند
سنن نسائی	۳ جلد	مولانا فضل احمد صاحب
معارف الحدیث ترجمہ و شرح	۳ جلد، ۷ حصے کامل	مولانا محمد منظور نعمانی صاحب
مشکوٰۃ شریف مترجم مع عنوانات	۳ جلد	مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی/مولانا عبداللہ جاوید
ریاض الصالحین مترجم	۲ جلد	مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی مظاہری
الادب المفرد	کامل مع ترجمہ و شرح	از امام بخاری
مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف	۵ جلد کامل اعلیٰ	مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری فاضل دیوبند
تقریر بخاری شریف	۳ حصص کامل	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب
تجرید بخاری شریف	یک جلد	علامہ حسین بن مبارک زبیدی
تنظیم الاشتات	شرح مشکوٰۃ اردو	مولانا ابو الحسن صاحب
شرح اربعین نووی	ترجمہ و شرح	مولانا مفتی عاشق الٰہی البرنی
قصص الحدیث		مولانا محمد زکریا اقبال، فاضل دارالعلوم کراچی

ناشر:- دارالاشاعت اردو بازار کراچی فون ۲۶۳۱۸۶۱-۲۲۱۳۷۶۸-۰۲۱

www.ahlehaq.org